UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226563
UNIVERSAL
LIBRARY

بعون اللہ المستعان

تبیین الضّاد

یعنے

ترجمہ تحفہ نذریہ اردو

کہ جسکو

مولوی حکیم رحیم الدین صاحب دہلوی نے باجازت حضرت شیخنا رئیس المحدثین مولانا مولوی قاری حاجی محمد عبد الرحمٰن صاحب انصاری پانی پتی مصنف رسالہ کے ترجمہ کیا

معہ محو الفساد فی تلفظ الضاد

مصنفہ قاری صاحب ممدوح

حسب فرمایش مولانا مولوی عبد السلام صاحب مکنی بابی البقا صاحبزادہ مولانا صاحب

باہتمام منشی مالک الکلام محمود میرزا خان

بمطبع علوم الاسلام واقع دہلی طبع گردید

قیمت ۴ر (بذریعہ رجسٹری محفوظ ہے) تعداد ۱۰۰۰

۵۵۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قسم قسم اور طرح طرح کی حمد و ثنا اللہ تعالی ہی کے لئے سزاوار ہے جس کی ادنی وصف مین بڑے بڑے کاملون کی زبانین عاجز ہین یہی کہتے بنتی ہے انت کما اثنیت علی نفسک اور صلوۃ و سلام افضل المخلوقات سیدنا و نبینا احمد مجتبے محمد مصطفے پر کہ اونکی ذات عالی صفات کسی کے وصف کی محتاج نہین ہے کہ خود حق تعالے اونکا واصف ہے بعد اس کے شاہراہ عدل و انصاف مین قدم رکھنے والون پر پوشیدہ نہ رہے کہ ۱۲۸۶ھ بارہ سو چھیاسی ہجری مین علے صاحبہا الصلوۃ والسلام ہند کے بعض شہرون مین حرف ضاد کے تلفظ مین بڑا اختلاف برپا ہوا اکثر آدمی کم مشقی کے سبب سے ضاد کو دال مفخم پڑہتے تھے چنانچہ ہمیشہ علم قرأت کے امام اپنی تصانیف مین ایسی غلطیون سے ڈراتے چلے آئے ہین اور استاد ماہر سے سیکھنے کی تاکید فرماتے اور ترغیب دیتے رہے ہین اور اس ملک کے بعض رہنے والے جو استاد ماہر کی صحبت سے محروم تھے اور اپنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العلمین
وصلی اللہ علی رسولہ
محمد و آلہ و اصحابہ
اجمعین

کاہلی کے سبب سے اوستاد ماہر کی تلاش نہین کرتے تھے اور جانتے تھے
کہ علم قرأت کی کتابین پڑھکر ضاد کا تلفظ کر سکتے ہین جب اونھون نے
ضاد کو اکثر صفات مین ظا کے مشابہ پایا کہ بعض مصنفون نے اسی مشابہت
پر نظر فرماکر ضاد کی صفات کو ظا کے ساتھ مشابہ لکھا ہے گمان کیا کہ ضاد
کو ظا کی مانند ادا کرنا چاہیے اور اِس قول کو ایسی شہرت دی کہ اکثر عوام
نے ضاد کو عین ظا پڑہنا اختیار کیا اور اوسکا نام ظاد رکھدیا اور نماز
کے جائز ہونے کا حصر ضاد کے ظا پڑہنے مین کر دیا کہ جو کوئی ضاد کو ظا
نہ پڑہے اوسکی نماز و امامت جائز نہین ہے اور تعصب کی چربی اون کی
آنکھون پر ایسی چھائی کہ فقہ کی روایات پر بھی نظر نکی کہ بجائے ضاد کے
عمداً ظا پڑہنے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اسباب مین طعن و تشنیع
نہایت بلند ہوئی اور ابلیس کے مکرونکا جال پہیل گیا اور دن بدن اِن کے
بہکانے سے خلقت گمراہ ہونے لگی جس سے یہ خوف پیدا ہوا ایسا نہو کہ یہ
فتنہ رفتہ رفتہ تمام ہندوستان مین پہیل جاوے اور ساری خلقت کو
گمراہ کردے اسواسطے خلاصہ خاندان نجابت ونقابت عین الریاست
حامی دین محمدی میرزا نذر محمد بیگ سلمہ مدار ریاست مرکز دائرہ امارت
امیر ابن الامیر نواب فخر الدولہ امین الدین احمد خان بہادر ابن نواب احمد بخش
خان مغفور والی فیروزپور نی چاہا کہ یہ فساد کسی طرح مٹ جاوے اور مسلمانون مین
جو اختلاف ہے بالکل جاتا رہے اور اسکام پر پٹکا ہمت کا مضبوط باندھا
اور خواستگار ہوئے کہ عالمون اور قاریون معتبر کا مجمع ہو اور اوسمین
جانبین سے گفتگو ہو کر ایک بات حق قرار پا جاوے اس لئے احقر العباد
عبد الرحمن کو کہ اپنے گہر مین چپکا بیٹھا تھا اور ایسے جھگڑون کے میدان

۵ متعلق بمشابہ است یعنے مشابہ بحرف دیگر ۱۲ منہ

۴ یعنی نواب صاحب ریاست نواب امین الدین خان ابن نواب احمد بخش خان کے

بین ہوا منہ رسالہ مسائل تصحیح قرأت است و [illegible] جواز و عدم [illegible] [illegible]

۳ قرأت ست پس تحقیق این ادا و جواز و عدم جواز این تشبیہ از ائمہ قرأت و ائمہ نحو و صرف باید کرد نہ از ائمہ علوم دیگر کہ امام ہر فن تحقیق آن فن ادا کنند نہ غیر ایشان مثلاً مسئلہ نحو از ائمہ نحو تحقیق باید کرد نہ از فقیہ و محدث و مسئلہ فقہ از محدث تحقیق

مین قدم نہین رکھتا تہا اپنے معتمد بہیجکر پانی پت سے بلوایا حسب الطلب
اون کے جب دہلی مین پہونچا تو دہلی کے اہل علم وطلبہ سے مناظرہ کا
اتفاق ہوا سب انصاف کا رستہ چلے اور اس بات پر متفق ہو گئے کہ لفظ
ضاد کا تلفظ اوس کے مخرج سے کرنا چاہیئے کہ زبان کا کنارہ اور اوپر کی
ڈاڑہٹن مین اور بجائے ضاد کے دال مفخمہ ادا کرنی غلط ہے اور ظائے
معجمہ پڑہنی بہی غلط ہے اور اسم ضاد کا ظاد کے ساتھ بدلنا بہی غلط ہے
کہ تمام خلقت اس سے گمراہ ہوتی ہے فقیر نے کہا کہ ضاد وظا اگرچہ اکثر
صفات مین مشترک ہین لیکن دونون کی آواز بسبب جدا جدا ہونی مخرجون
کے آپسمین ممتاز ہے اور ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے کچہ مناسبت
نہین رکہتی پہر بہی اگر کوئی ضاد صحیح التلفظ کی آواز کو ظا کی آواز سمجہے تو یہ
اوسکی شنوائی کی ضعف کا باعث ہے کہ اوسکی قوت سامعہ کثیف ہے
اور اوسکو صحیح آواز کے سننے کی عادت نہین ہے اس لئے ضاد وظا کی
آوازون مین فرق نہین کر سکتا ورنہ ان دونون کی آوازون مین زمین
وآسمان کا تفاوت ہے لیکن اس فرق کے سمجہنے کو سمع کی لطافت اور
سامعہ کی نزاکت درکار ہے یہ کلام فقیر کا علمائے دہلی نے قبول فرمایا
اور کہا اصل مطلب مین تو کچہ کلام نہین رہا اسیقدر خلجان باقی ہے کہ بعض کتابون
مین جو لکہا ہے کہ آواز ضاد کی مشابہ ساتھ آواز ظا کے ہے اس عبارت
کا کیا مطلب ہے فقیر نے کہا کہ یہ امر علم قرأت کی اور کتابون سے تحقیق
کیجئے اور ان عبارتون کی معنے پہلے قاریون کے مطالب کے موافق
لگائے اہل دہلی نے فرمایا ہم تمہاری ہی تحقیق پر قناعت کرتے ہین بعد
اس سفر کے جو کچہ تحقیق کر کے تحریر کروگے قبول کر لین گے ہم نے کہا

ان امور کی تحریرون مین پھر دروازہ رد وکد کا کہل جاویگا سب نے
فرمایا ہمکو رد وکد سے غرض نہین جو کچھ از روے تحقیق و انصاف لکھہ
بھیجوگے وہ ہی ہم قبول کرین گے مین نے کہا کہ یہ تحقیق طلبہ اور علما ہی کے
درمیان رہے اور عوام تک نہ پہونچے اسواسطے کہ عوام ایسی باتون سے
گمراہ ہوتے ہین سب نے قبول کیا پس خدا تعالی کا شکر بجالایا مین کہ آپسمین
جو نزاع لفظی تھے اوٹھ گئے اور مسلمانون مین اتفاق ہوگیا اوس کے بعد
میرزا عبد الرزاق بیگ خلف الصدق میرزا موصوف الصدر کی ہمراہ قصبہ
لوہارو کو روانہ ہوا اور میرزا صاحب ممدوح سے کہ احقر کے اس سفر کے
باعث اور مسلمانون کے اتفاق کے طالب اور اس مجلس کے بانی ہوئے
تھے ملاقات کرکے بہت محظوظ ہوا کہ اونکو مرد خوش نیت اور جامع الخیر
پایا کہ ایسے بڑے اختلاف کا مسلمانون مین سے اوٹھانا اونکی نیک نیتی
کا پھل ہے لیکن وہان دیکھا کہ ایک غول بیابانی گھسا ہوا ہے کہ وہ خلقت
کو گمراہ کرتا ہے اول جبتک وہان میرا قیام رہا اتفاق کا راگ گاتا رہا
وہان سے میرے چلے آنے کے بعد اوس کے نفاق کا نغمہ بلند ہوا اور
رسالہ مبین الحق کہ حقیقت مین تلبیس الحق ہے اپنی ساری خرافات و
ہزلیات کو جو تمام عمر مین اوس نے تراشی اور گھڑی ہے اوسمین جمع کیا
لوگونکو دکھلایا اور احقر کے پاس بھی بھیجا مین نے اوسکو دیکھا تو لایق التفات
کرنے اور قابل جواب دینے کے نپایا لیکن سید مولوی نذیر حسین صاحب
سے جو وعدہ کیا تہا اوس کا وفا کرنا واجب و ضرور تھا پس اوس وعدے
کے وفا کر ضمن نمونہ کے طور پر اوس رسالہ کے بھی بعض مقاصد بیان ہوگئے
تاکہ اوس رسالہ سے خلقت بچی رہے گو کہ فقیر کے اوس رسالہ مین وہ وعدہ

پورا وفا نہوا اور ضاد وظا موعود کے مشابہ ہونے کی توضیح بھی پوری
بیان نہوئی مگر اس رسالہ مین لکھی گئی ہے اور جوکہ سید مولوی نذیر حسین
اوس تحریر کے باعث ہوئے ہین اس لئے اوس کا نام تحفہ نذیریہ رکھکر
اس رسالہ تحفہ نذریہ کا مقدمہ کیا گیا اللہ تعالے قبول فرماوے آمین
پس اللہ تعالے کے فضل سے اب ضاد وظاد کا اختلاف نرہا اور ضاد
پر اتفاق ہوگیا غلطی اسمی تلفظی تہی سو وہ معتبر نہین مسیلے کے تلفظ مین تو
اختلاف نہین رہا پس باوجود اس اتفاق واجماع کے پہر بھی اگر کوئی ظاد
پر اصرار کرے کب معتبر ہے کہ اخوان الشیاطین اپنی شیطنت سے باز
نہین آئے مگر جب ندامت مفید نہوا اس قصہ کے لکھنے سے یہ غرض ہے
کہ جو صاحب انصاف پسند ہین اتفاق کے حاصل ہونے اور اختلاف
کے جاتے رہنے کا شکریہ بجالاوین اور اپنے مقدور بہر ضاد کو اوسکی
مخرج سے اداکرنے کا قصد کرین اور مشق کی مشقت اور اُستاد ماہر کیخدمت
کی محنت اوٹھاکر ضاد کو اوس کے مخرج سے اداکرکے اپنی نماز کو پورا
اور کامل کرین کہ اگر ضاد اپنے مخرج سے ادا نہوگا تو نماز کے ہونے نہونے
مین اختلاف رہے گا اور اصل عبادت اختلافی رہے تو اور عبادتون
کو کیا گمان کرنا چاہیے اس لیے فقیر نے چاہا کہ اس تحریر مین تجوید کی اور
مسائل بھی جو اتفاقی ہین مثل تعوذ وبسملہ ومخارج وصفات ورعایت
حروف واظہار وصلہ ہارکنایہ ومد وقصر واخفا وقلب وغیرہ جو روایت
حفص سے متعلق تھے بیان کرون کہ حفص نے جو روایت عاصم سے کی ہے
اس ملک مین مشہور ہے اور جوکہ رئیس مذکور اس رسالہ کی تحریر کے باعث
ہین اسواسطے اسکا نام تحفہ نذریہ فی قواعد التجوید رکھا گیا خلوص

اور قبول کی امید جناب رب العزت سے رکھتا ہون اور غلطی کے سنوارنے
اور صحیح کے قبول کرنے یا سکوت کرنے کی امید ماہران فن سے ہے اور مرتب
ہوا یہ رسالہ دش باب اور ایک خاتمہ پر **پہلا باب** استعاذہ وبسملہ کے بیان
مین جان کہ استعاذہ مین کئی طرح سے کلام ہے **اول** استعاذہ کن لفظون
سے کرنا چاہیئے پس تمام قاریون اور اکثر فقیہون نے مثل ابی حنیفہ وشافعی و
احمد کے یہ لفظ اختیار رکھے ہین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو روایتین آئی ہین اونمین بھی یہی لفظ مختار
وراجح ہین حتے کہ آپ کے روبرو اگر کسینے اور لفظون سے تعوذ پڑھا تو آپنے
اوسکو منع فرمایا اور یہی لفظ تعلیم فرمائے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
لیکن باوجود اس منع وتعلیم کے اور الفاظ بھی آپ ہی سے مروی ہین پس
اون الفاظ کے ساتھ بھی تعوذ کرنا جائز ہے اگرچہ مختار نہین پس بدلے اعوذ
کے الفاظ استعیذ ونستعیذ واستعذت اگرچہ امام حمزہ سے منقول ہین پر ثابت
نہین ہوئی اور بدلے لفظ باللہ لفظ بالسمیع العلیم اگرچہ ابن سیرین سے نقل کیا
گیا ہے یہ بھی صحیح نہین ہے اور لفظ رجیم کا لفظ غاویا غوی کے ساتھ بدلنا
جیساکہ ہذلی نے بعض مشایخ رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے اعوذ باللہ القادر
من الشیطان الغادر اعوذ باللہ القوی من الشیطان الغوی یہ بھی ثابت نہین ہوا
ہے مگر حق تعالی کے تنزیہ کے الفاظ اسی تعوذ مین زیادہ کرنی درست ہین او
وہ کئی طرح سے منقول ہین ایک یہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم
کہ حرمین یعنے مکہ ومدینہ اور عراقین یعنے کوفہ وبصرہ اور شام کے قاریون
نے اسکو پڑھا ہے اور ورش سے اور حفص کی روایت کی بعض طریقون
سے بھی منقول ہوا ہے اور حدیثون سے بھی ثابت ہے دوسری

اعوذ باللہ العظیم من الشیطان الرجیم اور یہ ورش سے ساتھ بعض طریقون کی اور قنبل و ابن کثیر سے منقول ہے تیسری اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ ھو السمیع العلیم یہ ابی جعفر و ورش و ابن عامر و حمزہ و کسائی سے منقول ہے چوتھی اعوذ باللہ العظیم السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور یہ حفص و قنبل و ورش کی بعض طریقون سے منقول ہے پانچوین اعوذ باللہ العظیم من الشیطان الرجیم ان اللہ ھو السمیع العلیم یہ ابن کثیر سے منقول ہے چھٹی اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ان اللہ ھو السمیع العلیم یہ خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ کی قرارت سے منسوب ہے ساتوین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم و استفتح اللہ و ھو خیر الفاتحین اور یہ حمزہ کے ساتھ منسوب ہے بموجب روایت خلف آٹھوین اعوذ باللہ العظیم و بوجہہ الکریم و سلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور بعض روایات مین دشنام شیطان کے الفاظ کی زیادتی بھی آئی ہے اور تعوذ کی الفاظ مین سے کم کرنا بھی درست ہے بشرطیکہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح روایت کے ساتھ ثابت ہوا ہو اور بزرگان سلف سے اخذ کرنیکی صحت بھی اوس کے ساتھ ہو چنانچہ ابو داؤد مین جبیر بن مطعم کی حدیث اعوذ باللہ من الشیطان بغیر لفظ رجیم کے آیا ہے دوسرا کلام بوقت قرأت قرآن تعوذ کے پکار کر اور چپکے پڑھنے مین ہے تمام قاریون نے بوقت شروع قرأت تعوذ کی پکار کر پڑھنے کو اختیار کیا ہے اگر قرأت بلند ہو اور جو قرأت آہستہ ہو تو آہستہ پڑھے لیکن نافع و حمزہ سے قرأت جہر مین بھی تعوذ کا چپکے پڑھنا منقول ہے تاکہ قرآن و غیر قرآن مین فرق ہو جاوے اس لئے کہ تعوذ قرآن مین سے نہین ہے اور تعوذ

ف خلف قاری کا نام ہے جو حمزہ کا راوی ہے اور قراء عشرہ مین مستقل قاری بھی گنے گئے ہین ۱۲ منہ

ف ظاہرا اس سے صحابہ مراد ہین رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ

بعد ختم قرأت کے ثابت نہین ہوا ہے بلکہ اوسکا محل قبل شروع قرأت کے
ہے اجماعاً یعنے سب کے نزدیک **تیسرا کلام** تعوذ وبسملہ کے وقف
اور وصل کرنے مین ہے تعوذ پر وقف کرنا اور اوسکو بسملہ سے ملانا دونون
جائز ہین اور بسم اللہ پر وقف کرنا اور اوسکو سورہ کے اول سے ملانا یہ دونون
جائز ہین لیکن وصل کرنا بسم اللہ کو فاتحہ وانعام ۔ وکہف ۔ وانبیار ۔ و
سبا ۔ وفاطر ومحمد وقمر ورحمن وحاقہ واقرار وقارعہ کے ساتہ بہتر ہے
اگرچہ وقف بھی انمین بلا خدشہ جائز ہے اور قرآن کی قرأت سے پہلے تعوذ
پڑہنا مستحب ہے اور بعضون نے واجب بھی کہا ہے اگر قاری نے قرأت
کو منقطع کیا اور اوس وقفہ مین قرآن کے متعلق کوئی بات کہے جیسے کوئی
مسئلہ قرآن کا پوچھا یا قرآن کے کسی لفظ کی تعلیم کے بعد اوس کے پہر قرآن
پڑہنا شروع کیا ایسی صورت مین تعوذ کا دوبارہ پڑہنا ضرور نہین ہے اور
جو اور کسی کلام مین مشغول ہوا تعوذ کا اعادہ کرے اور سورہ فاتحہ کے
اول مین بسم اللہ ضرور پڑہنی چاہئے اسپر سب قاریون کا اتفاق ہے خواہ
ابتدا فاتحہ سے کرے یا بعد ختم قرآن سورہ ناس کے آخر مین فاتحہ کو
وصل کرے ہر حال مین فاتحہ کے اول مین بسم اللہ ضرور پڑہے اور ہر
سورہ کے اول مین بسم اللہ پڑہے سوائے سورہ برات کے کہ اوس مین
بسم اللہ نہ پڑہے اس لئے کہ بسم اللہ امان ہے اور برات مین آیہ سیف ہے
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً
اور سوائے اس کے اور آیتین بھی جو کفار کے لئے امان نہونے پر دلالت
کرتی ہین اوسمین موجود ہین پس آیہ امان اس سورہ کے سرے پر مناسب
نہین ہے اگر کسی سورت سے قرأت شروع کرے بسم اللہ اول مین پڑہے

مفہوم ذاتی آن است و آنچہ خارج از آن مفہوم است عرضی است خاصہ باشد یا عرض عام چہ پیداست کہ در تحدید تا وقتیکہ ایراد ذاتیات ممکن باشد قصد رسم یا ایراد عرضیات نمیکنند چون اطلاع بر ماہیت محدود متعذر باشد در آن

سواے سورہ برات کے اور اگر سورہ کے کسی ٹکڑے تا احزاب تا اعشار
سے قرأت شروع کرے خواہ ٹکڑا سورہ برات کا ہو یا کسی اور سورہ کا
قاری کو اختیار ہے چاہے تسمیہ پڑہے چاہے نہ پڑہے لیکن تعوذ ترک
نکرے تسمیہ پڑہنے کی وجہ تو یہ ہے کہ تسمیہ ابتدا کے لئے ہے اور ابتدا
یہان بھی پائی گئی اور تسمیہ ترک کرنے کی یہ وجہ ہے کہ تسمیہ پڑہنے کا
مقام سورہ کا سرا ہے نہ درمیان سورہ کا اور ہر دو سورہ کے بیچ مین
بسم اللہ پڑہنا عاصم وابن کثیر وکسائی وقالون کا مذہب ہے سواے
اُن کے اور قاری ہر دو سورہ کے بیچ مین تسمیہ نہین پڑہتے ان ہر دو
سورتون کے بیچ مین تسمیہ ترک کرنے والون مین سے امام حمزہ دونون
سورتون کو وصل کرتا ہے اور پہلے سورہ کے آخر مین وقف نہین کرتا اور ابن
عامر وابو عمرو ورش سے وصل بھی منقول ہے اور سکتہ بھی لیکن سورہ
قیمہ ومطففین وبلدہ وہمزہ ان چارون سورتون کے سرے پر بالاتفاق تسمیہ
پڑہنی چاہیئے اور امام حمزہ کے نزدیک ان چارون سورتون پر سکتہ
کرنا چاہیئے اور جان کہ اگر پہلے سورہ کے آخر مین وقف نہین کیا اور
اوس سے بسم اللہ کو وصل کیا تو بسملہ پر بھی وقف کرنا درست نہین ہے
ہان پہلے سورہ کے آخر اور بسملہ دونون پر وقف کرنا جائز ہے جیسا کہ
وصل دونون کا جائز ہے اور پہلے سورہ کے آخر مین وقف کرنا اور
دوسرے سورہ کے اول سے بسملہ کا وصل کرنا بھی جائز ہے غرض
ان چارون صورتون مین سے ایک صورت یعنی پہلے سورہ کے آخر
مین وقف نکرنا اور بسملہ پر وقف کرنا منع ہے باقی تینون صورتین درست
ہین اور جاننا چاہیئے کہ امام مالک اور بعض اصحاب امام ابو حنیفہ رح

کے نزدیک تسمیہ قرآن مین سے نہین ہے اور جمہور علماکے نزدیک تسمیہ قران ہے لیکن سورہ فاتحہ کا جزو نہین ہے اور نہ کسی اور سورہ کا جزو ہے مگر قرآن کی ایک آیۃ مستقل ہے کہ تبرک کے واسطے نازل ہوئی ہے جمہور اصحاب اور امام ابوحنیفہ کوفی کا بھی یہی مذہب ہے اس لئے وہ نماز مین آہستہ پڑھتے ہین اور صحیح تر قول و معمول امام شافعی رح کا یہ ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کی ایک آیہ ہے اور ہر سورہ کی بھی ایک آیہ ہے اسیواسطے وہ نماز مین پکارکر پڑھتے ہین لیکن کوفہ کے قاریون نے بسم اللہ کو ہر سورہ کا جزو قرار دیا ہے عجب لطیفہ ہے کوفہ کے قاری تو بسم اللہ کو ہر سورہ کا جزو کہتے ہین اور کوفہ کے فقیہ اوسکو نہ فاتحہ کا جزو کہین نہ ہر سورہ کا جزو کہتے ہین اور یہ سب قول حق ہین انکا اختلاف قرأت کے اختلاف کی قسم سے ہے اور بسم اللہ جو سورہ نمل کی ترتیب مین واقع ہے بالاتفاق سورہ کا اور آیہ کا جزو ہے **ف** واللہ اعلم بالصواب

دوسرا باب حرفون کے مخرجون اور صفتون کے بیان مین اور اس باب مین دو فصلین ہین **پہلی فصل** حروف کے مخارج کے بیان مین جان کہ حروف تہجی جن سے ہجے کئے جاتے ہین اونتیس ۲۹ ہین اور لا حروف کی گنتی سے خارج ہے اس لئے کہ لام اور الف سے مرکب ہے اور ہمزہ والف دونون حروف کے شمار مین داخل ہین اگرچہ عوام ہمزہ کو الف کہتے ہین مگر الف ہمزہ سے جدا ہے کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور بغیر ضغطہ زبان کے پڑھا جاتا ہے جیسے ما و لا اور ہمزہ کبھی ساکن ہوتا ہے اور ضغطہ زبان کے ساتھ پڑھا جاتا ہے جیسے

یا مُراو کبھی ہمزہ متحرک ہوتا ہے جیسے اللہ و آلہ و اولو العلم اور حرفون کے مخارج کی تعداد مین علمائے قرأت و علمائے زبان عرب کا اختلاف ہے اسکی تفصیل علم ادب کی کتابون مین لکھی ہوئی ہے اور مخارج مخرج کی جمع ہے اور مخرج اسم ظرف ہے اور اوس سے حرف کے نکلنے اور پیدا ہونے کی جگہہ مراد ہے اور اصل مادہ حرف کا آواز ہے اور آواز ہوائے متموج کا نام ہے کہ دو جسمون کے تصادم یعنے باہم ٹکرانے اور آپسمین ایک دوسرے کو مارنے سے متکیف و متموج ہوئی ہو اور حرف اوس آواز کو کہتے ہین کہ مخرج پر گذر کر آدمی کے مُنہ مین سے نکلی ہو اور حرف کی حرکت عرض ہے اس لئے کہ وہ حرف مین حلول کرتی ہے اور حرف اوسکا محل ہے اور حروف کے مخارج جزئی محققین کے نزدیک حروف کی گنتی کے موافق اونتیس ۲۹ ہین لیکن جو مشہور ہین اور متاخرین نے اونکو اختیار کیا ہے وہ سولہ ۱۶ مخرج ہین اور بعضون نے مخرج مدہ کو بھی گنا ہے اور سترہ ۱۷ مخرج شمار کئے ہین اور اصول یعنے جڑین ان مخرجون کی تین ہین حلق و دہن و لب اور غنہ خارج ہے اسلیئے کہ حروف کی صفات مین سے ہے نہ حرف گو بعض علما نے مجازاً اوسکو حرفون مین گن لیا ہے اور حرف کا امتحان کہ اپنے مخرج سے نکلا یا نہین یہ ہے کہ اوس حرف کو جسکا امتحان کرنا مقصود ہے ساکن کرکے اوس کے اول مین ہمزہ مفتوحہ یعنے جسپر زبر ہو ملاوین پس جسجگہ اوسکی آواز منقطع ہو جاوے وہ بھی اوسکا مخرج ہے اول اس امتحان کی کسوٹی پر لگا کر پھر اچھی طرح دیکھین کہ اپنے مخرج سے ٹھیک نکلا یا نہین پس اسیطرح اوس کے مخرج کو تحقیق و معین کرین

اور امتحان بھی کرین اور جو کسی کلمہ مین سے کسی حرکت والے حرف کا
امتحان مقصود ہو تو جو حرکت وہ حرف رکھتا ہے اوسی کے ساتھ اوسے
متحرک کرکے اوس کے آخر مین تا رساکنہ زیادہ کرین اور تلفظ کرین مثلاً
جعفر کی جیم کو جہ اور صراط کی صاد کو صہ تلفظ کرین آور مخارج کی تینون
اصلون مین سے پہلی اصل حلق ہے اوسمین تین مخرج ہین اول اقصیٰ
یعنی حلق کا پرلا کنارہ جو سینہ سے ملا ہوا ہے دوسرا وسط یعنی حلق کا
درمیان تیسرا ادنی یعنے حلق کے ورلی طرف جو دہن کی جانب ہے
اور ان تینون مخرجون سے چھ حرف نکلتے ہین اقصیٰ سے دو حرف ہمزہ
و ہا بعضون نے کہا ہے کہ الف بھی حلق سے نکلتا ہے اور بعضون نے
الف کو ہوائی کہا ہے کہ تینون تحویفون کی ہوا سے نکلتا ہے لیکن الف
کے تلفظ مین حلق کی ہوا کو زیادہ دخل ہے اس لئے بعضون نے اوسکو
حلقی اور بعضون نے ہوائی کہا ہے اور یہ دونون قول ایک ایک دلیل
رکھتے ہین اور حلق کے درمیان سے بھی دو حرف نکلتے ہین ع و ح بے
نقط اور اول حلق سے بھی دو ہی حرف نکلتے ہین غ و خ نقطہ دار اور
دوسری اصل یعنی دہن مین دس مخرج ہین اون سے اٹھارہ حرف
نکلتے ہین اول زبان کا پرلا سرا وطرف کہ حلق سے ملا ہوا ہے اور تالو
کا پرلا سرا کہ کوے سے ملا ہوا ہے اور اس سے حرف ق نکلتا ہے بعضون
نے کہا ہے کہ قاف کوے کی اندر کی جانب سے جو حلق کی طرف ہے
نکلتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ کوے کے باہر کی طرف سے جو دہن
کی جانب ہے نکلتا ہے دوسرا مخرج ہے جس سے کاف نکلتا ہے زبان
کا پرلا سرا جہان سے قاف خارج ہوتا ہے اور تالو کا اوپر قاف سکے

مخرج سے ذرا ہی ورے تیسرا مخرج زبان کا درمیان اور تالو کا اوپر اوس سے تین حرف نکلتے ہین جیم و شین و یاے چوتھا وہ مخرج جس سے حرف ضاد نکلتا ہے وہ زبان کا بغلی کنارہ اور مُنہ کا دہنا یا بایان گوشہ ہے اوپر ڈاڑہین جو کنارہ زبان کے قریب واقع ہین اس حرف کو آن واحد مین دونون جانب سے کہ سکتے ہین اور ایک طرف سے پڑہنا بھی جائز ہے دہنی طرف سے مشکل ہے اور بائین طرف سے آسان ہے اور دونون طرف سے بہت مشکل ہے پانچوان وہ مخرج ہے جس سے حرف لام نکلتا ہے اور وہ زبان کا آخر کنارہ ہے نوک زبان طرف اور تالو جو رباعی مین سے اوپر کے دو دانتون اور انیاب مین سے اوپر کے دو دانتون اور ثنایائی علیا کے قریب و محاذی ہے چھٹا وہ مخرج کہ جس سے نون نکلتا ہے وہ زبان کا سر ہے اور اوپر کے دانتون کی جڑ ہے تالو کے پاس اور دماغ ساتوان زبان کا سرا اور اوپر کے دو دانتون کے مسوڑے مگر زبان کی پیٹھ بھی اسمین دخل رکھتی ہے اور اس سے حرف را نکلتا ہے آٹھوان مخرج زبان کا سرا اور اوپر کے دانتون کی جڑ ہے اس سے تین حرف نکلتے ہین طا و دال و تا نوان مخرج زبان کے سر کی نوک اور ثنایائے علیا کی نوک اس سے بھی تین حرف نکلتے ہین ظا و ذال و ثا دسوان مخرج زبان کے سرے کی نوک اور ثنایائے سفلی کا کنارہ ثنایائے علیا کے کنارے کی مشارکت کے ساتھ اور اس سے بھی تین ہی حرف خارج ہوتے ہین صاد و سین و زا اور تیسری اصل یعنے لب مین دو مخرج ہین اول نیچے کے لب کا اندر اور اوپر کے دانتون کا کنارہ اس سے حرف فا نکلتا ہے دوسرا مخرج دونون لبون کا

بقیہ صفحہ ۱۳
ہوتی ہین کہ ایک آواز کو دوسرے سے ممتاز کردیتی ہین جیسے زیر و بم و غنہ یا کہ آسے گلوے بہم پہونچتا اور ایک اور کیفیت خاص ہوا سے مخارج کی ہوا کی تقطیع سے آواز کو عارض ہوتی ہے جیسے دو زیر دو بم دو غنہ دو آواز کا گلوی گران حاصل ہونا اس کیفیت خاص ...

ہو حکیم رحیم الدین صاحب مترجم سلمہ

درمیان اور اس سے تین حرف نکلتے ہین واو و یا و میم لیکن دونون
لبون کی تری کے ملنے سے با نکلتی ہے اور خشکی کے ملنے سے میم جارح
ہوتا ہے اور اون کے غنچہ کی مانند بند اور اکہٹا ہونے سے واو پیدا ہوتی
ہے اور ایک مخرج دماغ مین ہے کہ اوس سے نون و میم ساکن و مخفی نکلتے
ہین جیسے عنك واعلم بالشاکرین موافق روایت سوسی کے اسواسطے کہ
نون و میم جب ساکن و مخفی ہوتے ہین اونکا مخرج اپنے اصل مخرج سے
دماغ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور یہ قول صحیح ہے کہ اخفا کی حالت
مین ان حرفون مین زبان کا دخل نہین رہتا اور ایک قول کے روسے اخفا
کی حالت مین بھی زبان کو دخل ہے اگر فلا میم و نون مظہر و متحرک ہون
اپنے پہلے ہی مخرج سے نکلین گے واللہ اعلم بالصواب **دوسری فصل**
حروف کی صفات کے بیان مین جاننا چاہئے کہ حرفون کی صفتون مین سے
ہر صفت کی ضد بھی ہوتی ہے پس جب کوئی صفت بیان ہوگی اوس کی
ضد بھی خود بخود معلوم ہو جاویگی مقابلہ سے یا بیان سے پس حروف
کی صفتون مین سے بعضی ضعف کی صفتین ہین جیسے ہمس و رخاوت اور
بعضی قوت کی صفتین ہین جیسے مجہورة و شدة پس مہموسہ دس حرف
ہین جنکا مجموعہ ستشحثك خصفه انکا نام اسواسطے مہموسہ
رکھا ہے کہ ہمس آواز خفی و ضعیف کو کہتے ہین اور ان حرفون کے ادا کرنے
کے وقت ان کے مخرجون پر اعتماد ضعیف ہوتا ہے اس لئے سانس بند
نہین ہوتا اور جاری رہتا ہے اور انکی آواز مین ضعف و خفا پیدا ہو جاتا ہے
پر کاف و تا کے تلفظ مین آواز مین ضعف تو ہو جاتا ہے مگر نفس کا جاری
رہنا اچھی طرح نہین معلوم ہوتا اس لئے بعض علمانے انکی مہموسہ ہونے

پہلو تلوار کی دھار کی مانند ہین اونکو زبان کا کنارہ اور زبان کی کروٹ اور حافہ بھی کہتے ہین وہ زبان کی نوک سے زبان کی جڑ تک ہے یہ کنارہ ضاد کا مخرج ہے جب داڑھون کی جڑ سے لگے [illegible] ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۴ جان کہ اکثر آدمیون کے منہ مین بتیس دانت ہ

مین اختلاف کیا ہے پس انتیس ۲۹ مین سے دس کم ہوئے تو باقی اونیس ۱۹
رہے مہموسہ کے مقابلہ مین انکا مجہورہ نام رکہا ہے اس لیئے کہ اون کے
اداکرنے کے وقت اون کے مخرجون پر اعتماد قوی ہوتا ہے اس باعث
سے اون کے تلفظ مین آواز بلند ہوجاتی ہے اور حرف شدیدہ آٹہ ہین
اونکا مجموعہ اجد قط بکت ہے انکواسواسطے شدیدہ کہتے ہین کہ انمین
ایسی شدۃ وقوۃ ہے کہ ان کے اداکرنے کے وقت آواز جاری نہین
رہتی ہے اور پانچ حرف شدیدہ ورخوہ کے درمیان مین ہین اون کا
مجموعہ لن عُمَر بعضون نے واو و یا کو بہی انہین مین گنا ہے کہ
یہ دونون حروف شدیدہ کی مانند شدۃ نہین رکہتی اور نہ حرف رخوہ
کی مانند نرمی رکہتی ہین بلکہ اس سختی و نرمی مین بین بین ہین اور مد کے
تین حرف ہین ا و ی انکو اس لئے حروف مد کہتے ہین کہ مدانہین تین
حرفون مین ہوتا ہے سوائے ان کے اور حرف مین نہین ہوتا اسیواسطے
ان کے سوائے باقی حروف کو کہ وہ انکی ضد ہین قصیرہ کہتے ہین اور
حروف مستعلیہ سات ہین خ ص ض ط ظ غ ق استعلا کے معنی بلندی
طلب کرنے کے ہین ان کے تلفظ مین زبان تالو کی طرف اوپر کو اونچی
ہوتی ہے اس لیئے انکو مستعلیہ کہتے ہین ان سب بلندی طلب کرنیوالون
مین سے بہت بلند طا ہی حروف مستعلیہ کی ضد حروف مستفلہ کہلاتے ہین
اور وہ مستعلیہ کے سوائے باقی حروف ہین اور طا و ظا و صاد و ضاد
ان چار حرفون کو مطبقہ کہتے ہین اور ان کے باقی حرفون کو منفتحہ بولتے
ہین انکا نام مطبقہ اس سبب سے ہے کہ ان کے اداکرنیکے وقت زبان
اپنے سامنے کی تالو سے منطبق ہوجاتی ہے اور ان چارون حرفون

حرفون مین استعلا کی صفت پوری ہے کہ استعلا و اطباق حروف قویہ کی
صفات مین سے ہے اور انمین بھی بہت بلند طا ہے اور حروف صفیر
کے تین ہین ز س ص صفیر لغت مین اوس آواز کو کہتے ہین کہ اوڑنے والے
اور زمین پر چلنے والے جانورون کو اوس سے بلاتے ہین چونکہ ان حرفون
کے تلفظ مین اوسی آواز کی مانند آواز نکلتی ہے اس لئے ان حرفون کا یہ
نام رکھا گیا اور تفشی ایک حرف ہے اور وہ شین ہے تفش کے معنی انتشار
و توسع یعنے پہیلاو ہے اور یہ حرف اپنے تلفظ کے وقت تمام منہ مین پہیل
کر نکلتا ہے اسواسطے اسکا تفشی نام رکھا گیا بعضون نے فا و ضاد کو اور
بعضون نے را و صاد و سین و یا میم و ثا کو بھی تفشی کہا ہے اور منحرف دو حرف
کہلاتے ہین ر و ل انکا نام اس لئے منحرف رکھا ہے کہ ان کے تلفظ کے
وقت زبان انکی مخرجون سے منحرف ہوکر اور حروف کے مخرجون پر پہونچتی
ہے اور حروف غنہ دو حرف ہین نون و میم غنہ کہ آواز دماغ کی ہے اسکو
ان دونون حرفون کے تلفظ مین دخل ہے اسلئے انکو حروف غنہ کہتے ہین
اور غنہ کا باقی حال انشاء اللہ تعالی تجوید کے بیان مین لکہا جاویگا اور حرف
را کو مکرر کہتے ہین اوس کے تلفظ مین تکرار و تشدید کا شبہ ہوتا ہے اسواسطے
اوسکا نام مکرر رکہا ہے تکرار اوسکی ذاتی صفت ہے اور اوس کے تلفظ کا
کمال ہے اور یہان تکرار کے یہ معنی نہین ہین کہ را کے تلفظ کے بعد اوسکو دوبارہ
کہین اسواسطے کہ تلفظ مین تکرار یعنے دوبارہ پڑہنے سے بچنا واجب ہے
اور اس حرف کے ادا کرنے مین تکرار کا ظاہر ہونا علم قرأت مین بہت ہی
معیوب ہے خاصکر جب اوسپر تشدید ہو اوسوقت بہت احتیاط کرین کہ تکرار
ظاہر نہو وے اور حرف مستطیل بھی ایک ہی ہے اور وہ ضاد نقطے والا

ہے اوسکو اسلئے مستطیل کہتے ہین کہ اوس کے تلفظ کے وقت زبان سیدہی
کہنچ جاتی ہے اور زبان کے اوس کنارےسے کہ حلق کی طرف زبان کی جڑ کے
سامنے ہے اوس کنارے کے آخر تک کہ لام کا مخرج ہے تمام کنارے اپنے
اپنے سامنے کی سب ڈاڑہون اور دانتون سے ملجاتی ہین ایسا لنبا مخرج
ہونے کے سبب سے اس حرف کا مستطیل نام رکہا گیا اور شین کے مخرج
مین بھی ایسی ہی استطالت ہے اسی سبب سے بعض علمانے اوسکو بھی مستطیل
کہا ہے اور یہی مخرج کی لنبائی ضاد و شین آواز کی ضخامت وعظم کا سبب
ہے اور یہ ضخامت وعظم آواز مین ایک کیفیت ہے کہ سُننے سے تعلق رکہتی
ہے کچھ کمیت اور مقدار نہین ہے کہ اوس کے سبب سے ضاد و شین اور
حرفون کے زمانہ سے کچھ زیادہ زمانہ مین نکلتی ہون جیساکہ اس زمانہ کے
بعض جاہل سمجھ گئے ہین ضاد و شین اگرچہ زمانے ہی پر لازم ہے اونکا
تلفظ الف کے تلفظ کے زمانہ کی مقدار سے کم زمانہ مین ہو اور الف کے
زمانہ کی یہ مقدار ہے کہ حرکت فتح جو تلفظ مین بہت ہی مختصر ہے جب اُسکو
دوچند کرین یعنے اوس زمانہ کو جسمین فتحہ کہی جاسکتی ہے دونا کرین اور بہت
ہی احتیاط کرین کہ فتحہ کے تلفظ کے زمانہ سے ذرہ سا بھی زیادہ نہو جاوے
پس یہ الف کے تلفظ کے زمانہ کی مقدار ہے اور ضرور ہے کہ شین وضاد
الف سے مختصر ہون نہ یہ کہ ان حرفون کی استطالت کی صفت کتابون مین
دیکھکر یا سُن سُناکر ان حرفون کے تلفظ مین ایک نئی بدعت کرین اور چار
پانچ الف کی قدر اس حرف پر توقف کرین اور صفت استطالیہ کا ادا کرنا اسکا
نام رکھین ان جاہلون کی جہالت سے اللہ تعالی اپنی پناہ مین رکھے اور
ضاد ادا کرنیکے باب مین زیادہ تحقیق انشاء اللہ تعالی تجوید کے بیان مین

آتے ہی حرف ہوائی بھی ایک ہے اور وہ الف ہے اسواسطے کہ حلق کی ہوا سے پیدا ہوتا ہے اور بعض علمانے الف کو ہمیشہ ہر حال مین اور واو کو جب وہ ساکن اور اوس کے اول مین پیش ہو اور یا کو جب وہ ساکن ہو اور اوسکے اول مین زیر ہو ان تینون کو ہوائی کہا ہے اس لیئے کہ الف حلق کی ہوا سے اور واو لبون کی ہوا سے اور یا دہن کی ہوا سے نکلتی ہین اور انہین تینون کو حروف مدہی کہتے ہین اس لئے کہ مد انہین مین پیدا ہوتا ہی اور حروف خفیہ چار ہین ایک ہا اور تین یہی حروف مد اس لئے کہ جب ان چارون حرفون مین سے کوئی حرف کسی کلمہ کے آخر مین ہوتا ہے چھپا ہوا ہوتا ہے اور اچھی طرح ظاہر نہین ہوتا اسی سبب سے ان کے ظاہر کرنے کے لئے حروف مد مین مد کی کشش اور ہاء کنایہ مین صلہ مستعمل ہوا اور حروف لین کے دو ہین واو و یا جب یہ دونون ساکن ہون اور ان کے اول والی حرف پر زبر کی حرکت ہو اور حروف علت کے چار ہین تین حروف مد کے اور ایک ہمزہ اکثر تغییر و تعلیل الفاظ مین انہین کے سبب سے واقع ہوتی ہے اسی باعث سے انکو حروف علت کہتے ہین اور علمائے صرف ہمزہ کو حروف علت مین نہین شمار کرتے حروف قلقلہ پانچ ہین ق ط ب ج د پر انمین سب سے زیادہ مشہور اور تمام قاریون کا متفق علیہ قاف ہے اور باقی چار حرفون مین اختلاف ہے لغت مین قلقلہ کسی چیز کی حرکت دینے کو کہتے ہین اور ان حروف کے تلفظ کے وقت ایسا وہم و شبہ ہوتا ہے کہ گویا یہ ہلتے ہین اس لئے قلقلہ انکا نام رکہا گیا خاصکر اوس حالت مین کہ ان حرفون پر وقف ہو انکی جنبش کا شبہ زیادہ ہوتا ہے غرض ان حرفون مین ایک قوت ہے جس کے سبب سے ان کے سکون کے تلفظ مین سُنتے

حقیقت و ماہیت حروف ہوائی حاصل میشود و چون [illegible] وصل [illegible] و این جنس [illegible] ماہیت حروف [illegible] حروف خارج [illegible] تفصیل قول [illegible] [illegible] حقیقت [illegible] حروف و [illegible] است با مخرج

حقیقت حرف بمخرج آن حقیقت حرف پیدا او اگر دو از مخرج مشہور باشد یا نباشد [illegible] این عجب کلامی است [illegible] [illegible] [illegible] و [illegible] [illegible] صوت مع المخرج است [illegible] صوت مع المخرج و بعضہ [illegible] باہم اختلاف

والے کو انکی جنبش کا وہم وشبہ پڑتا ہے نہ یہ کہ حقیقت مین جنبش رکھتے ہین
کیونکہ تمام حروف مین حرف ساکن کی جنبش قرأت کے فن مین بہت ہی
معیوب ہے قلقلہ ہو یا اون کے سوا کوئی اور حرف ہو پس عوام اِس
زمانہ کے حروف قلقلہ کے آخر مین جب وقف کرتے ہین تو ایسا سخت تلفظ
کرتے ہین جس سے اوس حرف کی جنبش صاف بلکہ حرکت وتشدید سُنی جاتی
ہے اور یہ بالکل غلط ہے اور اس فعل سے پرہیز واجب ہے جان کہ
حرفون کی صفتون مین سے جو مذکور ہوئین بعضے قوی ہین جیسے جہر وشدہ
واطباق و استعلا و استطالت وقلقلہ وصفیر وتفشی وانحراف وتکریر کہ
یہ سب صفتین قوت کی ہین اور بعضے ضعیف ہین جیسے ہمس ورخاوت و
استفال وانفتاح یہ سب ضعف کی صفتین ہین پس جس حرف مین تین
صفتین قوہ کی ہون وہ اوس حرف سے قوی ہوگا جسمین دو صفتین قوت
کی ہون اور جس حرف مین چار صفتین قوت کی ہون وہ اوس حرف سے
بہت ہی قوی ہوگا جسمین دو صفتین قوت کی ہون اور اسی طرح ضعف کی
صفتون کو بھی قیاس کرنا چاہئے پس جس حرف مین دو صفتین ضعف کی
ہون وہ زیادہ ضعیف ہوگا اوس حرف سے جسمین ایک صفت ضعف کی ہو اور
اسی طرح سب حرفون مین سمجھنا چاہئے مذلقہ چھ حرف ہین ف ر م ن
ل ب ذلق ہر شے کی طرف اور کنارہ کو کہتے ہین اور یہ حروف زبان اور
ہونٹ اور تالو کے کنارون سے پیدا ہوتے ہین اسلئے انکو مذلقہ کہتے ہین
اور اِن کے سوا باقی حروف کو اِن کے مقابلہ مین مصمتہ کہتے ہین
صمت کے معنی منع ہین اور یہ حروف ہر کلمہ رباعی یعنے چار حرف والے
اور خماسے یعنی پانچ حرف والے کو اسبات سے منع کرتے ہین کہ وہ صرف

حروف مصمتہ سے مرکب ہو اسواسطے انکو مصمتہ کہتے ہین یعنی جب کوئی کلمہ
رباعی یا خماسی حروف مصمتہ سے مرکب ہوگا تو اوسمین ایک حرف حروف
مذلقہ سے ضرور ہوگا اگر کوئی کلمہ فقط حروف مصمتہ سے مرکب ہو بھی تو وہ
کلمہ عربون کی زبان پر ثقیل اور بھاری ہوگا اس لئے اوسکو عجم کی طرف
نسبت کرتے ہین سوائے ان کے حرفون کے اور بھی صفتین ہین لہویہ
و لثویہ و ذلقیہ و شجریہ و اسلیہ و منبورہ وغیرہ کہ اونکی تفصیل ہمنے چھوڑ
دی ہے اس لئے کہ وہ چندان مشہور و معتبر نہین ہین اور تجوید کے باب
مین اونکو بہت کم دخل ہے فقط **تیسرا باب** تجوید یعنے درست پڑھنے
کے بیان مین اس فن کا مقصود اصلی یہی باب ہے سوائے اس کے اور
باب و مسائل اسی باب کے خوادم و توابع ہین طالب کو واجب ہے کہ
اس باب مین بہت ہی غور و تامل کرے او فکر صائب سے کام لے اور
اوستاد صادق سے اسباب کے موافق سیکھے ورنہ قرآن کے پڑھنے
مین غلطی ہوگی اور غلطی سے بچنا اور قرآن مجید کو تجوید و ترتیل کے ساتھ
پڑھنا واجب ہے اور تجوید کا چھوڑ دینے والا گنہگار ہے اسواسطے کہ
اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام پاک تجوید و ترتیل کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور
وہی تجوید ثقہ اوستادون کے وسیلہ سے ہمکو پہونچی ہے پس ہمپر تجوید
واجب ہوئی اور اوسکا ترک کردینا حرام ہوا چاہئے کہ ہر شخص قرآن مجید
کے ایک ایک حرف کو جدا کو جدا اور پیوستہ کو پیوستہ اور مظہر کو مظہر اور مخفی
کو مخفی اور مدغم کو مدغم اور مقصور کو مقصور اور ممدود کو ممدود ادا کرے
اور جہان وقف ہے وہان وقف کرے اور ٹھہرے اور بے محل وقف
نکرے کہ سننے والے کو کلام بلاغت سے گرا ہوا اور بے بند و بست معلوم

ہو لفظ ترتیل کے تفسیر و معنی حدیث شریف مین کئے طرح سے آے ہین حاصل
سب کا قرآن شریف تجوید سے پڑہنا اور وقفون کی حفاظت ہے اور تجوید کے
کے معنی قرآن مجید کو موافق قواعد والحان عرب یعنی عربون کے لہجے کے
مطابق پڑہنا ہے نہ عاشقون اور فاسقون کے لہجہ پر کہ وہ منع ہے اور تجوید
کی حفاظت کے لئے اگلے بزرگان دین نے تجوید کے قاعدے ضبط کئے
ہین اور حروف کی رعایت کا قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ قاری اوس کے
موافق اوستاد معتمد سے سیکھے اور اپنی مشق کو اون قواعد سے مطابق کرے
اور ایسی مشق بہم پہونچاوے کہ اوس کے سبب لہجہ نادرست والحان ممنوع سے بچسکے اور الحان
ممنوع جس سے اجتناب ضرور ہے وہ دو قسم کی ہے جلی و خفی لحن جلی
وہ ہے جس سے اعراب مین خطا واقع ہو یا کسی کلمہ مین اصل کلمہ سے کچہ
کم ہو جاوے یا اوسپر کچھ زیادہ ہو جاوے کہ اوس سے معنی مین خلل آتا ہو
اور لحن خفی وہ ہے جس سے حروف کو اون کے مخرجون سے اونکی صفات
کے موافق اداکرنے مین خطا واقع ہو اور یہ لحن خفی سوائے قاری ماہر کے
اور شخص نہین جان سکتا بخلاف جلی کے کہ اوسکو ہر ذی علم پہچان سکتا ہے
پس لحن خفی اوس خطا فی القراۃ کو کہتے ہین جسمین وہ حروف جُدے جُدے
ادا ہون جنکا مخرج پاس پاس ہو یا ایک ہی مخرج ہو اور اِن دونون کے
اداکرنے مین کچہ تمیز نکرنی اور باریک کو پُر پڑہنا اور را کا مکرر کرنا
اور سب لامون کو پُر پڑہنا اور نونون کو ناک مین پڑہنا وغیرہ اور لحن خفی مین
اگرچہ قرآن کے معنی مین تو کچہ فرق نہین آتا لیکن قرآن کا پڑہنا بے مزہ اور
بے اثر ہو جاتا ہے پس اِن سب اُمور کی رعایت کے ساتھ خدا تعالیٰ
نے قرآن مجید حضرت رسالت پناہ علیہ السلام پر نازل فرمایا ہے اور

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اوستادون کے واسطے سے ہمکو پہونچا ہے
علامہ جزری نے نشر مین یہ عبارت لکھی ہے ولا شك ان الامة کما هم
متعبدون بفهم معاني القرآن واقامة حدوده هم متعبدون بتصحيح الالفاظ
واقامة حروفه على الصفة المتلقاة من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية
الافصحية العربية التي لا يجوز مخالفتها ولا العدول عنها الى غيرها والناس في ذلك
بين محسن مأجور ومسيء اثم او معذور فمن قدر على تصحيح كلام الله تعالى
باللفظ الصحيح العربي الفصيح وعدل الى اللفظ الفاسد العجمي او النبطي القبيح
استغناءً بنفسه واستبدادا برأيه وحدسه واتكالاً على ما ألف من حفظه
واستكبارا عن الرجوع الى عالم يوقفه على صحيح لفظه فانه مقصر بلا شك
واثم بلا ريب وغاش بلا مرية فقد قال رسول الله صلى الله عليه واله
وسلم الدين النصيحة لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم اما
من كان لا يطاوعه لسانه ولا يجد من يهديه الى الصواب بيانه فان الله
لا يكلف نفسا الا وسعها ولهذا اجمع من نعلمه من العلماء على انه لا تصح
صلوة قارئ خلف امي وهو من لا يحسن القراءة واختلفوا في صلوة
من يبدل حرفا بغيره سواء تجانسا او تقاربا واصح القولين عدم الصحة
كمن قرأ الحمد بالعين او الدين بالتاء او المغضوب بالخاء او الظاء ولذلك
عد العلماء القراءة بغير تجويد لحنا وعدوا القارئ بها لحانا الخ ۱۲ نشر ۱۲

ترجمہ اسمین کچھ شک نہین کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اُمت کو جسطرح حکم ہے کہ قرآن کے معنی سمجھکر اور اوسمین غور کرکے
عبادت کرین اور قرآن کے حکمون کو بجالاوین اور اوسکی حدون کو قایم
کرین ایسا ہی اونکو یہ بھی حکم ہے کہ اپنی عبادتون مین قرآن کے لفظون

کو صحیح کرکے پڑہین اور اوس کے حرفون کو نہایت درستی کے ساتھ اوس طور سے پڑہین کہ سیکہا اور حاصل کیا ہے اوسکو علم قرأت کے امامون سے اوس سند کے ساتہ کہ پہونچی ہے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور آپ سے متصل ہوگئی اور مل گئی ہے کہ آپ تمام ملک کے رہنے والون سے زیادہ فصیح تھی اور طریقہ قرآن مجید پڑہنے کا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہونچا ہے ایسا ہی کہ اوسکی مخالفت ہرگز جائز نہین ہے اور اوس طریقہ کو چھوڑکر سوائے اوس کے کسی اور طریقہ کی طرف عدول کرنا اور ٹھہرنا درست نہین ہے اور آدمی اس صفت اور طریقہ قرأت کے ادا کرنے مین کئی طرح کے ہین ایک تو اچھی طرح جاننے والے اور اچھے اور صحیح طور سے پڑہنے والے ہین یہ ثواب پانے والے ہین دوسرے بُری طرح سے پڑہنے والے ہین یہ گناہ گار ہین تیسرے معذور ہین پس جو شخص قرآن کے صحیح پڑہنے پر قادر ہے کہ عربی فصیح کو صحیح لفظون کے ساتہ پڑہ سکتا ہے پھر وہ جان بوجھکر عجم کے فاسد وتباہ لفظون یا زبان نبط کی زبون اور بُرے لفظون کی طرف مائل ہوا اور تجاوز کرے اور اپنے تئین تجوید کے سیکھنے سے غنی و بے پروا جانے اور اپنی دانائی و استنباط پر اصرار کرین اور اپنی یاد پر اور جسطرح پڑہنے کی اوسکو عادت ہوگئی ہے اوسی پر اعتماد اور بہروسہ کرے اور تکبر کے سبب سے کسی علم قرأت کے عالم کی طرف رجوع نکرے اور اوس سے نہ سیکھے کہ وہ عالم اوس منکر کو صحیح لفظ قرآن کے سکہا دے پس ایسا آدمی بیشک قصوروار ہے اور بے ریب گنہگار ہے اور بے شبہ دغاباز و مکار ہے پس تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین خیر خواہی ہے اللہ کی اور اوسکی کتاب و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور

مسلمانون کے اماموں اور عام مسلمانون کے لیکن وہ شخص کہ اوسکی زبان
موٹی ہو اور اوس کے قابو مین نہو اور اوسکو ایسا اوستاد ماہر میسر نہ آسکے
کہ اوسکو راہ راست دکھا سکے پس بیشک خدا تعالی کسی نفس کو تکلیف نہین
دیتا مگر جتنی اوسمین طاقت ہے اسیواسطے اون علمانے کہ ہم اونکو جانتے
ہین اسبات پر اجماع کیا ہے کہ امّی کے پیچھے قاری کی نماز جائز نہین
ہے اور امّی وہی ہے جو قرآن کی قرأت تجوید کے ساتہ خوب نہین جانتا
اور علما کا اوس شخص کی نماز مین اختلاف ہے جو بدلے حرف کو کسی اور
حرف سے خواہ وہ اوس حرف کا ہمجنس ہو خواہ قریب المخرج ہو جیسے
الحمد مین حا کی جگہ عین پڑہے اور الدین مین دال کو تا سے بدلے اور
مغضوب مین غین کی جگہ خا یا ضاد کی جگہہ ظا پڑہے پس ان دونون قولون
مین عدم جواز کا قول بہت صحیح ہے اور اسی سبب سے علماے قرأت
نے بلا تجوید پڑہنے کو لحن اور اوسکے پڑہنے والے کو لحان کہا ہے ابن
جزری کی اس تقریر سے اہل زمانہ کے تمام شبہے جو تجوید و حرف ضاد
کے باب مین تھے سب بالکل زائل و صاف ہوگئے اور معلوم ہو گیا کہ
اوستاد کامل سے قرآن کا سیکھنا چاہیے اور قرآن سیکھنے کی سند بھی
اس علم کا ایک رکن ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ حقیر بھی اپنے
اوستاد سلسلات مین سے ایک سند اس رسالہ مین درج کرے پس مین
کہتا ہون کہ قرآن مجید و فرقان حمید اول سے آخر تک موافق روایت
حفص کی اپنے والد ماجد مولوی محمد مغفور مبرور سے مین نے پڑہا اور
سبعہ مکررہ متواترہ یعنے ساتون قرأتون کے ساتہ مین نے اپنے والد
مغفور سے سنا متفرق غیر مرتب کہ وہ بھی پورا نہوا تھا اور میرے

والد نے تمام وکمال قاری مصلح الدین پانی پتی سے اور اونہون نے قاری عبید اللہ مرحوم سے پڑہا اور اونکی سند مشہور ہے اور پھر دوبارہ پڑہا اور سنا مین نے قرآن مجید اپنے اوستاد و مرشد حضرت مولانا محمد اسحاق قدس سرہ سے اور انکی سند بھی مشہور ہے اختصار کے لئے ترک کی گئی۔
تیسری بار پڑہا اور سُنا مین نے قرآن مجید قرأت سبعہ مکررہ متواترہ کے ساتھ موافق قاعدہ جمع الجمع کی قرأت کی کتابون سمیت اپنے اوستاد مولوی امام الدین امروہوی سے قدس سرہٗ اور اونہون نے مولوی کرم اللہ سے اور اونہون نے حاجی عبد المجید صوبہ ہندہ سے اور نیز میرے والد مولوی محمد پانی پتی نے قرأت سبعہ مکررہ متواترہ کے ساتھ موافق قاعدہ جمع الجمع کے حاجی عبد المجید موصوف سے پڑہا اور سُنا اور اونہون نے حافظ عبد الغفور دہلوی سے اور اونہون نے شیخ عبد الخالق متوفی سے اور اونہون نے شیخ بقری سے اور اونہون نے شیخ عبد الرحمن یمنی سے اور اونہون نے اپنے والد شیخ سجادہ یمنی سے اور اونہون نے شیخ ابی نصر طبلاوی سے اور اونہون نے شیخ الاسلام ذکریا سے اور اونہون نے برہان قلقیلی سے اور اونہون نے محمد بن جزری صاحب نشر سے اور اونہون نے ابو العباس احمد سے اور اونہون اپنے والد شیخ ابی عبد اللہ الحسین سے اور اونہون نے امام ابی محمد القاسم سے اور اونہون نے ابی العباس احمد ثانی سے اور اونہون نے امام ابی الحسن علی سے اور اونہون نے ابی داؤد سلیمان سے اور اونہون نے امام ابی عمرو دانی رحمہ اللہ سے اور دانی رح نے کہا ہے کہ مین نے موافق روایت حفص کے قرآن مجید ابی الحسن سے پڑہا اور اونہون نے علی ہاشمی سے اور اونہون نے اشنانی سے اور اونہون نے عبید سے

اور اونہون نے حفص سے اور اونہون نے عاصم سے اور اونہون نے
ابو عبدالرحمن اور زر ابن حبیش سے اور ابو عبدالرحمن نے عثمان و علی
وابی ابن کعب وزید ابن ثابت وعبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے
اخذ کیا اور زر نے عثمان وابن مسعود رضی اللہ عنہما سے حاصل کیا اور ان
سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کیا
اور سیکہا پس موافق سند اور کتابون علم قرأت کی جیسے رعایت حروف
کی اس حقیر کو پہونچی ہے لکہی جاتی ہے **ف** قاری کو چاہئے کہ ث وس
وص مین اور ذ وز وض وظ مین اور ت وط مین اور ہ وح مین اور
ق وغ مین فرق کرے کہ ان کے مخرجون مین خلط ملط نہو جاوے اور
ہر ایک دوسرے سے ممتاز وجدا سنائی دے اور جہان مثلین جمع ہو جاوین
یعنی ایک ہی حروف دو بار پاس پاس آجاوے خواہ وہ دونون ایک
ہی کلمہ مین ہون خواہ دو کلمون مین جیسے وجہہ وطبع علی ایسی تلفظ کرین
کہ دونون مین ادغام نہو جاوے اور دوتون مین سے ایک حرف ساقط
بھی نہو جاوے اور جہان دو حرفون مین مخرج کا قرب ہووے جیسے
عہدا اور لتطوع جبراً ایسا جدا جدا پڑہے کہ دو مین سے کسیکی ذات اور صفت
زائل نہو جاوے اور چاہئے کہ (ہمزہ) کو اچہی طرح ادا کرے کہ تحقیق کے
ساتھ ادا ہو جاوے نہ تسہیل کے ساتہ اور اوس کے ادا کرنے کے وقت
قاری کو اپنی ناف مین جنبش معلوم ہو نہ اور کسی شخص کو اور جہان دو ہمزہ
اکٹہے ہو جاوین جیسے ءانذرتہم وبالسوء الا چاہئے کہ تحقیق کامل کے
ساتہ ادا کرے اور سست وضعیف ادا نہ کرے کہ قاریون کی قرأتین
نہ مل جاوین اور ابتدا ر کلمہ مین ہمزہ کو خوش ذائقہ شیرین ولطیف ادا

کرے جیسے الحمد والذین خاصکر جبکہ اوس کے بعد الف آجاوے بہت
لطیف اداکرے اگر اوس کے بعد کوئی حرف حروف مغلظہ یا مفخمہ
مین سے آجاوے توبہت محافظت کرے کہ پر نہو جاوے جیسے
اللہ واللھم والطلاق و واصطفی واصلح اور جو اوسکا ہمجنس اوس کے
پاس واقع ہو بہت ہی لحاظ کرے سہولت و رقت کے ساتھ ادا ہووے
جیسے اہدنا واعوذ واحق واحطت بعضے آدمی اسیکو خراب کرتے ہین
اور متہوع کی مانند یعنے ایسی آواز سے جیسے قے کرنے والے کی ہوتی
ہے اداکرتے ہین یہ بہت ہی بُری حرکت ہے اور (ب) کو اگر حروف
مفخم سے پہلے واقع ہو نہایت کوشش سے باریک ونازک اداکرے
جیسے لبطل وبغی وبرق والبصر اور یہ بھی خیال رکھے کہ اوس کے رقیق
کرنے مین کہین اوسکی شدت نجاتی رہے خاصکر جبکہ اوس کے پاس
کوئی حرف خفی یا ضعیف واقع ہو جیسے بہم وبہ وتبلثه وبذی اور جو
ساکن ہو اوسکی شدت وجہر کی صفت کو بہت اچھی طرح اداکرے اور
اسی طرح سارے حروف قلقلہ مین شدت کو نچھوڑے اور اوس مین
افراط بھی نکرے کہ باے فارسی ہنو جاوے جیسے فارغب
ویجعلون ویقطعون ومطلع وان یسرق واضح ہو کہ رعایت قلقلہ کے
حروف قلقلہ مین واجب ہے اور وہ یہ ہے کہ اوس حروف کے سکون
کی حالت مین سُننے والے کو جو وہان موجود ہو اور سننے کی طرف توجہ کرے
تو حرکت کا وہم ہو جیساکہ روم مین توجہ کی حالت مین سُننے والا حرکت
سُنتا ہے ایسا ہی اوسکو قلقلہ مین بھی توجہ کی حالت مین حرکت کا وہم
ہوتا ہے نہ یہ کہ حرف قلقلہ سکون کی حالت مین متحرک یا مشدد ہو جاتا ہے

نا واقف محض مستند وصحیح را از غلط و فصیح را از مستہجن تمیز نمی کنند ہمین استعطا و تفخیم و اطباق ادراک ایشان نمیرسد و بگفتن صوت ضا و صحیح بسبب عدم اعتیاد سماع ش و عدم تعلم از استاد ماہر ادراک ایشان بصوت ضاد نمیرسد لہذا در در طرح تمیز غوطہ خوردہ اند

یا بعد ادا کرنے حرف قلقلہ کے کوئی اور آواز پیدا ہوتی ہے کہ یہ بالکل غلط ہے چنانچہ اس زمانہ کے جاہل اسی غلط طور سے تلفظ کرتے ہین اور یہی غلطی اپنے رسالون مین لکھ کر خلقت کو گمراہ کرتے ہین بلکہ بعضے جاہل حروف قلقلہ کو لُہار کی ہتوڑیکی چوٹ کے صدمہ کی مانند تلفظ کرتے ہین اللہ کی پناہ اس تلفظ اور ایسے پڑہنے سے اس قسم کے تمام فساد ثقہ اوستادون کی خدمت نکرنے سے واقع ہوے کہ اگلے مصنفون کی کتابون کی عبارتون کو غلط سمجھ گئے اور ایسی غلطیان پیدا کین اگر کسی رسالہ مین اسکا خلاف بھی لکہا ہو تو اوسکی تاویل بھی اسی مطلب کے موافق کرنی چاہیئے اگر وہ قول تاویل سے بھی اس کے مطابق درست ہو سکے تو اوس قول کو اوسکے کہنے والے کے مُنہ پر مارنا اور رد کر دینا چاہیے کہ مثل ہے کالاے بد بریش خاوندش باید زد ورد باید نمود

(ت) کی اسقدر رعایت کرین کہ رخوہ نہو جاوے اور دال بھی نہ بن جاوے خاصکر جب ساکن ہو جیسے ثقلت اور جبکہ اوس کے بعد کوئی حرف مفخم آوے جیسے مستطر و تصلی و ترک یا تائے ساکن کے بعد را یا لام یا نون واقع ہو جیسے فترۃ و تتلو و فتنۃ ان سب صورتون مین اوسکو ایسی اچھی طرح پڑہین اور اوسکی ایسی حفاظت کرین کہ اوسکی شدت زائل نہو جاوے اور تا کے بعد جب کوئی حرف حروف مطبقہ مین سے آجاوے تو رعایت کرین کہ تا نازک ورقیق و شدیدہ ادا ہو جیسے افتطمعون و تطہیرًا و تصدایہ و تظلمون اور جو دو تی جمع ہو جاوین بہت حفاظت کرین کہ اونکی صفتون مین فتور نہ پڑے اور دونون الگ الگ ادا ہون جیسے تتتوفہم و کدت ترکن و تتتولو اور اسی طرح وہان بھی حفاظت کرین جہان

ایک قسم کے دو حرف مکرر آوین جیسے حاججتم وثلث ثلثه وصد دناکم وشططا وبطبع علی پس ایسے مقام پر کمال حفاظت کرنی چاہیئے کہ دونون ایک سے حرفون مین سے ایک ناقص یا زائل یا دوسرے مین داخل نہو جاوے (ث) حرف ضعیف ہے جب ساکن ہو اور اپنے قریب المخرج حرف کے پاس واقع ہو جیسے لبثتم ولبثنا خاصکر جب سین وصاد وشین کے پاس ہو اچھی طرح اظہا کرین کہ اپنے مخرج سے ادا ہو جیسے وورث سلیمان ومیراث السموٰت وحدیث ضیف وحیث شئتم ایسے مقام پر یہان اکثر آدمی سین پڑھتے ہین اور یہ بالکل غلط ہے اور ہند کے ملک مین یہ غلطی بھی ضاد کی غلطی کی طرح مشہور ہوگئی ہے کہ اس سے سب عالم وجاہل غافل ہین (ج) کی اسقدر رعایت کرنی چاہیئے کہ شین یا زائے فارسی یا جیم فارسی نہ بن جاوے خاصکر جب ساکن ہو اور اوس کے بعد تا یا دال یا ذال یا زا یا سین یا نون یا ہا آجاوے جیسے یجتنبون واجدر ومجذوذ واجرمو وتجزی ورجس واخرجنا وجبه (ح) کو حلق کے درمیان مین اوسکی صفت بحیت ادا کرین کہ ہا نہو جاوے خاصکر جبکہ اوس کے بعد کوئی حرف اوسکا ہمجنس یا قریب المخرج آجاوے اور حا ساکن ہو تو اوسکی خوب حفاظت کرین کہ اپنے اگلے حرف سے نہ بدل جاوے جیسے فاصفح عنهم وسبحه پس ایسے مقام پر بعضے آدمی تو حا کو ہا سے بدل کرتے ہین بعضے ہا کو حا سے اور ایک کو دوسرے مین ادغام کرلیتے ہین اور یہ غلط ہے اجماعًا یعنے سب کے نزدیک اور اسیطرح جب کسی استعلا والے حرف کے پاس آپڑے یا استعلا کے دو حرفون کے بیچ مین آجاوے تو اوسکی بہت حفاظت کرین کہ تا نہ کہ

شریفین شائع الا ضاد صحیح نزد عرب خالص ہنوز ہمچنان محفوظ است چرا نباشد کہ این حرف خاصہ لسان ایشان است پس کسے از غلط خوانی مولدین حرمین شریفین تمسک نجوید کہ بسبب اختلاط اقوام مختلف اگر این غلط خوانی در انجا یافتہ شود

بیان نسبت وقابلیت ... نسبت متضادہ ... آنکہ تا ... ضعیفات ... ناقص ... کامل ... ذاتیات ... ضعیفات ... ذاتیات ضاد ... بالذات

وباریک ادا ہووے جیسے احطت والحق وحصحص اور (خ) کی
ایسی رعایت کرنی چاہیے کہ مفخم ادا ہووے اور غین و قاف سے نہ ملجاوے
اور جاننا چاہیے کہ خا کی تفخیم اور سب استعلا والے حرفون کی تفخیم واجب
ہے اور حروف استعلا کی تفخیم کے تین درجے ہین اعلی واوسط وادنے
پس جب استعلا والے حرف مفتوح ہوتے ہین پوری تفخیم والے ہو جاتے
ہین خاصکر جبکہ اونکی بعد الف آتا ہے اونکی تفخیم نہایت عالی درجے کی
ہو جاتی ہے جیسے خلقا و غلب وطغی وصعیدا و طائف ۔ اور جب مضموم
ہوتے ہین اونکی تفخیم اوسط درجے کی ہوتی ہے اور جب مکسور ہوتے
ہین اونکی تفخیم ادنے درجے کی ہو جاتی ہے لیکن کسی حالت مین تفخیم سی
خالی نہین ہوتی اور جو تفخیم سے خالی ہون تو غلط ہے (د) کی ایسی
رعایت کرین کہ حرف تا سے نہ بدل جاوے خاصکر جبکہ زا کے بعد
واقع ہو جیسے واذجر زیادہ احتیاط کرین اور جو دال ساکن کے بعد
تا یا ذال یا نون آوے جیسے یرد ثواب الدنیا وکہیعص ذکر و وجدنا
وقد نعلم ایسی صورت مین بہت ہی احتیاط کرین کہ اپنے آگے والے
حرف کے ساتھ مخلوط نہو جاوے (ذ) ساکن جب تا مثناۃ یا نون
سے آوے خوب ظاہر کرین کہ ادغام نہو جا نہو جاوے یا مخلوط
نہو جاوے اور جو کسی حرف مفخم سے پہلے آوے تو بہت ہی احتیاط
کرین کہ ظا نہ بن جاوے جیسے ذرھوا لا ذ قسان مین اور خاصکر الفاظ
عذ وذا و منذرین و ذللناھا مین بہت احتیاط کرین کہ ظا نہ بن
جاوے (ر) کو ایسی طرح ادا کرین کہ تکرار کی صفت جو اوسمین
ہے زائل نہو جاوے خاصکر جبکہ وہ مشدد ہو کیونکہ صفت تکرار کی تلفظ

حروف مخارج حرف بتشابہ [illegible] نزدیک بعض [illegible] جہالت [illegible] شدون [illegible] است کہ [illegible] تشبیہ [illegible] ضاد و [illegible] بیان [illegible] مشابہ [illegible] و عجب [illegible] مولوی [illegible] صاحب برای مناظرہ بجماعت کثیرہ تواریخ خود ترقوم آمد و بعض تواریخ ممتاز ایشان مع مطبوع خود بار بار ہمین حرف می گفتند کہ بیان ضاد و ظا ہمار نسبت است آنچہ بیان ضاد است باز ہنوز دعوی ہمین نسبت مصر و جہالت و نافہمی این م ازین دعوی ظاہر است چہ در شاطبی

را کو لازم ہے یعنی جب وہ پڑہے جاوین تو اوسمین را تکرر کی مشابہت
کا توہم ہو اس مقام پر بعض آدمیون نے کمال کیا ہے کہ تکرار کی حقیقت
وماہیت اوسکی مخرج پر زبان کا باربار کانپنا ہے اور یہ غلط ہے کہ
اس صورت مین ایک را مین کئے را پیدا ہو جاوینگی پس اوسکی تکرار کے
اخفا مین بہت سعی کرین لیکن نہ اتنی کہ اس اخفا کے سبب سے تکرار بالکل
ہو جاوے اور را مشدد مانند طا کے سنائی دے بلکہ تکرار اوسکا باقی رہے
پر مخفی غیر ظاہر اور اوس کے تلفظ مین زبان کو اوس کے مخرج پر ایکبار بار
کی اسطرح اوٹہالے کہ تکرار کی آواز کا وہم ہو اور اوسکی آواز کی حصر
یعنے تنگ پکڑنے مین مبالغہ نکرے نہین تو ظا کی مانند ہو جاویگی (ز)
کے تلفظ مین احتیاط کرین کہ سین سے نہ ملجاوے خاصکر جبکہ وحروف
مہموسہ وجیم و دال و را و قاف و کاف و لام و نون سے پہلے واقع
ہو بہت احتیاط کرین جیسے کنزتم و مزجاۃ و تزوری و وزرک و زرقا
و آزر و لیزلقونک و المزن (س) کی پڑہنے مین احتیاط کرین کہ صاد
و زا کے مشابہ نہو جاوے اور انفتاح و استفال کی صفت جو اوسمین ہے
زائل نہو جاوے خاصکر جبکہ اوس کے بعد کوئی حرف حروف مطبقہ
مین سے آجاوے جیسے بسطۃ و مسطوراً و تستطع اور سوائے حروف
مطبقہ کے باقی حرفون مین سے کوئی حرف اوس کے آگے آوے جیسے
مستقیم و مسجد مین تو چاہئے کہ اوسکی ہمس کو نگاہ رکھین اور احتیاط کرین
کہ زا و صاد نہ بن جاوے (ش) کی رعایت کرین کہ جیم و زائے
فارسی سے نہ بدل جاوے اور تفشی و استطالت کی صفتین بھی اوس
مین سے نہ جاتی رہین خاصکر جب ساکن یا مشدد ہو جیسے یشترون و مشار

در فصول اکبری مشافہۃ مخارج حروف مع صفاتها تمام رقم است که سین و صاد متحد المخرج مختلف الصفت است ضاد و ظا مختلف المخرج مشترک الصفت است باوجود اختلاف ثابت مخرج بین الضاد و ظا و اتحاد مخرج بین الصاد و سین دعوی [illegible]

(ص) کے بعد جب تا یا حا آوے تو رعایت کرین کہ سین نہو جاوے
اور زا سے نہ ملجاوے جیسے حرصتم واصحاب اور خاصکر جب اوس کے
بعد دال آوے جیسے یصدق ویصدر اور لفظ صراط کو اچھی طرح ادا کرین
کہ تینون حروف مفخم ادا ہو دین (ض) کا ادا کرنا زبان پر سب
حرفون سے زیادہ دشوار ہے اور اوسکا ادا کرنا بہت تھوڑے آدمی
جانتے ہین جس نے اوستاد حاذق سے سیکھا ہو اور مدت دراز تک
مشق کی ہو وہی شخص کچھ ضاد کو صاف ادا کرسکتا ہے ورنہ اکثر آدمی
اس کے ادا کرنے مین غلطیان کرتے ہین بعضے ذال مفخم کہتے ہین بعضے
ظا بتاتے ہین بعضے لام مفخم پڑھتے ہین کوئی زا کے ساتھ مخلوط بتاتا ہے
کوئی دال کے ساتھ ملا ہوا کہتا ہے کوئی طا پڑھتا ہے یہ ساری غلطیون پر
ہین اور ان سبکا پڑھنا ناجائز ہے پس چاہیے کہ اسکو اس طور سے ادا کرین
کہ ظا و ذال و زا و طا کے مشابہ نہو جاوے اور ان سب حرفون سے جدا
وممتاز پڑھا جاوے اور سنائی دیوے خاصکر جب انمین کا کوئی حرف
اوس کے پاس واقع ہو تو خوب احتیاط کرین کہ سننے والے کو سب حروف
ایکدوسرے سے جدا سنائی دین جیسے انقض ظہرک وفمن اضطر ویعض الظالم
ویعض ذونم واغضض ویغضض اور ضاد کی ظا کی مشابہ ہونے کی یہی معنی ہین یعنی
ظا سے ضاد کی عدم مشابہت کے یہی معنی ہین کہ ایک دوسرے سے
تمیز و جدا سنا و سمجھا جاوے اور بعض رسالون مین جو لکھا ہے کہ ضاد مشابہ
ظا کی ہے اوس سے یہ مراد نہین ہے کہ ان دونون مین کچھ امتیاز نہین ہے
اور ضاد ظا سے جدا نہین سنا جا سکتا بلکہ اوس سے یہ مراد ہے کہ دونون
اکثر صفتون مین آپس مین شریک ہین اور نہایت استعلا و اطباق کے ساتھ

جدا نمودہ و تاکید
تمیز و جدائی ضاد
و ظا کردہ محمد یمین ربانی
بحفظ قرآن کوشند
و این فرزند در تحریف
کوشند انشاء اللہ
تعالی محافظت ای
اینان را مخذول
خواہد کرد و از تشابہ
لفظ این اینان
معلوم شد

ادا ہوتی ہین اور دونون تفخیم وجہر واطباق ورخاوۃ مین بظاہر ایسی مشابہت
رکہتے ہین کہ ناواقف وضعیف السمع آدمی دونون حرفون کی آواز دونون سے
غلطی مین پڑ جاوے اور انمین اتحاد یعنے ایک سے ادا ہونے کا گمان کر
بیٹھے تو عجب نہین ہے لیکن اوس کے یہ معنی نہین ہین کہ دونون آپس مین
بالکل ممتاز ہی نہین ہین بلکہ ایک دوسرے سے ممتاز وجدا ہین کہ مخرج
ان کے الگ الگ ہین اور مجموع مخرج وصفات کے اعتبار سے ہر
ایک دوسرے سے الگ وجدا ہے اگرچہ بعض صفات مین اشتراک
بھی ہے نہ کل مین اسی سبب سے سمع صحیح مین ایک دوسرے سے جدا
سنائی دیتے ہین پس ان دونون کے ادا کرنے مین اور سماع مین تمیز وفرق
واجب ہے اور عوام جاہلون کی بات کا کچہ اعتبار نہین ہے اور ضاد
کی ظا سے جدا ہونے کے واسطے ان کے مخرجون کی جدائی اور استطالت
کی صفت جو ضاد مین ہے کافی ہے اور اس فرق کے واضح کرنے کو
جہد المقل کی یہ عبارت نقل کرنی مناسب معلوم ہوئی منہا الاستطالۃ
ھی فی اللغۃ الامتداد وفی العرف کما صرح بہ الجعبری امتداد الصوت
من اول حافۃ اللسان الی اخرھا وھی صفۃ الضاد المعجمۃ وقد عرفت
اول الحافۃ واخرھا فی بیان مخرج الضاد وھذا التعریف اولی مما وقع
فی بعض الرسائل الاستطالۃ امتداد الصوت وھی فی الضاد وذلک لان
امتداد الصوت لا یختص بالضاد ولما شارک المستطیل والممدود فی
امتداد الصوت وجہ بانہ وان لم یبلغ المستطیل قدر الف قال الجعبری
الفرق بین المستطیل والممدود ان المستطیل جری فی مخرجہ والممدود
جری فی نفسہ انتھی النفس بسکون الفاء بمعنی الذات توضیح ھذا الفرق

ان للمستطيل مخرجاً طول فى جهة جريان الصوت فجرى فى مخرجه
بقدر طوله ولم يتجاوزه لما عرفت ان الحروف لا يتجاوز مخرج المحقق
وليس للممدود مخرج فلم يجر الا فى ذاته لا فى مخرج او المخرج المقدر له
ليس بمخرج حقيقة فلا ينقطع الا بانقطاع الهواء ولاجل هذا الفرق
اختلف تسميتهما ولو انعكست يصح لكنهم اختاروا ذلك ان قلت
اذا لم تبلغ الاستطالة قدر الحد الطبعى فهى لا يختص بالضاد
بل الشين المعجمة المستطيلة ايضاً للتفشى ولذا صرح فى الرعاية فى
باب اختلاف المخارج باستطالة الشين وصرح فيها فى بيان التفشى ان
الشين تتفشت حتى اتصلت بمخرج الظاء **المعجمة** فظهر ان التفشى يوجب
استطالة الصوت فكل متفش مستطيل وقد عرفت حروف التفشى
فى بابه وبالجملة ان الحروف على اربعة مراتب انى لا يمتد اصلا وهى
الحروف الشديدة وزمانى يمتد قدر الف وهى الحروف المد وزمانى يقرب
من الانى وهى بواقى الحروف فالزمانى القريب من المد الطبعى يصح
اطلاق المستطيل على جميعها لظهور طولها فلم الاستطالة بالضاد
قلت هذا سوال حسن وجواب مشكل وغاية ما يمكن ان يقال الضاد
مشابهة بالظاء المعجمة فى التلفظ وشاركها فى جميع الصفات
الا المخرج والاستطالة اذ الظاء قريب من الانى كما عرفت فصرح
باستطالة الضاد ليظهر الفرق عن الظاء ولذا قال ابن الجزرى
والضاد باستطالة ومخرج ميز عن الظاء كلها تجى ولم يمس حاجة
الى بيان استطالة الحروف التفشى على ان بيان تفشيها يوذن استطالتها
وصف الاستطالة القصر مكسر القاف وفتح الضاد ولم يقع الاصطلاح به انتهى عبارته

پس اس عبارت مین غور و تامل کرنا چاہیے کہ اکثر شبہے اس سے دور ہوتے ہین اول جان لو کہ تمیز دو طرح کی ہوتی ہے ایک ذاتی دوسری صفاتی ایسا ہی تشابہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک ذاتی دوسرا صفاتی پس ضاد وظا مین دونون کے مخرجون کے مخالف ہونے کے سبب سے تمیز ذاتی حاصل ہو گئی اور تشابہ ذاتی دو حرفون متحد المخرج کے درمیان ہوتا ہے جیسے سین و صاد اور دال و تا مین کہ انکا مخرج ایک ہے اور صفتون کے سبب سے ان مین تمیز حاصل ہوتی ہے پس یہان ذات مین مشابہت ہی اور صفتون مین جدائی ہے اور صفتون مین مشابہت اون دو حرفون مین ہوتی ہے جنکا مخرج مختلف ہو اور صفتین مشترک ہون جیسے ضاد و ظا وغیرہ حروف کہ اونمین باوجود مخالفت ہونے مخرجون کے صفتون مین شریک ہین اور صفت سے ہماری مراد عرض مفارق نہین ہے بلکہ عرض مفارق سے عام مراد ہے یعنی عام اس سے کہ عرض مفارق ہو یا لازم و دایم وجود معروض موصوف کی ہو اور لازم ماہیت مراد نہین ہے یعنے وجود موصوف معروض سے کبھی جدا ہو جایا کرے یا کبھی جدا نہو پس جو حرف کہ دوسرے حرف کے ساتھ مخرج مین شریک ہے وہ صفتون مین اوس سے جدا و ممتاز ہے اور جو حرف دوسرے حرف سے صفتو مین ملتا ہے وہ اپنے مخرج مین اوس سے جدا ہے چنانچہ جزری نے نشر مین اس مضمون کی تصریح کی ہے اور کہا ہے کہ ضاد و ظا اپنے مخرجون کے الگ الگ ہونے کے سبب سے کاف و تا کی قسم سے ہین نہ سین و صاد کی قسم سے کسواسطے کہ ضاد و ظا مین نفس جدائی و تمیز اختلاف مخرج کے سبب سے پیدا و موجود تھا اور صفت استطالت کی جہت

واجب نیست ... بحر کہ قبل از نظم فوائد بود است کہ صحیح خواندن غالب دانستہ غلط اختیار کرد و بعد تعلم باز از گرداند لسانی حاصل نشد معذور است و در حق این حرف در علما و ایمان شد مانند صحابہ عجمیان مثل بلال کہ ایشان معذور بودند و در حق صحابہ ... اہتمام تجوید نبود کہ بعد ... صحبت حضرت علیہ السلام ... زبان ... کرد و در حق صحابہ عرب ... اہتمام ... نبود حاجت اہتمام نبود زیرا کہ اہل لسان بودند و در ... قرآن بزبان ایشان نازل شدہ بود و در ... نزول ... عدم اہتمام ... وجوب ...

سے یہ فرق بالکل ظاہر وروشن ہوگیا اسی لئے صاحب جہد المقل اپنی
تحریر مین اس مقام پر لیظہر الفرق کا لفظ لایا ہے اور اوس نے یون نہ
کہا کہ نفس فرق صفت استطالت سے حاصل ہوا ہے اور یہی مطلب ابن
جزری کا ہے کہ جدا کرو ضاد کو ذاتی جدائی کے ساتھ کہ وہ مخرج کی جدائی
ہے اور صفاتی جدائی کے ساتھ کہ وہ استطالت کی صفت ہے اور اسی
عبارت سے جو اوپر نقل ہوئی استطالت کے معنی بھی خوب کہل گئے کہ یہ صفت
مقولہ کیفیت کی قسم سے ہے جو تحریر وبیان مین نہین آسکتی اسیواسطے
صاحب جہد نے ضاد کی تفخیم کا حال سوال وجواب کے طور پر ایک لنبی
عبارت مین اوس کیفیت کو تعلیم فرمایا ہے سمجھنے والا سمجھ سکتا ہے اور
اسی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ضاد کی استطالت الف کی مقدار
سے کم ہے اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ استطالت مین شین وغیرہ اور حروف
تفشی بھی شریک ہین اور الف کی مقدار دو فتح کی برابر ہے اور فتح آنی
نہین ہے پر الف دو چند فتحہ سے اور آنی کے قریب ہے پس ضاد وشین
کے تلفظ کا زمانہ الف کے تلفظ کے زمانہ سے ضرور کم چاہئے پس استطالت
کے معنی حرف کے تلفظ مین عظیم اور بڑا ہونا ہے نہ یہ کہ اوسکو دراز تر زمانہ
مین اداکرنا اور چار پانچ الف کی مقدار اوسکو کہینچنا اور اتنی دیر تک اوسپر
توقف کرنا چنانچہ شین پر بھی کہ از روے تحقیق مستطیل ہے قریب زمانہ
سے زیادہ نہین ٹہیرتے دیکھو اسیطرح صاد پر بھی زیادہ توقف کرنا خطا
ہے اور اوس سے احتراز واجب ہے اور جاہل بے استادون نے
کتابون کی عبارتون کے غلط سمجھنے کی جہت سے جو ایک نئی طرح کا ضاد
ایجاد کیا ہے اور اوس کے تلفظ مین چار پانچ الف کی قدر زبان کو منہ

ہین چکی کی طرح پہیرتے ہین یہ سب غلط ہے یہ تحریر اوسی وعدیکے سبب سے
لکہی گئی ہے کہ ایک مجلس مین کیا تہا اگر صحیح و مقبول الہی ہے خداتعالی سے
ثواب کا امیدوار ہون اور مضمون سے قبولیت کا خواستگار اور جو ہمین
کہین خطا ہوگئی ہے تو اللہ تعالی سے عفو کا طلبگار ہون اور اس فن کے
جاننے والون سے اصلاح کا امیدوار وما ابرء نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء
پس ضاد وظا مین ان دونون کی مخالفت مخرج کے سبب سے ذاتی تمیز
حاصل ہے اور اکثر صفتون کی شراکت کے باعث انمین تشابہ صفاتی بہی
موجود ہے جس کسینے ان دونون مین مشابہت کی نفی کی ہے اوس تشابہ ذاتی
کی نفی مراد ہے اور جس نے انمین مشابہت کا اثبات کیا ہے اوسکی مراد
تشابہ صفاتی ہے نہ ذاتی پس ضاد کو ظا سے متمیز و جدا کرنا چاہیئے اب بہی
یہ دونوا اگر ایک دوسرے سے جدا نہ سمجہے جاوین تو قاری کے پڑہنے
مین غلطی ہے یا سننے والے کی سماعت مین کثافت ہے کہ صحیح سننے کی عادت
نہونے کے سبب سے ضاد وظا کی آوازونمین تمیز نہین کرسکتا اور ضاد
کا نام ضاد ہی رکہنا چاہیئے نہ ظاد کہ اس ظاد کے نام رکہنے سے ہزارہا
عوام غلطی مین پڑگئے اور اونہون نے ضاد کا ظا پڑہنا شروع کردیا ہر
شخص کو چاہیئے کہ ضاد کا تلفظ کرین اور جو نہین جانتا ہے تو سیکہے اگر نہ
سیکہے گا معذور نہین ہوسکتا اور اس سیکہنے کے ترک کرنے سے گناہ گار
ہوگا واللہ اعلم بالصواب (ط) کو کہ تفخیم مین سب حرفون سے زیادہ
قوی ہے خوب ہی مفخم ادا کرین کہ تا کے مشابہ نہو جاوے خاصکر جبکہ سین
و تا کے درمیان آوے جیسے بسطت یا اوس کے پہلے یا اوس کے پیچہے
تا آوے جیسے افتطمعون و احاطت اور ان لفظون مین جیسے فرطت

دفترطم وبسطت واحطت اسطرح تلفظ کرین کہ باوجود ادغام کی صفت
استعلا واطباق طا کی رعایت وتا کی صفت تسفل وتہمس کی رعایت
کے ساتھہ بخوبی ادا ہو جاوے (ظ) کے پڑھنے مین احتیاط کرین
کہ ضاد وزا یا ذال نہو جاوے خاصکر جبکہ وہ تا سے پہلے واقع ہو
جیسے اوعظت (ع) کو باریک اداکرین خاصکر جبکہ الف سے پہلے
آوے جیسے عالمین اور جو غین سے پہلے آوے احتیاط کرین کہ ادغاماً
نہو جاوے جیسے اسمع غیر مسمع اور مشدد مین بہت احتیاطً
کرین کہ مخفف نہو جاوے اور تے کرنے کی آواز کی مانند آواز سے
کبھی ادا نہو (غ) کی رعایت رکھین کہ خا و قاف کے ساتھہ مخلوط
نہو جاوے ایسے الفاظ مین یغشے واستغفر وغیر المغضوب ولاتزغ
قلوبنا وضغثاً (ف) کو خوب ظاہر کرکے پڑہین کہ فاعجمی نہو جاوے
خاصکر جب وہ میم یا واو سے پہلے آوے جیسے تلقف ما صنعوا
لاتخف ولایحزن اور ایسا ہی اکثر قاریون کے نزدیک جب وہ با
کے پاس آوے جب ہی اظہار کرین (ق) کو ایسے طور سے پڑہین
کہ استعلا کی صفت اوسمین سے زائل نہو جاوے اور اوسمین غین کا
لاؤ بھی نہونے پاوے اور کاف کے مشابہ بھی نہو خاصکر جب وہ کاف
سے پہلے آوے جیسے خلقکم وخلق کل شیئ اور جو قاف ساکن کاف
سے پہلے آوے جیسے الم نخلقکم بالاتفاق ادغام کرنا چاہئے لیکن
استعلا کی صفت اوسمین باقی رکھنے مین اختلاف ہے پر اوسکا باقی
رکھنا بہتر ہے اور صفت قلقلہ اس حرف مین سب حرفون سے زیادہ
ہے اوسکی رعایت وقف کی حالت مین کرنی چاہئے کہ حرف باسے موحدہ

قال ابن مسعود رضی الله عنه جودوا القرآن وزینوه باحسن الاصوات واعربوه فانه عربی والله یحب ان یعرب به

فممن یجب الاعتناء باحکام النطق والروادة فی التصحیح وبلوغ النهایة فی التحسین ولا شک ان الامة کما هم متعبدون بفهم معانی القرآن واقامة حدوده هم متعبدون بتصحیح الفاظه واقامة حروفه علی الصفة المتلقاة من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبویة

تحتیہ مین کیا گیا ہے (ک) کو ایسی احتیاط سے ادا کرین کہ کاف
فارسی کہ اوسکو کاف صما کہتے ہین نہو جاوے خاصکر جبکہ مکرر آوی جیسے
بشرکھم یا جبکہ اوس کے اول حرف مہموسہ آوے جیسے تستکثر تو بہت احتیاط
کرین کہ اوسمین اواز جاری نہونے پاوے جیساکہ بولے بعضے عجمیون کی
ہے (ل) کی اچھی طرح رعایت کرین کہ رقیق و نازک ادا ہووے خاصکر
جب اوس کے پاس کوئی حرف استعلا والے حرفون مین سے آجاوے
جیسے ظلّ وضلّ ویصلی وصلی والصلوٰۃ واختلط وسلطہم وجعل اللہ اور
لام ساکن کے بعد نون آجاوے تو لام اور اوس کے سکون کو اچھی طرح
اظہار کرین اور بچین اوس کام سے جو عجمی کرتے ہین یعنے قصداً ایسے اظہار
کا کرتے ہین کہ اوسمین قلقلہ پیدا ہو جاتا ہے بلکہ لام مین حرکت معلوم ہوتی
ہے اور یہ بالکل درست نہین ہے جیسے جعلنا وانزلنا وظللنا اور جو لام
ساکن کے بعد را آوے تو ادغام واجب ہے جیسے قل رب اور اسیطرح
تعریف کا لام ان چودہ حرفون مین مدغم ہوتا ہے ت ث د ذ ر ز س ش
ص ض ل ن اور ان چودہ حرفون کو حروف شمسیہ کہتے ہین سوا ان
کے باقی حرفون مین مدغم نہین ہوتا (م) کو ایسی طرح ادا کرنا چاہیئے
کہ مفخم نہو جاوے خاصکر جب کسی حرف مفخم کے پاس آوے جیسے مخمصۃ
ومرض وما اللہ اور یہ حرف غنہ والے حرفون مین سے ہے پس جبکہ
مدغم ہو یا مخفی ہو اوس کے غنہ کو اچھی طرح ظاہر کرین اور اوس کے بعد
الف آوے اوسکی تفخیم سے بہت ہی احتراز کرین اور اوسکو پر نہ پڑھین جیسا
عجمی پڑھتے ہین کہ یہ غلط ہے جیسے مالک وما انزل اور میم ساکن کے لئے
تین طرح کا حکم ہے ادغام واخفا واظہار اول ادغام اوسوقت ہوتا ہے

الا فصحیۃ العربیۃ التی لا یجوز مخالفتها والعدول عنها الی غیرها والناس فی ذلک بین محسن ماجور ومسیئ آثم او معذور فمن قدر علی تصحیح کلام اللہ تعالی باللفظ الصحیح العربی الفصیح وعدل الی اللفظ الفاسد العجمی او النبطی القبیح استغناء بنفسہ واستبدادا برایہ وحدسہ واتکالا علی ما الف من حفظہ واستکبارا عن الرجوع الی عالم یوقفہ علی صحیح لفظہ فانہ مقصر بلا ریب وآثم بلا شک وغاش بلا مریۃ فقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم اما من کان لا یطاوعہ لسانہ

التجوید از تذکرہ تصنیف الرسائل الصلوٰۃ من ہذیانات والفواحش والمغالطات او واجب الشرعی اھ التجوید ۱۲

کر اوس کے بعد میم آوے جیسے یعمّرو حمّالۃ و ممّن دوسرے اخفا اور یہ جب
ہوتا ہے کہ اوس کے بعد با آوے جیسے یعتصم باللہ و ربہم بہم پس ادغام
و اخفا کی حالت مین غنہ کو خوب ظاہر کرین تیسری اظہار اور یہ اوس کے بعد
باقی حرفون کے آنے سے ہوتا ہے خاصکر جب واو یا فا اوس کے بعد آوی
تو خوب ہے اظہار کرین یہانتک کہ جو کوئی اس کے لبون کو دیکھے اوسکو
وہم ہو کہ اس نے ضمہ پڑھا ہے مگر اس پڑھنے مین اظہار و سکون کامل ہوئے
کہ ہرگز ضمہ کے اور اوس غنہ کے جو قاریون کی اصطلاح مین مقرر ہے
اوسمین بو بھی نہووے گو اوسمین غنہ لازمہ کی بو باقی ہے جیسے ہم فیہا
و علیہم ولاالضالین و لہم عذاب اور بائے موحدہ مین اظہار کرنے کی
روایت بھی آئی ہے اور دونون روایتین صحیح ہین پر اخفا کو راجح کہا ہے
(ن) کے پڑھنے مین ایسی رعایت کرین کہ مفخم نہو جاوے اور جب
ساکن ہو بہت ہی احتیاط کرین کہ مخفی ادا نہو جیسے العالمین و یوسنون
خاصکر جب اوس کے بعد الف آوے نہایت ہی احتیاط کرین کہ مفخم نہو
جاوے جیسے اتامرون الناس (ھ) کو اسطرح پڑھین کہ اپنے
مخرج سے اپنی ساری صفتون سمیت ادا ہو جاوے اور کاف کیساتھ
نہ ملجاوے خاصکر جبکہ مکسور ہو جیسے علیہم و بہم اور اسیطرح جب وہ اپنے
قریب المخرج حرف کے پاس آوے بڑے احتیاط سے اوسکو ادا کرین جیسے
وعد اللہ حق و منہم الکتاب اور دو الفون کے درمیان آوے جیسے بناہا
و طحاہا یا ساکن ہووے جیسے اہدنا و اعہدن و اتہدی اور جو مشدد ہو تفخیم اور
ادغام نکرنے سے احتراز لازم ہے اینما یوجہہ (و) کی اوپر جب پیش
ہو یا اوس کے نیچے زیر ہو تو اوسکی اسطرح حفاظت کرین کہ اپنے دونون

ـــــــ از ین عبارت ظاہر است کہ منفرد بعد تعلم و عدم معاودہ لسان است و قبل تعلم معذور نیست و محل جمیع روایات نقلیہ معذور است ۱۲ منہ اگرچہ در بعض

ہوہٹون کو غنچہ کی مانند جمع کرکے خوب ادا کرین جیسے تفاوت و وجہتہ
خاصکر جبکہ دو واو جمع ہو جاوین اور ہندہین جو واو کو فا کے مخرج سے
تلفظ کرتے ہین بہت ہی بُرا ہے اس سے احتراز واجب ہے اور دو واون
کا جمع ہونا پانچ طرح سے ہوتا ہے اوّل یہ کہ پہلے واو ساکن ہو اور دوسرے
متحرک اور اوس کے ماقبل کی حرکت اوسکی جنس سے نہو جیسے اوزنوہم
واٰووّنصروا ایسے مقام پر ادغام کرنا چاہیے دوسرے یہ کہ پہلے واو ساکن
ہو اور اوسکا پہلا حرف مضموم ہو جیسے آمنو وعملوا پس ایسی جگہہ اظہار
واجب ہے اور ہونٹون کے ہلانے کا قصد کرنا چاہیئے تاکہ خوب و درست ظہار
کے ساتھ ادا ہو جاوے اور یہی حکم اوس واو کا ہے جو ضمیر کے صلہ مین
پیدا ہوتا ہے جیسے فاستجبنالہٗ ووہبنا تیسرے یہ کہ پہلے واو مضموم ہو اور
دوسری ساکن جیسے وُوری ووااوٗد چہوتھی یہ کہ دونون واوین
متحرک ہون جیسے ووجدک ووضع وخذ العفو وامر پانچوین یہ کہ پہلے
واو مشدد اور دوسرے متحرک جیسے بالغدوّ والاصال ان سب
صورتون مین واو کو اچہی طرح ظاہر کرکے پڑہین (ی) کو خوب
لطیف و سلیس ادا کرین اور جمع ہونا دو یا کا بھی چار طرح سے ہوتا ہی
اوّل یہ کہ پہلے یا ساکن ہو اور اوس کے پہلے والے حرف کے نیچے زیر ہو
اور دوسرے یا متحرک ہو جیسے فی یوسف اور اسی کے حکم مین وہ یا ہی
جو ضمیر کے صلہ سے پیدا ہوتی ہے جیسے لقومہ یاقوم پس ایسی جگہہ دونون
کو خوب ظاہر کرین اور احتیاط کرین کہ ادغام نہو جاوے اور تمکن کے ساتھ
بہت سلیس ادا کرین دوسرے یہ کہ پہلے یا مفتوح ہو اور دوسرے
ساکن جیسے حسنیین تیسرے یہ کہ دونون یے متحرک ہون جیسے فلنحیینہٗ

چوتھے یہ کہ پہلے یا مشدّد ہو جیسے ولیتبی اللہ ولاتی یوم پس ان سب
صورتون مین خوب درست اور ظاہر کر کے تحقیق کے ساتھ ادا کرین

(تنبیہ) جان کہ سورہ یوسف مین جو لفظ لاتامنّا واقع ہے اوسمین
تمام قاریون کے نزدیک دو وجہ ہین ایک روم دوسرے اشمام
روم کے معنی یہ ہین کہ نون کے ادغام کو دور کر کے اور ضمہ کو پوشیدہ
کر کے نون کو ایسی طرح پڑھین کہ جو سننے والا قریب ہو اور سننے کی طرف متوجہ
ہو وہ اوس چھپتی ہوئی حرکت کو معلوم کر سکے اور جو کوئی اس تلفظ کی کیفیت
کی طرف متوجہ نہو وے خواہ وہ دور ہو یا نزدیک اوسکو ہرگز خبر نہو
اسی کا نام اخفائے حرکت ہے اس لئے کہ تہائی حرکت کے باقی رکھنے
اور دو تہائی حرکت کے چھوڑ دینے کو روم کہتے ہین ورنہ حرکت کے
بانٹنے اور ٹکرے کرنے کے کچہ معنی نہین ہین اور اشمام کے معنی یہان
بھی اور وقف کے باب مین بھی بلا آواز کے دونون ہونٹون کا ملانا ہے
یعنی جب نون مشدّد کو قاری تلفظ کرے دونون ہونٹون سے اشارہ
نون کے پیش کا کرے اور حقیقت مین ضمہ نہو بلکہ نرے ادغام کے ساتھہ
تلفظ کر کے اوس ادغام کو اوس دونون ہونٹون کے اشارہ کے ساتھ
ملا کر جو حرکت کی دی اور وقف مین جب آخر کے حرف کو ساکن کرے
دونون لبون سے آخر کے حرف کی حرکت کا اشارہ کرے لفظ لاتامنا مین
ان دو وجہ کے سوائے محض ادغام جائز نہین ہے تمام قاریون کے
نزدیک اور روم یہان افضل ہے اگرچہ سہولت کے لئے اکثر قاریون
نے اشمام کو اختیار کیا ہے

چوتھا باب نون ساکن اور تنوین کے بیان مین

نون ساکن اور تنوین تلفظ مین دونون برابر ہین فرق کتابت

گذشتہ در مقدمات جزری بقول خود و ہم علما لہذا اجماع مین نقلم ابخ اجماع نقل کردہ بر حرمت لحن و عدم جواز نماز قاری غلط خوان کہ اجماع است چون اجماع بر حرمت لحن است و موافق احادیث مذکورہ بالا ہم ثابت

مین ہے نون ساکن لکھا بھی جاتا ہے اور پڑھنے مین بھی آتا ہے اور تنوین لکھی نہین جاتی فقط پڑھنے مین آتی ہے اس لیے کہ تنوین بھی نون ساکن ہے جو پڑھنے مین دو زیر یا دو پیش یا دو زبر سے پیدا ہوتی ہے جب یہ دونون ایک ہی ہین تو ان کے حکم بھی یکسان ہین پس نون ساکن و تنوین کے بعد ضرور ہے کہ اٹھائیس حرفون مین سے ایک حرف آویگا یہان الف کو حرفون کی گنتی مین سے کم کر دیا اس سبب سے اونتیس ۲۹ کے اٹھائیس ۲۸ رہگئے وجہ الف کے کم کرنے کی یہ ہے کہ الف ساکن ہوتا ہے اگر نون ساکن یا تنوین کے ساتھ آوے تو دو ساکن اکٹھے ہو جاوین اور اجتماع دو ساکنون کا جائز نہین ہے اور ہمزہ حرفون کی گنتی مین داخل ہے اور شمار مین نہین ہے اس لیے کہ لام اور الف سے مرکب ہے اوسکا لام لام کا حکم رکھتا ہے اور الف الف کا پس اٹھائیس حرفون کے ساتھ نون ساکن اور تنوین کی چار حالتین ہوتی ہین ادغام و اظہار و اخفا و قلب یرملون یعنے ان چھ حرفون مین سے جنکا مجموعہ یرملون ہے ایک حرف نون ساکن یا تنوین کے بعد آوے تو اوس نون ساکن یا نون تنوین کو اوس کے اگلے حرف مین ادغام کر دیتے ہین اور یہ ادغام دو طرحکا ہوتا ہے ایک ادغام کامل کہ اوسمین غنہ نہو دوسرا ادغام ناقص کہ اوسمین غنہ ہو ادغام کامل بغیر غنہ کے ل و ر مین ہوتا ہے جیسے غفور رحیم و من ربکم و من لبن و ہمزۃ لمزہ اور ادغام باغنہ نیمو یعنے ن ی م و باقی چار حرفون مین ہوتا ہے اور غنہ اوس آواز کو کہتے ہین جو دماغ مین سے نکلتی ہے جیسے من مثلہ و عذاب مقیم و من لوز و یومئذ ناضرۃ و من ولدہ و رحمۃ واسعۃ و من یقول و عظیم یوم یہ ادغام جب

ہوتا ہے کہ نون ساکن کلمہ کے آخر مین ہو اور اوس سے اگلے کلمہ کا پہلا
حرف یرملون کے حرفون مین سے ہو اور جو دو نون ایک ہی کلمہ مین
ہون گے تو یہ ادغام منع ہو گا جیسے دنیا قنوانٌ صنوانٌ تبیانٌ ان
چار کلمون کے سواے قرآن مجید مین اس قسم کے اور کلمے نہین آئے
اور اس صورت مین ادغام نہو سکنے کا یہ سبب ہے کہ ادغام تخفیف کے
لئے ہوتا ہے اور ان کلمون مین ادغام سے اور ثقالت بڑھ جاتی ہے
مثلاً الدنیا ثقیل ہے الدنیا سے اور دوسری وجہ ادغام نہونے کی یہ
ہے کہ ایسے کلمون مین ادغام التباس کا سبب ہے یعنی ان کلمون کو
اور کلمون سے جو معنون مین ان کلمون کے غلاوہ ہین ملا دینے کا باعث
ہو جاتا ہے پس یہ التباس ادغام کا مانع ہے حفص کہ امام عاصم کا راوی
ہے نون ساکن کو کلمہ نٓ والقلم اور کلمہ یٰسٓ والقرآن الحکیم مین ظاہر
کرتا ہے اور باوجود دو کلمے ہونے کے بھی ادغام نہین کرتا دوسرا
حال نون ساکن اور تنوین کا اظہار ہے اور یہ چھہ حرفون حلقی مین
ہوتا ہے اور وہ یہ حروف ہین ا ہ ح خ ع غ ان چھہ حرفون مین سے
ایک حرف جب نون ساکن یا تنوین کے بعد آتا ہے تو سارے قاری
اوس نون ساکن یا تنوین کو ظاہر کرتے ہین ایک کلمہ مین ہو یا دو کلمون
مین ہو اور ظاہر کرنے سے یہ مراد ہے کہ نون ساکن و تنوین اپنے مخرج
سے صاف ادا ہون کہ اونمین غنہ نہو اور نہ کسیطرح کا تغیر آوے ایک
ایک حرف کے آنے کی جُدا جُدا مثالین (أ) ینأون ومَن اٰمن
وذاتٌ الی ربی (ہ) ینہون ومَن ہاجر واحقٌ ہو (ع) انعمنا و
مَن علم وبدیعٌ عظیم (ح) تنحتون ومَن جاۤء وبغلامٍ حلیم (غ)

فسینغضون — و من غیر کم — و قلیلة غلبت — (خ)
و المنخنقة — و من خلاق و — و ذرًا خالدین
تیسرے قلب اور یہ ایک ہی حرف مین ہوتا ہے اور وہ با ہی یعنے
نون ساکن یا نون تنوین کے بعد حرف با آتا ہے تو اوس نون کو میم سے
بدل لیتے ہین سب قاریون کے نزدیک خواہ ایک کلمہ مین ہو خواہ دو
کلمون مین جیسے انبئہم و من بعد و سمیع بصیر چوتھے اخفا اور یہ باقی پندرہ
حرفون سے کسی حرف کے آنے سے ہوتا ہے یعنے چھہ حرف یرملون
کے اور چھہ حرف حلق کے اور ایک با یہ تیرہ حرف جب اٹھائیس مین
سے کم کئے تو یہ پندرہ حرف باقی رہے ت ث ج د ذ ز س ش ص ض
ط ظ ف ق ک جب انمین سے ایک حرف نون ساکن یا تنوین کے بعد
آتا ہے تو اوس نون ساکن یا تنوین کو اخفا کرتے ہین اتفاقًا سب قاری
خواہ ایک کلمہ مین ہو خواہ دو کلمون مین اور اخفار کے یہ معنی ہین کہ
نون ساکن یا تنوین کو اوس کے مخرج سے لیجاکر دماغ مین چھپا دین
اسطرح کہ نہ ادغام ہو نہ اظہار ہو بلکہ ان دو نون کے درمیان ایک
حالت ہو اور نون مخفی مین زبان کو بالکل دخل نہین ہے جیسے رنگ
و آہنگ اور مثالین ظاہر ہین (ت) ظنتم — و فان تاب — و زکوة تزیدون
(ث) انثی و — فمن ثقلت — و ظلمات ثلث (ج) انجینٰکم — وازجھوا
و فصبرٌ جمیل — (د) جند — و من دخله — و عملاً دون — (ذ)
لینذر — و من ذا الذی — و ظل ذی ثلث (ز) تنزیلٌ
و من زکوٰة — و نفسًا زکیة (س) و تنسون — و من سلاسل
و رجلاً سلمًا — (ش) ینشر — و فمن شهد — و غفورٌ شکور

(ص) ینفرون - ولمن صبر - وعملاً صالحاً - (ض) منضود
ومن ضعف - ومن ذرّیة ضعفاً - (ط) منطق - وفان طبن
ونخلٌ طلعها (ظ) فانظر - ومن ظلم - ومراءً ظاہراً
(ف) انفسہم - وفان فاؤ - مقصوراتٌ فی الخیام -
(ق) ینقلب - ومن قال - وعلیمٌ قدیر - (ک) ضنکاً -
وان کان - ورسول کریم جان کہ ان چار حالون کے سوا تنوین
کا اور حال بھی ہے یعنی تنوین کے حالون مین سے ایک پانچوان حال بھی ہے
وہ یہ ہے کہ تنوین کے بعد اگر کوئی حرف ساکن آجاوے تو اوس تنوین کے
نون کو زیر کی حرکت دیتے ہین اسلیئے کہ دو ساکنون کا اجتماع لازم نہ آوے
جیسے نوحٌ نِ ابنہٗ - والیمانِ الذی - وبغلامٍ نِ اسمہ - فقط
واللہ اعلم بالصواب **پانچوان باب** متعلقات ادغام کے بیان مین کہ
کہ کس کس مقام پر ادغام کرنا چاہیئے امام عاصم رح کے قرأت کے موافق
یعنے وہ مقام جہان امام عاصم ادغام کرتے ہین سواے اون کے اور
قاری کرتے ہون یا نہ کرتے ہون یہ ہین لفظ اذ کے ذال کو ذال اور ظا
مین ادغام کرتے ہین جیسے اذ ذہب واذ ظلموا اور دال ساکن کو دال
اور تا مین ادغام کرتے ہین جیسے قد دخلوا وقد تبین وعبدتم وحصدتم
وکدت اور تا نیث کے تا کو دال اور تا اور طا مین ادغام کرتے ہین جیسے
اجیبت دعوتکما وکانت تاتیہم وقالت طائفۃ اور قل وبل وہل کے لامون
کو لام ورا مین ادغام کرتے ہین جیسے قل لکم وبل لہ وہل لنا وقل رب وبل
ربکم اور ہل کی مثال قرآن مجید مین نہین آئی اور جہان دو حرف مثلین جمع
ہوجاوین اور انمین پہلا حرف ساکن ہو اور دوسرا متحرک اس صورت

بیان و غیرہ
بیان ہر بین ولایت
بیان ہر بین و بیت
ہم چنین وار و غیرہ
ہمہ جمع این روایت
بیع جمیع قرآن ست
نعمی قرآن ست
بیب این روایات
بیب نصیحت ہے
خود بخود منزل این
و غیرہ ہر جا جامع
خواندن واجب
خواندن این خواندن
ہر جا این خواندن

... جائز شرعی
و غیرہ عدم لزوم بلوی
لسان لفوت شدہ و غیرہ
جواز طبیعیات دور
کلام نیست و امتیاز
ہر کس جائز است برای
حاجت اثبات و
امام ابو ... و غیرہ
خود بخود پس ... م
صلوٰۃ بوقت این جواز
عدم بطلان و غیرہ ... درست

مین اول حرف کو دوسرے مین ادغام کرتے ہین خواہ یہ مثلین ایک کلمہ
مین ہون خواہ دو کلمون مین اور یہ ادغام کرنا واجب ہے جیسے یوجہہ
و یدرککم و بکم منہ و عصوا و کانوا لیکن ان ایک قسم کے دو حرفون مین کا
پہلا حرف اگر علت کے حرفون مین سے ہو اور اوس کے پہلے حرف
کی حرکت اوس کے موافق ہو تو اس صورت مین ادغام منع ہو گا جیسا آوپر
گذرا اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ الم نخلقکم کے قاف کو کاف مین ادغام
کرتے ہین پر قاف کی صفت استعلا کے باقی رہنے مین اختلاف ہے اور صحیح
تر یہ ہے کہ یہ استعلا کی صفت باقی نہین رہتی اور اس کلمہ کا ظاہر کرنا بھی
منقول ہے مگر ضعیف ہے اور تعریف کا لام حروف شمسیہ مین مدغم ہوتا ہے
اور حروف قمریہ مین ظاہر کیا جاتا ہے اور اوس تعریف کے لام سے پہلے
جو ہمزہ ہے وہ ہمزہ وصل کا ہے جب وہ کلام کے بیچ مین آتا ہے گر جاتا
ہے اور جو ہمزہ سے اوس کلمہ کی قرأت شروع کرین تو ہمزہ مفتوح سے
شروع کرتے ہین اس لئے کہ ساکن کے ساتھ ابتدا لازم نہ آوے کہ یہ تعریف
کا لام اصل مین ساکن ہے جب اوس کلمہ سے جسپر تعریف کا لام آتا ہے
ابتدا کرتے ہین تو اوسپر ہمزہ وصل کا زیادہ کرتے ہین اسکی تحقیق علم نحو
کی کتابون مین مذکور ہے پس سوائے ان مقامون کے جو بیان ہوئے
اور سب جگہہ امام عاصم رح اظہار کرتے ہین لیکن سورہ اعراف مین ایک
کلمہ یلہث ذلک مین یلہث کی ثا کو ذال مین حالت وصل مین ادغام کرتے
ہین نہ وقف مین یعنے جب یلہث ذلک کو ملا کر پڑھین گے تو ثا کو ذال مین
ادغام کرین گے اور جو یلہث کے کلمہ پر وقف کرین گے تو ادغام نہو گا اور
سورہ ہود مین ایک جگہہ یا بنی ارکب معنا مین ارکب کی با کو معنا کے میم مین

ادغام کرتے ہین **تتمہ** امام عاصم سواے ان کے اور حرفون مین
بہی ادغام کرتے ہین اگرچہ اونکا بیان عاصم کی قرأت کے قاریون کے
لئے کچھ بہت مفید نہین ہے پر عاصم کے قرأت کہولنے اور سمجہانے
کے لئے فائدہ سے خالی بہی نہین ہے اس لئے کہ ذکر عاصم کے ادغام
کا آگیا ہے تبعاً عاصم کے ادغام کے ذکر مین اورون کے ادغام کا ذکر
بہی کرتا ہون لفظ اذ کی ذال ت ج د ز س ص ان چھ حرفون مین
ادغام کی جاتی ہے جیسے اذ تبرأ واذ جاؤکم واذ دخلوا واذ زین و
اذ سمعوا واذ صرفنا اور قد کی دال ج ذ ز س ش ص ض ظ ان آٹھ
حرفون مین مدغم ہوتی ہے اوسکی مثالین یہ ہین لقد جاءکم ولقد ذرانا
ولقد زینا وقد سمع وقد شغفہا قد صرفنا ولقد ضل ولقد ظلمک
اور تانیث کی تا جب ساکن ہو ث ج ز س ص ظ ان چھ حرفون مین
ادغام کی جاتی ہے جیسے رحبت ثم ونضجت جلودہم وخبت زدناہم
وانبتت سبع وحصرت صدورہم وکانت ظالمۃ اور ہل وبل کا لام ت
ث ز س ض ط ظ ن ان آٹھ حرفون مین ادغام کئے جاتے ہین
جیسے بل تاتیہم وہل تعلم وہل ثوب وبل زین وبل سولت وبل ضلوا
وبل طبع اللہ وبل ظننتم وبل نحن وہل نبئکم اور امام عاصم کے سواے
اور قاری ان مقامون کے سواے اور بہت جگہہ ادغام کرتے ہین
جیسے ابوعمرو بصری کا ادغام کبیر اور ادغام متقاربین یعنے اون حرفون مین ادغام
کرنا جن کے مخرج پاس پاس ہون جیسے یفعل ذالک ونبذت وغیرہ
ویتب فاولئک ان کے سواے اور بہی ادغام ہین مگر اون کے
ادغام کرنے والے بہت تہوڑے قاری ہین اس لئے ہمنے اون کے

بیان کو ترک کردیا چھٹا باب مد و قصر کے بیان مین اہل تجوید
کی اصطلاح مین مد آواز کے کھینچنے کو اور لین کے حرفون مین جو الف
کی مقدار سے زیادہ کھینچے اوسکو کہتے ہین اور قصر ایک الف کی آواز
کی برابر آواز کو کہتے ہین اور ساتون قرا، تون کی اصطلاح مین الف کے
لانے کو مد کہتے ہین اور ساتون قرّا، تون کی اصطلاح مین الف کے لانے
کو مد کہتے ہین اور اوس کے حذف کر دینے کو قصر اور یہان پہلے ہی معنی
مراد ہین مد کا سبب مد کا حرف ہوتا ہے اور مد کی شرط ہمزہ اور سکون
ہے اور مد کے تین حرف ہین الف ہمیشہ اور واو و یا یہ دونون جب
ساکن ہون اور ان کے پہلے حرف کی حرکت ان کے موافق ہو اور جو واو
ویا ساکن ہو اور اوس کے پہلے حرف پر زبر کی حرکت ہو تو اوس حرف کو
لین کہتے ہین اور بسبب ساکن ہونے کے اوسمین بھی مد کھینچا جاتا ہے
اسکا بیان آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالی اور بعضے قاری اللہ و رحمن مین
بھی تعظیم کا مد کھینچتے ہین اسواسطے کہ مد مین تعظیم و محبت کی زیادتی معلوم
ہوتی ہے لیکن جمہور یعنے اکثر قاریون نے اسکو پسند اور اسپر عمل نہین
کیا اور ہمزہ مین اس لئے مد کھینچتے ہین کہ عسیر التلفظ یعنے مشکل سے پڑھا
جانے والا حرف ہے مد کے سبب سے اوسکا تلفظ آسان ہو جاتا ہے
اور اپنے مخرج سے اچھی طرح ادا ہو سکتا ہے اور ساکن مین اسواسطے
مد کھینچتے ہین کہ جب دو ساکن پاس پاس آجاوین تو اونکا تلفظ عربی زبان
مین ثقیل ہوتا ہے جب مد کھینچتے ہین تو یہ مد حرکت کے قایم مقام ہو جاتا
ہے اور اون دونون ساکنون کے تلفظ کو آسان کر دیتا ہے اگر حرف مد
کے بعد ہمزہ آوے تو اوسکی دو قسمین ہین ایک یہ کہ مد کا حرف و ہمزہ

دونون ایک ہی کلمہ مین آوین تو وہان مد واجب ہوتاہے اور اوسکو
مد متصل اور مد اصلی کہتے ہین جیسے جَآءَ و سُوٓءَ و جِیٓءَ دوسرے وہ ہمزہ
اور مد کا حرف دو کلمون مین آوین اور یہ مد جائز ہے اور اسکو مد منفصل
کہتے ہین جیسے مَآ اُنزِلَ و قَالُوٓا اٰمَنَّا و فِیٓ اٰخِہا اور جو مد کے حرف کے بعد
ساکن آوے تو وہ بھی دو طرحکا ہوتاہے مد سکون اصلی و مد سکون عارضی
اور مد سکون اصلی بھی تین قسم کا ہوتاہے ایک یہ کہ حرف مد کے بعد جو ساکن
آوے وہ کلمہ کے اصل وضع مین داخل ہو پہر مدغم نہو اور یہ مد اون
حرفون مین کہنچا جاتاہے جو بعض سورتون کے سرے پر واقع ہوئی
ہین جیسے الٓمٓ و حٰمٓ و نٓ و صٓ اور اس مد کا نام مد فواتح ہے اور مشبع
اور مد حروف ہجا بھی اسکو کہتے ہین اور یہ مد بھی لازم ہے کہ اسکا ترک
کرنا جائز نہین ہے اور اس بات پر سب قاریون کا اتفاق ہے کہ سورہ
آل عمران کے اوّل مین الٓمٓ کو اللہ کے ساتھ وصل کرتے ہین یعنی میم کو حرکت
دیکر لفظ اللہ کے ساتھ وصل کرتے ہین بہ سبب جمع ہوجانے دو ساکنون
کے اور میم کے کہینچنے مین تین وجہ جائز رکہی ہین طول و توسط و قصر دوسری
قسم مد سکون اصلی کی یہ ہے کہ پہلا ساکن حرف مد اور دوسرا مدغم ہو اور یہ
مد بھی واجب ہے جیسے دَآبَّۃٌ و وَلَا الضَّآلِّینَ و اَتُحَآجُّوٓنِّی اور اہل صرف
کی اصطلاح مین اسکو اجتماع ساکنین علی حدہ کہتے ہین اور تجوید مین مد
سکون مدغمی اسکا نام ہے تیسری قسم مد اصلی کی یہ ہے کہ مد کا حرف ہمزہ
سے بدلا گیا ہو اور دوسرا ساکن مدغم نہو اوسکی مثال آٰلْـٰٔنَ کہ اصل مین
ءَالْاٰنَ تہا و آٰلذَّکَرَین کہ اصل مین ءَالذَّکَرَین تہا اور یہ مد بھی لازم ہے
اور اسکا نام مد منقلب ہے اور اسکو مد مبدل بھی کہتے ہین اسلیئے کہ

و درین جواب [illegible] علما [illegible]
واده [illegible] منبع [illegible] والا
قبول افتد [illegible] و درینج
از اصطلاحش [illegible] جاے
نمره [illegible]
[illegible]
[illegible] قول [illegible]
و [illegible] نوشته میشود
نمره [illegible] رساله [illegible]
و صاحب رساله جواب را
جواب [illegible] رساله خود
پیدا [illegible] علامه
جزری اجماع نقل کرده
[illegible] عدم جواز [illegible]
رساله مذکور [illegible] ودر
جواز اظهار اجماع بر
[illegible] بجائے ضاد
محرم [illegible]
جائز [illegible] علیه [illegible]
بوده [illegible]
مذکوره عبارة [illegible]
و غیره

اسمین دوسرا ہمزہ مد کے حرف سے بدلا گیا ہے تاکہ پہلے ہمزہ مین
خفت حاصل ہو پس بسبب جمع ہونے دو ساکنون کے مد کہینچتے ہین
اور ہمزہ اس لئے حذف نہین کر سکتے کہ استفہام کا خبر کے ساتھ التباس
نہو جاوے اور یہ مد قرآن مجید مین چھہ جگہ آیا ہے دو جگہ لفظ آلذکرین
سورہ انعام مین اور دو جگہ لفظ آلآن سورہ یونس مین اور دو جگہ لفظ
آللہ ایک جگہہ سورہ نمل مین اور ابی عمر کی قرأۃ مین ساتوین جگہ ایک لفظ
آلسحر سورہ یونس مین ہے سواے ان سات جگہ کے یہ مد قرآن مجید مین
کہین نہین پایا گیا اور مد مبدل مین سب قاری ایک اور وجہ بھی رکہتے ہین اور
وہ دوسرے ہمزہ کی تسہیل ہے اور تسہیل کے معنی لغت مین آسان کرنے
کے ہین اور قاریون کی اصطلاح مین ہمزہ کو ہمزہ اور الف کے درمیان
یا ہمزہ اور واو کے درمیان یا ہمزہ اور یا کے درمیان پڑہنے کو تسہیل
کہتے ہین پس اگر ہمزہ پر زبر ہو تو اوسکو ہمزہ والف کے درمیان پڑہنا
چاہیے چنانچہ جو مقام اوپر گذرے اونمین ایسا ہی ہے اور جو ہمزہ کے
اوپر پیش ہو تو اوسکو ہمزہ اور واو کے درمیان پڑہین اور جو ہمزہ کے
نیچے زیر ہو تو اوسکو ہمزہ اور یا کے درمیان پڑہین پس مد مبدل مین
اگرچہ سارے قاری تسہیل جائز رکہتے ہین لیکن مد کو بہتر جانتے ہین جاننا
چاہیے کہ جہان کہین دو ہمزہ جمع ہو جاوین دونون کو اچھی طرح اور تمام
تحقیق کے ساتھ ادا کرین اور امام عاصم رح کے نزدیک بموجب روایت
حفص کے تمام قرآن مجید مین دوسرے ہمزہ کی تسہیل ایک ہی جگہہ
سورہ فصلت مین کلمہ ءاعجمی مین آئی ہے پس یہان دوسرے ہمزہ کی
تحقیق غلط ہے اور دوسری قسم مد سکون کے مد سکون عارضی ہے اور

چنین نقل کردہ والضاد انفرد بالاستطالة ولیس فی الحروف ما یعسر علی اللسان مثله والسنة الناس فیه مختلفة وقل من یحسنه فمنهم من یخرجه ظاء ومنهم من یمزجه بالذال ومنهم من یجعله لاما مفخمة ومنهم من یشمه بالزای

وہ یہ ہے کہ وقف کے سبب سے دو ساکن جمع ہوجاوین جیسے عالمین
پس اگر وقف کرین دو ساکن جمع ہوجاوین گے یا و نون اس مدکو مد
سکون وقفی کہتے ہین اوراس قسم مین تین وجہ جائز رکھتے ہین ایک مد
طویل یعنے تین الف والا مد دوسرے مد متوسط یعنے دو الف والا مد
یہ دونون وجہین اولی ہین تیسرے مد قصر ہے ایک الف کی برابر ہوتا ہے
مد طبعی کے سوائے اس حساب سے قصر کی حالت مین مد دو الف کی برابر
ہوگا اوراسکو اولی نہین جانتے اور تین الف والے اور دو الف والے
مدون مین بھی دو اور تین الف کی درازی مد طبعی کے سوا مراد ہے یہ
چھ قسمین مدون کی جو مذکور ہوئین سارے مد لین کے حرفون مین ہوتی
اور حروف لین مد دو طرح کے ہوتے ہین اول مد وقفی جیسے خیر و سوء
اس مد مین طول و توسط کی دو وجہین جائز ہین اور قصر کو بھی جائز رکھا ہے
لیکن اوسپر کسیکا عمل نہین ہے اور اسمین کچھ فرق نہین ہے کہ دوسرا
ساکن ہمزہ ہو جیسے شیٔ و سوء یا ہمزہ کے سوائے اورکوئی حرف ہو جیسا
اوپر گذرا دوسری قسم مد کی حروف لین مین غیر وقفی ہے اور وہ لفظ عین
کے ساتھ مخصوص ہے جیسے کہیعص و حمعسق و یس یہانتک مدون کی
آٹھ قسمین بیان ہوئین چھ قسمین تو مد و لین مین اور دو قسمین فقط حروف
لین مین ان کے سوائے ورش کے مذہب کے موافق مد کی ایک اور قسم
ہے کہ اول ہمزہ ہو اور ہمزہ کے بعد مد کا حرف آوے جیسے اٰمن
و اٰتینا اس مد مین بھی تینون وجہین طول و توسط و قصر ورش کے نزدیک
مقرر ہین اور اوسپر عمل کیا جاتا ہے اس ملک مین امام عاصم کوفی رح
کی قرات حفص کی روایت کے موافق بہت مشہور ہے اس لئے ہمکو

انہین قواعد کا بیان مقصود ہے جو عاصم کی قرارت اور حفص کی روایت
سے تعلق رکھتے ہین اسی واسطے ورش کی مذہب کا بیان ہمنے جوڑ دیا اب
جاننا چاہیے کہ عاصم کے قرارت مد کھینچنے کا اندازہ یہ ہے کہ مد متصل
اور مد منفصل کو چار الف کی برابر کھینچنا چاہیے اور امتحان اور جاننا اس
مقدار کا قاری ثقہ سے سننے پر موقوف ہے یا ہاتہ کی اونگلیان بند کرکے
اس اندازہ کو معلوم کرین اس طور سے کہ ہر ایک الف کے لیئے ایک اونگلی
معتدل طور سے بند کرین جسمین آہستگی نہو اور جلدی بھی اسیطرح چار الف
کے لیئے چار اونگلیان بند کرین اور تین الف کے لیئے تین اور دو کے لیئے
دو یا سمجھدار آدمی جسکی ٹہیک اور معتدل اٹکل ہو زبر کی حرکت کو اپنی عقل
اور دل کی ترازو مین خوب اچھی طرح تولے کہ اتنی دیر مین اوسکا تلفظ ہوسکتا
ہے پہر اوسکو دوچند کرے کہ یہ ایک الف کے ادا کرنے کا اندازہ ہوا اور
اس کے دوچند کرلینے سے دو الف اور اوسکے دونا کرنے سے چار الف
کے ادا کرنے کا زمانہ دریافت ہوسکتا ہے اور اسیطرح دو الف کے تلفظ
کرنے کے زمانہ پہر ایک الف کے تلفظ کرنے کا زمانہ پیدا ہوسکتا ہے پس
اسی ترازو مین سارے مدون کو تول لے اور جاننا چاہیے کہ عاصم
کے نزدیک مدون کی سب قسمونمین تین الف والا مد پڑھنا ہی جائز ہے
مگر مد لین وقفی مین دو الف والا ہے ادا کرین یہ روایت نشر مین آئی
ہے اور مد مشبع مین چار الف کی مقدار سے تین الف کی مقدار تک مد
کھینچتے ہین اور مد سکون مدغمی اور مد منقلب مین تین الف کی برابر اور
مد سکون وقفی مین تین وجہین جائز ہین الف کی برابر اور توسط دو الف
کی برابر اور قصر ایک الف کی برابر حرف مد کے مد طبعی سے ہوا ہے اور

اور اسیطرح مد سکون وقفی حروف لین ہین تینون وجہین جائز ہین اور حروف
عین کی مد مین کہ سورتون کے اول مین آتا ہے طول تین الف کی برابر اور توسط
دو الف کی برابر کہا ہے لیکن سب نے اول ہی پر عمل کیا ہے جاننا چاہیے
کہ یہ اصطلاح مقرر کی ہے کہ قرآن مجید مین جہان مد متصل و مد مدغم بھی
وہان سیاہی سے مد لکھتے ہین اور جہان مد منفصل ہے وہان سرخی سے
لکھتے ہین کہ ان دونون مین فرق رہے اور مدون کی قسمون کی گنتی مین
قاریون کا اختلاف ہے اور ہر قسم کی وجہ تسمیہ کے لئے بھی کوئی بڑی
معقول وجہ نہین رکھتے ہین اس لئے ہمنے اس بحث کو چھوڑ دیا ہے پر بعضی
قسمون کے نام لکھتے ہین کہ اونکا لکھنا بصیرت سے خالی نہین ہے اول مد
متصل ہے جیسے جآء اس لئے کہ اسمین ہمزہ اور حرف مد دونون ایک
کلمہ مین ہین دوسرے مد منفصل جیسے مآ انزل کہ مد کا حرف اور کلمہ مین ہے
اور ہمزہ اور کلمہ مین تیسرے مد مبدل جیسے اٰمن اور یہ موافق مذہب
ورش کے ہے چوتھی مد تعظیم جیسے بعضے اسم الٰہ اور رحمٰن مین مد کھینچتے
ہین پانچوین مد مبالغہ اور یہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ مین ہے کہ لفظ لا پر نفی کے
مبالغہ کے لئے کھینچتے ہین اور یہ ابن کثیر کے ساتھ مخصوص ہے اور ایک
وجہ سے سوسی و قالون کے ساتھ بھی مخصوص ہے کہ مد منفصل کی انکے
نزدیک کچھ اصل نہین ہے چھٹی مد طلب جیسے ہاانتم جسمین کہ اس مقام
پر کلام کرنے والا سننے والے سے طلب کرتا ہے ساتوین مد فرق جیسے
آلذکرین و آلٰئن اسواسطے کہ یہ مد خبر و استفہام مین فرق کر دیتا ہے کہ خبر
مین مد نہین ہوتا اور استفہام ہوتا ہے آٹھوین مد تنبیہ جیسے زکریا اسکی
ظاہر کچھ وجہ نہین معلوم ہوتی شاید اسلئے ہو کہ پڑھنے والا سننے والے

[illegible] ... لنا اعمالنا و لکم اعمالکم ... ایشان

کو آواز کھینچکر ہوشیار و تنبہ کرتا ہے جیساکہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعضے وقفون کو کہ الف پر ہوتے ہین بہت کھینچکر پڑہا ہے نوین مد تمکین جیسے اولئک وخائفین دسوین مد عدل جیسے ءانذرتہم یہ مد قالون وہشام و دوری کے مذہب کے موافق ہے گیارہوین مد حجز کہ دو ساکنون کے جمع ہونے کے سبب سے ثقل سے منع کرتا ہے جیسے دآبۃ ان مدون مین سے اکثر کی وجہ تسمیہ کسی پکی وجہ اور دلیل سے معلوم نہین ہوتے شاید بعضے سست وضعیف مناسبتون کی سبب سے ان کے یہ نام رکھدیئے ہین کہ کچھ بڑا فائدہ نہین رکھتین —

ساتوان باب ضمیر کی ہا کے صلہ کے بیانمین ۞ کہ اوسکو کنایہ کی ہا بھی کہتے ہین اور وہ واحد مذکر غائب کی ضمیر متصل یعنی کلمہ کے آخر مین لگی ہوئی ہے مجرور ہو یا منصوب ہو جیسے لہٗ وعلیہ وبہ ورسولہ وتمنوہ صلہ واو اور یا کو کہتے ہین اگر ضمیر کی ہا پر پیش ہو تو وصل کی حالت مین اوس پیش کے بعد ایک واو زیادہ کرتے ہین اور جو اوسکے نیچے زیر ہو تو ایک یا پڑہاتے ہین اور یہ زیادتی وقف کی حالت مین نہین ہوتی اور یہ واو ویا صرف پڑہنے مین آتی ہے لکھنے مین نہین آتی اور ایسا ہی اوس واو کو بھی صلہ کہتے ہین جسکو جمع کی میم کے بعد زیادہ کرتے ہین اور ابن کثیر کی قرارت کے ساتہ مخصوص ہے اور بموجب ایک روایت کے قالون کی قرارت کے ساتہ بھی اور ہمزہ سے پہلے ورش کے لئے بھی صلہ آیا ہے سوائے ان کے اور سب قاری جمع کی میم کے بعد کہ ساکن ہوتا ہے صلہ نہین کرتے اور قاریون کے نزدیک قرارت مین تلفظ کا اعتبار ہے اگرچہ کتابت مین نہو جیساکہ وقف مین

کتابت کی صورت کا اعتبار ہے نہ تلفظ کا اسکا بیان انشاء اللہ تعالی
آگے آتا ہے پس صلہ اسی قسم سے ہے کہ لکہنے مین نہ آوے اور پڑہنے
مین آوے اور بعضے لکہنے والے جہان زیر والے ہا کا صلہ ہوتا ہے
وہان کسر خنجری یعنی ایسے زیر جو نیچے کی طرف کو سیدہی کہنچی ہو اور
آڑی نہو لکہتے ہین اور جہان پیش والی ہا کا صلہ ہوتا ہے وہان الٹا
پیش لکہتے ہین اور ایسی بہت سی چیزین ہین جو کتابت مین آتی ہین اور
پڑہنے مین نہین آتین جیسے انا کے لفظ کا الف اور الفاظ اولئک واولی
واولات کی واو انکی تحریر مین اور فائدے ہین جو وقف اور فرش الحروف
کے باب مین حاصل ہوے ہین پس صلہ وہ آوے ہے اور یا جسکو تلفظ مین
زیادہ کرتے ہین نہ کتابت مین اور وصل کی حالت مین زیادہ کرتے ہین نہ
وقف کیحالت مین پس اگر اس کے پہلے اور اسکے بعد دونون طرفون کے حرف متحرک ہون تو ایسے
مقام پر سب قاری باتفاق صلہ کرتے ہین جیسے لہ ذریۃ وعلی سمعہ وقلبہ
اور صلہ کرنے کا یہ سبب ہے کہ ہا حرف ضعیف ہے اور خفی جب اوسکا پہلا حرف
متحرک تا [illegible] ہوتا ہے کہ تلفظ کی سرعت کے باعث اوس کے ادا کرنے مین
کہین فتور نہ پڑے اس لئے علت کے حرفون مین سے ایک حرف جو
اوسکی حرکت کے موافق ہو زیادہ کرکے اوسکو قوت دیتے ہین کہ خوب
اچہی طرح سے ادا ہووے اور ہا رکنا یہ کے بعد ساکن آوے تو سب
قاریون کے نزدیک صلہ نہین ہوتا جیسے بعلمہ الذین والیہ المصیر غرض
ضمیر کی ہا کے دونون طرف اگر حروف متحرک ہون بالاتفاق صلہ کرتے
ہین اور جو دونون طرف کے حرف ساکن ہون جیسے الیہ المصیر بالاتفاق
صلہ نہین کرتے اور جو اوسکا پہلا حرف ساکن ہو اور اوس کے بعد کا

بنزدیک دو وصلوہ
بمجھول من التجوید والا
تقان والترتیل
والاحسان قال الشیخ
الامام ابو عبداللہ
النصر بن علی بن محمد
الشیرازی فی کتابہ
الموضح فی وجوہ
القراءۃ فی فصل
التجوید بعد ذکرہ
الترتیل

حرف متحرک ہو جیسے غنہ مالہ اوسمین اختلاف ہے جمہور یعنے اکثر قاری
اوسمین صلہ نہین کرتے اور ابن کثیر اوسمین صلہ کرتا ہے اور ایک لفظ
فیہ مہانا مین کہ سورہ فرقان مین ہے حفص بھی ابن کثیر کی طرح صلہ کرتا ہے
اور جب اس ضمیر مین صلہ کھینچا جاوے اور اوس کے بعد ہمزہ آجاوے
تو اوس واو و یا مین ہر قاری اپنے اصول کے موافق مد کھینچتا ہے جیسے
بہ ان یوصل ولہ ان مگر یہان مد منفصل ہوگا پس جسکے نزدیک مد منفصل
نہین ہوتا وہ ایسے مقام پر مد نہین کھینچتا جیسے سوسی و ابن کثیر ایک اور
روایت کی روسے قالون اور مد والے سب مد کھینچتے ہین اور سورہ زمر
مین ایک مقام یرضہ لکم پر باوجود دونون طرف حرکت ہونے کے بھی
صلہ نہین کرتے اسکا یہ سبب ہے کہ لفظ یرضہ اصل مین یرضاہ ہے مین
ہا کے ماقبل الف ہے کہ ساکن ہے پس یہ عنہ و منہ کی قسم سے ہو گیا اور
سورہ بلد مین ان لم یرہ احد کے مقام پر اور سورہ مین یودہ الیک
کے مقام پر اور اوسکی مانند اور جگہ بھی صلہ کرتے ہین باوجودیکہ یہ اصل
یراہ یؤدیہ ہے جزم کے سبب سے الف گر پڑا ہے اسکا یہ باعث ہے
کہ یہان اوس کے بعد ہمزہ ہے اوسکی رعایت کے لئے صلہ کرتے ہین
کہ صلہ اور مد کی حالت مین ہمزہ اپنے مخرج سے اچھی طرح ادا ہو جاوے
اور سورہ ہود مین لفظ نفقہ کی ہا اور سورہ بلد مین لفظ لم یتسنہ کی ہا
اور سورہ علق مین لم ینتہ کی ہا ضمیر کی نہین ہے اور بعضے مقامون
مین باوجودیکہ اصل مین اوس کے اول مین ساکن ہے لیکن ظاہر
مین ہا کی دونون طرف حرکت ہونے کے باعث صلہ کرتے ہین جیسے
نولہ ما تولی ونصلہ اور سکون اصلی کا لحاظ نہین کرتے واللہ اعلم بالصواب

آٹھوان باب تفخیم وترقیق کے بیان مین ۔ تفخیم بزرگ وپُر وغلیظ پڑہنے کو کہتے ہین اور ترقیق باریک اور تنگ اور چھوٹا پڑہنے کو کہتے ہین اول قرآن مجید کی تفخیم کے ساتہ پڑہنے کا حکم نازل ہوا تہا پھر منسوخ ہوگیا یا تفخیم کی حدیث تاویل کی گئی ہر حال مین حرفون کو ترقیق کے ساتہ پڑہنا کمال خوبی رکہتا ہے اس لئے چاہئے کہ تمام حرفون کو بہت باریک ونازک اور تنگ اداکرین کہ اس سے قاری کی قراءت مین خوبی ظاہر ہوتی ہے اور اسمین عرب کا لہجہ اور مٹہاس پیدا ہوجاتی ہے مگر ساتون حرفون مستعلیہ کو اور لام کو بعضے مقامون پر مفخم اداکرین کہ انکی ترقیق غلطی ہے اور لحن یعنے لہجہ عرب کے خلاف ہے جاننا چاہئے کہ لفظ اللہ کے لام کو جب زبر یا پیش کے بعد آوے تو سب قاری پُر پڑہتے ہین اور اوسکو تفخیم کے ساتہ ادا کرتے ہین اگرچہ اوس کے بعد میم زیادہ کیا ہو جیسے اللھم وقال اللہ و رسول اللہ اور جو زیر کے بعد آوے تو اوسکو باریک پڑہتے ہین لیکن جب صاد یا طا یا ظا کے بعد لام آتا ہے تو اوسکو ورش کے نزدیک پُر پڑہتے ہین اوسکی مثال یہ ہے صلوۃ وظللتم وتطلع اور حرف رار کی تفخیم وترقیق مین ایک تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر را پر پیش یا زبر ہو تو پُر پڑہتے ہین جیسے ربکم ورسلہ اور جو اوس کے نیچے زیر ہو تو باریک پڑہتے ہین جیسے رجلہ اور جو اوسپر جزم ہو تو اوس کے پہلے حرف کی حرکت کا اعتبار کرکے پڑہنا چاہئے یعنی اوس سے پہلے جو حرف ہے اگر اوسپر زبر یا پیش ہو تو پُر پڑہنی چاہئے جیسے انذرتہم ویرسل اور جو را کے پہلے حرف کے نیچے زیر لازمی ہو اور اوس کے بعد استعلا والی حرفون مین سے کوئی حرف نہووے تو باریک پڑہنی چاہئے مثال اوسکی ام لم تنذرہم

اور جو را ساکن کے پہلے زیر لازمی ہو اور اوس کے بعد مستعلیہ مین سے کوئی حرف آوے
تو اوسکو پُر پڑہنا چاہئے جیسے قرطاس و مرصاد و فرقة و ارصاد اسواسطے
کہ را کے پہلے زیر کا ہونا چاہتا ہے کہ وہ باریک پڑہی جاوے اور
اوس کے بعد جو استعلا کا حرف ہے وہ اوس کے پُر پڑہے جانے کو
چاہتا ہے اس صورت مین جب ہمنے اوسکی اصل کی طرف رجوع کیا او
اصل مین وہ پُر تھی اس لئے اوسکو پُر ہی پڑہا اور سواے ان تین قسم
کی مثالون کے جو اوپر مذکور ہوئین حرف استعلا کی مثال قرآن مجید مین
نہین آئی لیکن عرب کے اور کلام مین پائی گئی ہے جیسے ارخا العنا
وارضاع وضرغام اور لفظ فرق کی تفخیم مین اختلاف ہے بعضے
حرف استعلا کی رعایت کے سبب سے تفخیم کرتے ہین اور دونون
طرف پہلے و پیچھے زیر کے آنے کے لحاظ سے ترقیق کرتے ہین کہ دونون
طرف کے زیرون نے ملکر حرف استعلا کا مقابلہ کیا ہے اس لئے باریک
پڑہنا چاہئے پر معمول پُر پڑہنے کا ہوگیا ہے اور را کے بعد حرف استعلا
ہو اور اوس سے پہلے کسرہ یعنی زیر ہو پر وہ اصلی و لازمی نہین بلکہ
عارضی ہو کہ کبھی ہوتی ہے اور کبھی نہین ہوتی جیسے ارجعون مین وصل
کے ہمزہ کی زیر ہے کہ جب یہ لفظ کلام مین درج ہوتا ہے تو یہ زیر ساقط
ہوتی ہے جیسے رب ارجعون و من ارتضی و ام ارتابوا ایسی
را کو بھی پُر پڑہنا چاہئے کہ کسرہ لازمی و کسرہ عارضی مین فرق ظاہر
ہو جاوے اس لئے کہ کسرہ عارضی مین کچہ بڑی قوت نہین ہے گویا
کہ وہ کسرہ ہی نہین ہے اور جو را پر بسبب وقف کے سکون ہو تو
بھی را کے پہلے حرف کی حرکت کی رعایت کرین اور بعض نفس را

معناه ولكذا ذكره الامام المجمد ابو الفضل الرازي في تجويده ... الشيخ عمر والداني ... صاد وفا ... الشيخ ما يختلف
معناه وقد بعض القصاير ... من الصلوة ... سبب صفحه ... بيان ...

کی حرکت کا اعتبار کرتے ہین اور یہ قول معتبر نہین ہے پس اگر را وقف
کے سبب سے ساکن ہو اور اوس کے پہلے حرف پر پیش ہو یا زبر
ہو تو اوسکو پُر پڑہین گے جیسے قمر و نذر و ما بندر اور جو اوس را
کے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو تو باریک پڑہین گے جیسے تذکر و منقعر
اور وقف کے سبب سے را ساکن ہو اور اوس کے پہلے والا حرف
بھی ساکن ہو پر وہ ساکن یا نہو اس صورت مین را کے ماقبل
یعنے پہلے حرف کے اول والے حرف کا اعتبار کرین گے اگر اوسپر
پیش یا زبر ہو گی تو پُر پڑہین گے جیسے القدر والانہار والامور وخسر
اور جو اوس کے نیچے زیر ہو گی تو باریک پڑہین گے جیسے حجر اور راء
وقفی کا پہلا حرف جو ساکن ہے وہ یا ہو تو اوس یا ساکن کی پہلے اگر
زیر ہو یا زبر ہو تو اوس را کو باریک پڑہین گے جیسے قدیر و خبیر اسواسطے
کہ یائے ساکن اور کسرہ کا ایک ہے حکم ہے اوس کے پہلے حرف پر
نظر کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے واللہ اعلم بالصواب ۔

نوان باب کلمہ کے آخر پر وقف کرنے کے بیان مین + وقف کے
معنی کلمہ کے آخر پر کہڑا ہونا اور ٹہیرنا ہے اور علم قرأت مین جن چیزونکی
ضرورت ہے اونمین سے ایک وقف بھی ہے کہ اوس کے مقام پر اوسکا
کرنا ضروری ہے اسواسطے کہ ایک سانس لینا ضرور ہے پس یہ سانس
لینا اور ٹہیرنا اگر بے قاعدہ اور بے جا ہو وے تو قرآن کا پڑہنا لحن
یعنی بے قاعدہ اور خلاف طریقہ عرب کے ہو جاوے اس لئے وقف
کرنے کے طریقون اور اوس کے مقامون کا بیان کرنا ضروری ہوا کہ
کہین بے قاعدہ اور بیجا وقف نہو جاوے جاننا چاہئے کہ آیتون کی

گنتی بموجب فرمانے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جہان آپنے آیت کی وہین آیت مقرر ہوگئی اور یہ آیتونکی گنتی خدائے تعالی کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر سورہ کی آیتون کی تعداد ارشاد فرمادی ہے کہ فلان سورہ مین اتنی آیتین ہین اور فلان سورہ مین اتنی اون مین کمی وزیادتی ممکن نہین ہے اور آیتون کی جگہ ومقام بھی تبدیل نہین ہوسکتی اور اونمین ہرگز کسی طرحکا تصرف نہین ہوسکتا کہ وہ خدائتعالی کے حکم سے مقرر ہین لیکن آیتون کے سوائے جو اور وقف قرآن مجید مین ہین وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علمائے اُمت رحمہم اللہ نے معنی کے موافق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر یا بغیر سنے قرار دیے ہین پس جہان معنی تمام ہوگئے ہین اوس جگہ کے وقف کا نام وقف تام ہے ایسا ہی کسی وقف کا نام وقف کافی اور کسیکا نام وقف قبیح رکھا ہے علامہ جزری نے نشر مین اس امر کی خوب تحقیق کی ہے اس بیان سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید مین کوئی وقف واجب نہین ہے کہ اوسکا نکرنا گناہ ہو اور وقف کرنا حرام بھی نہین ہے کہ اوس جگہہ ٹھیرنا گناہ ہو ہان اگر قرآن مجید مین کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہان ٹھیر جانے اور کلام قطع کردینے سے معنی کے فساد اور بگڑ جانیکا وہم ہو یا کوئی جگہ ایسی ہو کہ کلام کے ملادینے سے اور نہ ٹھیرنے سے وہان معنی کے بگاڑ اور فساد کا خوف ہو تو ایسی جگہہ پر عمداً وقف کرنا یا وصل کرنا حرام ہے یعنی اگر جان بوجھکر اور باوجود علم اسبات کے کہ یہان وقف کرنے سے معنی مین فساد پیدا ہوتا ہے پھر بھی قصداً وقف کرے یا جانتا ہو کہ اس مقام پر وقف نکرنے اور ملا

سے معنی بگڑ جاوین گے اور پہر قصداً وصل کرے پس ایسا وصل کرنا اور وقف کرنا
دونون حرام ہین ورنہ قرآن مجید مین وقف واجب اور وقف حرام
کہین نہین ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ ہمنے اپنی عمر
کا ایک زمانہ وقفون کے مقامون اور سکانون کے سیکہنے اور سکہانے
مین صرف کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے وقفون کا سیکہنا او
سکہانا ہی ضرور ہے جو کہ ہر شخص بے علمی کے سبب سے یا کم علمی کی
وجہ سے وقفون کے مقامون کو نہین دریافت کرسکتا اس لئے اس
علم کے علماء نے وقفون کی کتابین بناکر اس علم کو خلق پر آسان کر دیا ہی
جاننا چاہئے کہ وقف سانس کی تنگی کے لئے مقرر ہوا ہے اور یہ مطلب
ساکن کرنے سے اچہی طرح حاصل ہوسکتا ہے اور ساکن ہر جگہ جائز ہے
وقف کی حالت مین کبہی قاری کو منظور ہوتا ہے کہ سُننے والے کو حرف
موقوف علیہ یعنی جس حرف کو ساکن کیا ہے اوسکی حرکت پر خبردار کرہی
اس کے دو رستے ہین ایک اشمام دوسرا روم اشمام سے یہان دونون
ہونٹوں کا بلا آواز کے ملانا مراد ہے اور یہ قاعدہ زبر اور پیش کی حرکت
مین جاری ہے یعنی جس حرف کو ساکن کیا ہے اوس کے ساکن کرنے
کے وقت دونون ہونٹون سے اشارہ کرین کہ گویا پیش کو پڑہتے ہین
اور حقیقت مین پیش نہین پڑہے بلکہ اوس حرف کو ساکن پڑہا ہے جیسے
نستعین اسیواسطے اشمام کی یہ تعریف کی ہے کہ ملانا ہونٹون کا بلا آواز
کے اور اسکو اندہا نہین معلوم کرسکتا اور بہرہ جان سکتا ہے اور روم
کے معنی تہائی حرکت کا باقی رکہنا اور دو تہائی کا گرا دینا ہے یعنی جس
حرف کو ساکن کیا ہے اوسکی حرکت کو ایسا آہستہ اور چہپا کر پڑہین کہ

اوس حرکت کی آواز سے ایک تہائی باقی رہجاوے اور دو تہائی
چھوڑ دی جاوے سواے اسکی حرکت کے ٹکڑے کرنیکے اور کوئی
معنی نہین ہین اور یہ رفع وجر یعنی پیش اور زیر کی حرکتون مین جاری
ہوتا ہے اور نصب یعنی زبر مین نہین ہوتا اور اسکو جو کوئی قاری کے
پاس ہو اور سُننے کا ارادہ رکھتا ہو وہی سُن سکتا ہے اور جو دور ہو یا
متوجہ نہو وہ نہین معلوم کرسکتا اور اسکو اندہا معلوم کرسکتا ہے اور
بہرہ نہین جان سکتا اور بعضے نحویون نے کہ اونمین سیبویہ بھی ہے
سب حرکتون مین پیش ہو یا زیر ہو یا زبر ہو روم کو جائز رکہا ہے لیکن
قاریون کے نزدیک زبر کی حالت مین روم پر عمل کرنے کی کوئی روایت
نہین آئی ہے بس جس حرف کو ساکن کرین اگر اوسپر زبر ہو ساتھ تنوین کے
تو وقف کی حالت مین اوس تنوین کو الف سے بدل لیتے ہین جیسے
علیماً وحکیماً غرض وقف کرنے کے کئی طریق ہین اوّل نرا ساکن کرنا
حروف موقوف علیہ کا یعنی جس حرف کو ساکن کرنا ہو بغیر روم اشمام
کے ساکن کرین اور یہ سب جگہہ جاری ہے دوسرا اشمام کہ حرف
موقوف علیہ کے ساکن کرنیکے وقت دونون ہونٹون سے حرف
موقوف علیہ کی حرکت کی طرف اشارہ کرتے ہین اور یہ پیش و زبر کی
حالت مین جاری ہوتا ہے اور باقی حرکتون مین نہین جاری ہوتا
تیسرے روم کہ تہائی حرکت کا باقی رکھنا ہے اور یہ پیش اور زیر کی
حالت مین جاری ہوتا ہے زبر کی حالت مین نہین جاری ہوتا ان
سب باتون کا بیان اوپر ہو چکا ہے سواے ان کے تین جگہہ اور ہین
کہ اون مین نہ روم ہوتا ہے اور نہ اشمام اوّل تانیث کی تا ہے جیسے

قیامہ ورحمہ دوسرے جمع کا میم ہے جیسے علیہم والیہم تیسری حرکت
عارضی ہے جیسے لم یکن الذین و قل ادعوا اللہ جب لفظ لم یکن و لفظ
قل پر وقف کرتے ہین تو نہ روم ہوتا ہے نہ اشمام چوتھے بدل ہے
اور وہ حرکت معرب مین ہوتا ہے یعنی وہ بدلنا ایسے کلمہ کے اخیر مین
ہوتا ہے کہ وہ آخر اوس کلمے کا بدلتا سدلتا رہتا ہو اور وہ حرکت
کبھی فتحہ ہو یا تنوین ہو اور کلمہ مبنی کی قسم سے نہو جیسے علیماً وحکیماً اور بعضے
نحویون کے نزدیک پیش اور زیر کیحالت مین بھی واو و یا سے بدلتے
ہین جیسے عظیمٌ کو عظیمو اور رحیمٍ کو رحیمی پڑھتے ہین پانچوین حرف موقوف
علیہ کے بعد کسی چیز کا زیادہ کرنا ہے جیسے سکتہ کی ہا اور سکتہ کی ہا وہ کہلاتی ہے کہ حرف
موقوف علیہ کے بعد زیادہ کیجاتی ہے اس غرض سے کہ پورا تنفس
آخر کے حرف کی حرکت سمیت حاصل ہو جاوے جیسے مالیہ وسلطانیہ
وماہیہ قرآن مجید مین موجود ہے اور اس سکتہ کی ہا کے زیادہ کرنے
مین قاری رسم قرآن اور نقل متواتر کے تابع ہین ان دو امرون مین
سے بغیر ایک امر کے سکتے کی ہا کو نہین زیادہ کرتے اور قاریون کی
اصطلاح مین اشمام کے کئے معنی آئے ہین ایک معنی اوپر مذکور ہوچکے
دوسرے ایک حروف کے دوسرے حرف مین ملجانے کو بھی اشمام کہتے ہین جیسا
کہ حروف متفرعہ فصیحہ مین ہوتا ہے جیسے لفظ اصدق کہ حمزہ وکسائی
اس لفظ مین زا کو صاد کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہین اور خلف بھی کہ امام
حمزہ کا راوی ہے لفظ صراط کو اسی اشمام کے ساتھ پڑھتا ہے تیسرے
ایک حرکت کو دوسری حرکت سے ملانیکو بھی اشمام کہتے ہین یعنی ارادہ پیش
پڑھنے کا کرین اور زبر پڑھین جیسے قیل وغیض وجیئ موافق قرأت

کسائی وہشام کے چوتھی حرکت کے چھپانے کو بھی اشمام کہتے ہین اور
یہ حرکت کا ایسی طرح چھپانا ہے کہ اوسکا اثر باقی رہے اور اسکو اختلاس
بھی کہتے ہین اور یہ روم کے بہت قریب ہے اگرچہ بعضون نے اسکا اشمام
نام رکھدیا ہے اور روم واختلاس مین یہ فرق ہے کہ روم مین تہائی
حرکت باقی رہتی ہے اور دو تہائی جاتی رہتی ہے اور اختلاس مین دو تہائی باقی رہتی ہے اور
ایک تہائی جاتی رہتی ہے لیکن وقف کے باب مین اشمام کے وہی اول معنی مراد ہین اور
اشمام وروم واختلاس وقلقلہ وقف کسی آدمی کو اوستاد کامل و
ثقہ سے بغیر سنے اور سیکھنے کے نہین آسکتی اور ان کے معلوم کرنے کا
اور کوئی طریقہ ممکن نہین ہے اس لئے کہ جو چیز کیفیت کی قسم سے ہوتی
ہے وہ تحریر وبیان مین نہین سماسکتی پس جو شخص مدت تک ان کیفیتون
کو اوستاد سے سنتا ہے اور سیکھتا ہے اوس کے تلفظ اور پڑہنے مین یہ کیفیت
پیدا ہوجاتی ہے اور فقط کتابون کے مطالعہ سے بلکہ اوستادون سے
کتابون کو پڑہنے سے بھی اسبات مین کچھ بھی حاصل نہین ہوتا + +

تنبیہ اگرچہ کوئی وقف قرآن مجید مین واجب یا حرام نہین ہے
مگر قاری کی نیت کے موافق واجب یا حرام ہوجاتا ہے اور سارے
وقف قرآن کے معنی کی رعایت کے لحاظ سے ہین اس لئے آپسمین
تفاوت رکھتے ہین اونہین سے بعض قوی ہین اور بعض ضعیف ہین
اور بعض بہت ضعیف ہین اور بعضون کی دونون
کی طرفین برابر ہین یعنی اونکی جگہہ وقف کرنا اور نکرنا دونون امر یکسان
ہین اس لئے اس امت کے عالمون نے فائدہ عام اور عام لوگون
کے قرآن پڑہنے کے لئے کئے رمزین مقرر کردین ہین کہ اون رمزون

انذر شمردہ کہ
سوائے این الفاظ معدودہ
ہمہ جا ضاد را با خراجش
از مخرج طویلش از ظاء
متمیز اداکند والا گرفتار
لحن محرم خواہد شد پس
تجویز این تطویل برای
تحذیر از مشابہت و
عدم تمیز کردہ بود این
پلیدان آنرا بہ تحریف
محرف ساختند
[illegible]

کے موافق قرآن پڑہنے کے وقت آسانی سے وقف کرتے چلے جاوین
اب وقفون کو بیکار چھوڑ دینا اور اونکا پابند نہونا اور جہان کہین ذرا
سی نفس کی تنگی ہوجاوے وہین وقف کردینا لحن عظیم یعنی بڑا ہی بیقاعدہ
اور بُری طرح سے قرآن پڑہنا ہے اسواسطے کہ اسطرح کا پڑہنا نظم قرآن
کی خوبی کو بگاڑ دیتا ہے اور سامع سنکر قرآن جب اسطرح قرآن سُنیگا تو
قرآن مجید کے معجزے ہونے کی خوبی تک بالکل نہین پہونچ سکیگا اور اُسکی
نظر مین قرآن شریف کی نظم ٹوٹی پہوٹی دکہائی دیگی اور یہ کلام الہی اوسکو
بے ترتیب معلوم ہوگا اس لئے اس امت کے عالمون نے قرآن مجید
کے معانی کی تلاش کے بعد رعایت معانی کی کرکے اور اوس کے مضمونون
کے تقاضی کے موافق اور فرقان حمید کی توجہات کے مطابق وقف
کرنے کے مقام سارے قرآن مین مقرر و معین کردے ہین اور اون پر
وہ رمزین کہ اون وقفون کی قوت یا ضعف وغیرہ حالات پر دلالت
کرتے ہین واسطے نشان کے لگا دین ہین اور وہ چھ رمزین ہین م
ط ج ز ص لا (م) وقف لازم کا نشان ہے کہ وہان وقف نکرنے
سے معنی فاسد ہوتے ہین اور سُننے والے دلمین معنی کے فساد کا وہم
ہوتا ہے پس اگر پڑہنے والا معنی جانتا ہے اور جان بوجھکر وصل کرتا ہے
اوسکو کفر کا خوف ہے اور (ط) وقف مطلق کی علامت ہے یعنی
اس وقف مین لازم ہونی یا جائز ہونی یا رخصت ہونی یا کسی اور طرح کی
قید نہین ہے اور یہ وقف کلام کے آخر مین ہوتا ہے کہ اوس جگہ کلام
توڑ دینا بہت مناسب اور بہتر ہوتا ہے اگرچہ وہان کلام ملا دینے سے
بھی معنی مین کسیطرح کا فساد نہین ہوتا اور (ج) وقف جائز کی نشانی

ہے کہ ٹھیرنا اور نہ ٹھیرنا دونون جایز ہین لیکن ٹھیرنا بہتر ہے اور (ز)
وقف مجوز کی پہچان ہے کہ یہان وقف کرنا اور نکرنا دونون جائز ہین
پر نکرنا اولی ہے اور (ص) وقف مرخص کا پتہ ہے یعنی ضرورت کے
وقت وقف کرنیکی رخصت ہے پس اگر قاری کا سانس تنگ ہوجاوے
تو ایسی جگہ ٹھیر جاوے نہین تو ٹھیرنا کچہ ضرور نہین ہے اور (لا) خبر
دیتا ہے کہ اس جگہہ وقف کرنا نچاہیے ایسی جگہ کبھی اپنے اختیار سے
وقف نکرے اگر اتفاقاً سانس ٹوٹ جاوے تو جلدی سے پہرا عادہ
کرے جاننا چاہیے کہ وقف تین طرحکا ہوتا ہے ایک اختیاری کہ جان
بوجھکر وہان اپنے اختیار سے وقف کرتے ہین اوس جگہ م یا ط یا
ج یا ز یا ص کی رمز ہوتی ہے دوسرا اضطراری کہ بسبب سانس
تنگ ہوجانے کے وہان وقف کرتے ہین اور یہ بھی دو قسم کا ہوتا ہی
ایک وہ کہ وہان تد کی رمز ہوتی ہے پس اوس جگہ جلد اعادہ کرنا لازم
ہے دوسرے وہ کہ وہان کچہ نشان نہو اور بسبب تنگی نفس کے سانس
ٹوٹ جاوے اور وقف کرنا پڑے ایسی جگہہ اعادہ لازم نہین ہے
مگر بہتر ہے کہ اعادہ کرین اگر نکرین تو بھی کچہ حرج نہین ہے تیسرے اختباری
ہے اس لفظ مین تے کے بعد بے ایک نقطہ والی ہے اور یہ وقف سیکھنے
اور سکھانے کے وقت ہوتا ہے یعنی اوستاد سیکھنے والے کی تعلیم کے لیے
قرآن مجید کے کسی کلمہ پر وقف کرکے دکھاتا ہے اس لئے کہ سیکھنے والا طریقہ
اور قاعدہ وقف کرنے کا سیکھ جاوے یا سیکھنے والا کسی کلمہ پر وقف
کرکے اوستاد کو سناتا ہے اس غرض سے کہ اوسکو معلوم ہوجاوے کہ
میرے وقف کرنے کا یہ قاعدہ اوستاد کے نزدیک بھی صحیح و درست ہے

یا نہین اگر نہین ہے تو پھر مشق کرکے مین اوسکو صحیح وصاف کرلون اور
یہ وقف اختیاری تمام قرآن مجید مین ہر ہر کلمہ پر اور ہر ہر حرف پر جائز
ہین اور جس جگہ (لا ٥) کی رمز کے ساتھ آیت کی علامت کہ اوسکو گول ہا
کی صورت لکھتے ہین جمع ہو جاوے اسطرح (لا) اگر اوس جگہ نفس کی
تنگی کے سبب سے وقف کردین تو اعادہ کی حاجت نہین ہے یہان
یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہ گول حلقہ ہا کی صورت اون آیتون کا نشان ہے
جو اللہ تعالی نے نازل فرمائی ہین اور اوسی کے موافق قرآن مجید کی آیتونکا
شمار ہوتا ہے پس جہان صرف وہ حلقہ اکیلا ہو اور اوسپر کسی رمز کا نشان
نہو تو اوس جگہ وقف کرنا چاہیے اور جو اوس حلقہ پر کوئی اور علامت
بھی ہو جیسے م یا ط وغیرہ تو وہ آیت قوت وضعف اور وقف کے
ہونے نہونے مین اوسی رمز کے تابع ہوگی جو اوسپر لکھی ہے اور اوسپر م ہے
وقف لازم ہے اور جو اوسپر ط ہے وقف مطلق ہے اسیطرح سب رموز کا
حکم سمجھنا چاہیے اور سوائے ان چھ رمزون کے متاخرین نے سات رمزین
اور نکالین ہین وہ یہ ہین ق س وقفہ فلا صل صلے ک (ق)
اشارہ ہے قد قیل کیطرف یعنی بعضے قاریون نے وقف کیا ہے لیکن
یہ بھی کہا ہے کہ وصل بہتر ہے (س) سکتہ کا نشان ہے اور سکتہ کے
یہ معنی ہین کہ قرأت کو قطع کرے پر سانس نتوڑے اور قطع کرنے کے عرصہ
کی زیادتی اور کمی اوس نکتہ کی موافق ہے جو سکتہ مین بیان کیا گیا ہے
پس اگر وہ نکتہ زیادہ عرصہ کا مقتضی ہو تو زیادہ توقف کرین بغیر سانس
توڑنے کے اور یہ فرق اوہی سکتون مین ہے جو معنی کے لحاظ سے کیے
جاتے ہین اور جو سکتے فقط لفظون کے اعتبار سے ہین جیسے امام حمزہ

نفس توڑنے کی ضرورت ہو یا جہان نفس توڑے وہان وقف کرسکتے ہین اور کہتے ہین کہ تمام کلام مجید ایک ہی جگہ ہے جہان نفس ٹوٹے وہین وقف کرین نہین تو کہین بھی نہ کرین لیکن ان آیتون پر خواہ مخواہ وہ وقف کرتے تھے

کی قرارت کے سکتے نرے لفظون کی رعایت سے ہین وہ سب برابر ہین اور اونمین کچھ فرق نہین ہے اور معنوی سکتے امام عاصم کی قرأت کے موافق بموجب روایت حفص چار ہین ایک سورہ یٰس مین یہ مقام من مرقدنا حالت وصل مین دوسرا سورہ کہف مین لفظ عوجا کے الف پر حالت وصل مین تیسرا سورہ قیامہ مین وقیل من راق حرف نون پر چوتھا سورہ مطففین یہ مقام کلا بل ران لفظ بل پر اور متاخرین معنی کی رعایت سے حفص کی روایت مین ان چار سکتون کے سوا چار سکتے اور بہی پڑہتے ہین ایک سورہ اعراف مین یہ مقام ربنا ظلمنا انفسنا لفظ انفسنا پر دوسرا اوسی سورہ مین لفظ اولم یتفکروا پر تیسرا سورہ یوسف مین لفظ اعرض عن ہذا پر چوتہا سورہ قصص مین بمقام حتی یصدر الرعاء ہمزہ ساکنہ پر حفص کی روایت مین ان کے سوائے اور کوئی سکتہ نہین ہے (وقفہ) بہی سکتے کی مانند ہے لیکن اوس مین سکتہ سے زیادہ توقف ہوتا ہے اور بعضے مصحفون مین رمز (قف) کی بہی لکہی ہے یہ رمز اٹہوین ہے کہ وقفہ کے معنی مین مستعمل ہوگئی ہے اور بعضون نے اسکو وقف قرار دیا ہے اور امر کا صیغہ کہا ہے اور وہ اسکو وقف مطلق کی جگہ استعمال کرتے ہین (قلا[1]) کے یہ معنی ہین کہ بعضون نے کہا ہے یہان وقف نہین ہے (صل) قد یوصل کا مخفف ہے اور نشان وصل کا ہے اوسپر ضرورت کے وقت وقف کرنا جائز ہے (صلے) الوصل اولے سے عبارت ہے یہان ملانا ہی بہتر ہے (ک) کذالک سا کی خبر دیتا ہے یعنی اس وقف کا وہ حکم ہے جو اس سے پہلے وقف کا حکم تہا لازم یا مطلق یا جائز یا سوا ان کے ان رمزون کے سوائے

بقیہ صفحہ ۶۹
الا الکفر و ما یشعرکم وانہا
بجملہ یشعر اور عاصم وکسائی
جہان کلام تمام ہوتا ہے
وقف کرتے ہین اور ابو
عمرو آیتون پر کرتا ہے
اور کہتا ہے کہ مین آیتون
پر وقف کرنے کو دوست
رکہتا ہون بسبب سنت
ہونے کے اگرچہ وہ اپنی
اگلی عبارت سے
[illegible]

[1] یہ قلیل لا کا مخفف معلوم ہوتا ہے ۱۲

اور رمزین بھی ہین جو وقف اور وصل سے کچھ تعلق نہین رکھتہین مگر
اونکو فائدون کے لئے بعضے مصحفون مین لکھتے ہین اور وہ یہ ہین ھر
عب خب تب لب جاننا چاہیے کہ علمار اور امامون نے قرآن مجید
کی آیتون اور کلمون اور حرفون کو گنا ہے اس خیال سے کہ آگے کسی
تحریف کرنے والے اور قرآن کے بدلنے والے کو یہ مجال باقی نرہی
کہ قرآن مین ایک کلمہ یا ایک حرف بھی کہین زیادہ یا کم کرسکے اور یہ
امام کوفی و بصری وغیرہ لقبون سے مشہور ہین اور آیتون کی گنتی کے
وقت بعضی آیتون کے شمار مین ان امامون کا اختلاف واقع ہوا ہے
کسی نے ان مین سے کسی محل پر آیت گنی اور کسی نے اوسی محل پر نہین
گنی پس اس ایک جگہ کے اختلاف سے آخر سورہ تک ساری آیتون
کی گنتی مختلف ہوگئی لیکن جب آگے چلکر اوسی سورہ مین پھر کسی مقام
پر ایسا اختلاف واقع ہوا جس سے آیتون کا پہلا شمار پھر متفق ہوگیا
جب اسطرح کی شمار مین کوفی و بصری متفق ہون تو ہر پانچ پانچ آیتون
پہ علامت (ھ) ہوتی ہے اور ہر دس دس آیتون پر یہ (ع) نشان
ہوتا ہے اور کوفیون اور بصریون مین اختلاف ہی رہے تو کوفیون
کے لئے ہر پانچ پانچ اور دس دس آیتون پر وہ ہی رمزین جو مذکور
ہوئین لکھتے ہین اور بصریون کے لئے ہر پانچ پانچ آیتون پر (خب)
لکھتے ہین اور یہ لفظ خمس بصری کا اختصار ہے اور ہر دس دس آیتون پر
(عب) لکھتے ہین اور یہ عشر بصری کا ایجاز ہے تاکہ دونون مذہبون
مین تمیز و تفرقہ حاصل ہو اور (تب) اس بات کی علامت ہے
کہ بصریون کے نزدیک یہان سے آیت کی ابتدا ہے اور (لب)

[Margin notes:]
تفصیل ضعیفہ
اور مبنی
سمجھ کر جانا اور
تفصیلون کے جاننے اور
ہمیشہ اوسکے اوا کرنے
قال علی رضی اللہ
ضعیف روایت
ضعیفہ نے تشبیہ
قال النبی صلی اللہ علیہ
ان احدکم لیعلم
وجعلوا ان القرآن
الا ابن عمر
فیما نزل السورۃ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتعلم حلالہا
وحرامہا وامرہا وزاجرہا
وما ینبغی ان یوقف فیہا
پس علی رضی اللہ عنہ
کے کلام مین دلیل ہے
وقفون کے جاننے اور
سیکھنے کے وجوب
اور ابن عمر کے کلام
مین بھی دلیل ظاہر ہے
اسبات پر

اس امر کے نشان مین کہ بصریون کے نزدیک یہان آیت نہین ہے
اور جہان گنتی مین اختلاف واقع ہوا ہے وہان گنتی کرنے والے
امامون مین سے جسکو مقدم سمجھا ہے اوسکی رمز اصل یعنے متن مین
لکھی ہے اور باقیون کے حاشیہ پر لیکن اس تقریر کی کوئی اصل
نہین ہے اور جاننا چاہیے کہ بعضے مصحفون مین صورت (ی) اور (ع)
کی لکھتے ہین (ی) نشان ہر دس آیت کا ہے جمل یعنے ابجد کے حساب
سے کہ اوسمین ی کے دس عدد ہوتے ہین اسیطرح ہ ہر پانچ
آیت نشان جو اوپر گذرا وہ بھی اسی حساب سے ہے پس ی کی
علامت بجائے ع کے دس آیت کا نشان ہوا اسی لیئے جہان ی
ہوگی وہان ع نہوگا اور جہان ع ہوگا وہان ی نہوگی اور (ع)
کا نشان جو ہند کے قرآنون مین ہر رکوع کے سرے پر لکھتے ہین
اوسکی بھی کچھ اصل نہین ہے ہند کے حافظون نے اپنے دَوْر کرنے
کے لیئے ٹہیرنے کے مقام مقرر کر لیئے ہین اور وہ جو بعضے رسالون مین
اس رکوع کے امر کو قوی کیا ہے اور موضوع اور نئی ایجاد کی
ہوئی سندون سے مرفوع بنایا ہے سب غلط ہے اور اوسکی
کچھ بھی اصل نہین ہے۔ **دسوان باب** قرآن کی رسم الخط
اور اوسپر وقف کرنے کی کیفیت کے بیان مین ✦ اور قرآن کے
جمع کرنے کا ذکر جاننا چاہیئے کہ قرآن کی رسم الخط کی رعایت
کرنی واجب ہے اور قرآن کو اوس کے رسم الخط کے خلاف لکھنا
گناہ ہے اسواسطے قرآن کے لکھنے والون پر واجب ہے کہ
رسم الخط کو سیکھین کہ بغیر علم رسم الخط کے قرآن کے لکھنے مین

بقیہ صفحہ ۷۱
کہ تعلیم وقوف قرآن پر
اجماع صحابہ کا تھا اور صحیح
جگہ وقف کرنا تواتر کو پہونچا ہے
سیکھنا اور اہتمام سیکھنے
علوم وقوف و تجوید کا
ائمہ سلف و علماء صالح
سے پہنچے ابی جعفر یزید
بن القعقاع کہ وہ اہل
مدینہ کے امام اور بڑے
نامور تابعین سے ہین
اور انکے شاگرد
سے ہین اور امام نافع بن ابی
نعیم اور امام ابو عمرو بن العلا
اور یعقوب حضرمی اور عاصم
بن ابی النجود اور اونکے کلام
اور امام اور وقف کی تعلیم
تجوید اور وقوف اور انکی
مشہور ہین
اسلئے پہلے اماموں نے
اجازت ... اور
پڑھنے والے

غلطی ہوگی پس ثواب تو درکنار اولٹے عذاب کے مستحق ہون گے رسم الخط
قرانی کا سارا بیان تو بہت ہے طویل ہے اور حاجی غلام مصطفے صاحب
نے رسالہ مجمع الرسوم مین بقدر ضرورت لکھدیا ہے کہ اوسپر اور کیکے
لکھنے کی حاجت نہین رہی اس لئے اس رسالہ مین ساری رسم کا لکھنا
موقوف کردیا لیکن اس خیال سے کہ اس مختصر کا رسم کے ذکر سے بالکل خالی
ہونا بھی خوب نہین ہے اس لئے تھوڑی سی رسم جس پر وقفون کا ہونا
موقوف ہے اور اوسکا جاننا بہت ہی ضرور ہے لکھے گئے تبصرہ
جب[۱] کلام اللہ کی کوئی سورہ یا آیت نازل ہوتی تھی جناب رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسی وقت کاتب کو بلوا کر وہ آیت یا سورہ
لکھواتے تھے اور جبرئیل علیہ السلام کی تعلیم کے موافق آپ اوس
سورہ یا آیت کی رسم[۲] بھی کاتب کو تبلاتے تھے کہ اس لفظ کو اسطرح اور
اوس حرف کو اوسطرح لکھنا چاہئے اور ہر ایک آیت کے اوترنے کے بعد یہ بھی
فرماتے تھے کہ یہ آیت فلان سورہ کی ہے اسکو اوس سورہ مین فلانی
آیت کے بعد اور فلان آیت سے پہلے لکھنا چاہئے اسیطرح ہر آیت
کا مقام اور ہر سورہ کا نام ارشاد فرماتے تھے اور کبھی کسی آیت کے اوترنے
کے بعد یہ بھی فرمادیتے تھے کہ فلان سورہ اب تمام ہوگئی ہے کوئی آیت
اوسکی اب باقی نہین رہی ہے یعنی جب کسی سورہ کی سب آیتین نازل
ہوچکتین تو اوس سورہ کے تمام اور ختم ہوجانے کی خبر دیدیتے اس لئے
کہ کئے سورتون کا اوترنا ایک ساتھ ہی جاری ہوتا تھا کبھی کسی سورہ
کی کوئی آیت اوتری اور کبھی کسی اور سورہ کی کوئی اور آیت اوتری
اس سبب سے جب کوئی سورہ پوری ہوجاتی تو اوسکو فرمادیتے

[۱] اب جو کوئی تمام رسم کا بالاستیعاب طالب ہو مقنع دانی کیطرف رجوع کرے کہ سند رسم بالاستیعاب دونون حاصل ہون اور مبدا سے ...

کہ فلان سورہ اب پوری ہوگئی ہے اور بعضی بعضی سورتین تمام و کمال ایکبارگی بھی نازل ہوئی ہین جیسے سورہ انعام و سورہ فاتحہ و قصار مفصلات یعنی قرآن کی آخر کی چہوٹی چہوٹی سورتین یہ سب پوری پوری سورتین نازل ہوئی ہین اور اونکی آیتین ٹکڑے ٹکڑے جدا جدا نہین اوترے اس بیان سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ کی سب سورتون کی آیتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو مرتب ہوچکین تہین اوران آیتون کی ترتیب دینی مین کسیکو دخل نہین ہے اور جو کچہ منسوخ ہونا تہا عرضہ آخری یعنی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کے ختم ہونے کے بعد جو جبرئیل علیہ السلام کو تمام قرآن شریف سنایا تہا اوس سے پہلے ہی ہوچکا تہا اوس کے بعد کوئی نسخ واقع نہین ہوا یہانتک کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کئے صحابی سارے قرآن کے حافظ ہوگئے تہے اور آپکی وفات کے بعد بہت سے صحابی سارے قرآن کے حافظ ہوئے لیکن اوسوقت یہ سارا قرآن مجلد نہ تہا سورتین متفرق ہر شخص کے پاس لکہی ہوئی تہین کسی کے پاس سب اور کسی کے پاس تہوڑے چمڑون پر اور کپڑون پر اور ہڈیون وغیرہ پر جس کے ہاتہ جو کچہ لگتا تہا وہ اوسی پر لکہہ رکہتا تہا یہانتک کہ غزوہ یمامہ مین بہت سے صحابی حافظ اور قاری قرآن کی شہید ہوگئی اوس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس امت کی خیرخواہی کے لئے اس خوف سے کہ کہین قرآن مجید ضایع نہو جاوے اسوقت کے قاریون کی گواہی کے ساتہ زید ابن ثابت کو قرآن شریف کے جمع کرنے کا حکم دیا اوس حکم کے بموجب زید ابن ثابت نے قرآن

مجید کی ساری سورتون کو جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس جُدی جُدی
لکھی تہین اکٹہا کر کے تمام قرآن ایک جلد مین جمع کر دیا پر سورتون مین
کوئی ترتیب نہ تھی حسب اتفاق آگے پیچھے جسطرح دستیاب ہوئین لکھدین
تہین وہ قرآن حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تک اونکے پاس
رہا بعد اون کے وہ مصحف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور اونکی
شہادت کے بعد حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا تیسرے
خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین جب تمام صحابہ رضی اللہ
عنہم ملکون مین پہیل گئے اور بعض صحابہ رضہ نے بعض کلمات قرآن مجید
کی تفسیر مین جو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے
سُنے تھے اونکو قرآن سمجہکر قرآن مین داخل کر لیا اور بعضے تابعین نے
بھی جو تفسیر بعض کلمات قرآن صحابہ رضہ کی زبان سے سُنتے تھے قرآن مین
ملا لیے آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ ہر شخص اپنے لکھے ہوے کو صحیح سمجہنے
لگا اور جو کوئی اوس کے خلاف پڑہتا تہا اوسکو خطاوار اور اوس کے
پڑہنے کو غلط کہنے لگا پہر یہ اختلاف یہانتک بڑہا کہ زبانی گفتگو سے بڑہکر
جنگ وجدال تک نوبت پہونچی اور ہر شخص نے اپنے خلاف پڑہنے
والے سے لڑائی شروع کی آخر اس جدال وقتال کی شکایت حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ تک پہونچی اور اون سے عرض کیا گیا کہ اس اُمت
کے ہلاک ہونے سے پہلے آپ اس اُمت کا علاج کیجیے ایسا نہو کہ جسطرح
پہلی اُمتین اللہ تعالی کی کتابون مین اختلاف اور تحریف کر کے ہلاک ہوے
مین اوسی طرح یہ اُمت بھی قرآن مجید مین اختلاف کر کے ہلاک ہو جاوے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب اس مقدمہ مین تامل و فکر کیا تو

اونکو دریافت ہوا لوگون نے سینکڑون قرآن اپنے اپنے طور پر الگ
الگ جمع کر لئے ہین اور اون مین ہزارون کلمے تفسیر کے جو حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے صادر
ہوئی ہین زیادہ کرکے قرآن کی صورت کو بدل دیا ہے اونہون نے اسطرح
کی تحریف عجیب کلام اللہ مین دیکھکر فکر کیا اور سوچا اور اس باب مین
بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور صدیق رضی اللہ عنہ
کا مصحف شریف ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے منگا کر دیکھا
اور حکم کیا کہ دوبارہ سورتون کی ترتیب کرین اور خالص قریش کے محاورہ
کے موافق لغات قرآن کو کمال صحت کے ساتہ لکہین اور ہر ہر امر کے لئے
سند ڈہونڈکر نکالین کہ کوئی کام بے سند واقع نہو اس حکم کے بموجب
زید ابن ثابت نے ہر ہر سورہ کے لئے دو دو گواہ اوسکی کتابت کے طلب
کئے باوجودیکہ سو سو دو دو سو آدمیون نے ایک ایک سورہ کو روایت
کیا تہا اور وہ اوسکو پڑہتے تہے اور اس سے قرآن کی روایت کو درجہ
تواتر کا حاصل تہا پہر بھی احتیاط کے لئے ان گواہون کے طالب ہوئے
اور اون گواہون نے گواہیان دین کہ ہمارے روبرو یہ سورہ اسیطرح سے
لکہی گئی ہے یا حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو ہمارے
سامنے اسیطرح لکہوایا ہے پس جس سورہ پر اسطرح کے دو یا دو سے زیادہ
گواہ میسر آئے اوسی سورہ کو قرآن مجید مین لکہا یہانتک کہ سب سورتون
پر دو دو اور کئے کئے گواہ بہم پہونچ گئے اور دو سے کم کسی پر نہین گذرے
اور سارے قرآن کو بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جمع ہو کر کمال
احتیاط سے جیسا کہ اب موجود ہے جمع کیا اور ترتیب دیا اور قرآن کی

اس ترتیب اور جمع کرنے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع منعقد ہو چکا
اور اسکی ایک جلد ان خوبیون کے ساتھ طیار ہو گئی حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ نے اوسکی چھ سات نقلین کروا کر تمام عالم مین جہان
جہان مسلمانون کے بڑے بڑے شہر تھے ایک ایک جلد بہیجدی اور
ایک مصحف مدینہ طیبہ مین اپنے پاس رکھ لیا بعد اوس کے وہ سب
مصحف جو صحابہ اور تابعین نے لکھے تھے اور اونمین تفسیر کے الفاظ
بڑہے ہوے تھے اور اونکی ترتیب بھی اس ترتیب کے خلاف تھی
اور وہ مسلمانون کی لڑائی اور جدال کا سبب تھے سب سے لے لئے
اور اپنے پاس اکٹھے کروا لئے اور اون کے جمع کرنے مین ایسی سعی وکوشش
کی کہ اونمین کا ایک نسخہ بھی کہین دنیا مین باقی نہین رہا اوسوقت اون
سبکو جلوا دیا کہ قرآن کے اختلاف کا مادہ جہان مین کہین باقی نہ رہے
اوسوقت سے ابتک تمام مسلمان اسی ایک قرآن پر جمع ہین اور
کسیکو مخالفت کی مجال نہ رہی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ عثمان ذی النورین
رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ظاہر ہوا کہ اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے
نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ایسی خیر عام اون کے
سوائے کسی شخص سے صادر ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے
اونکو اسکی جزائے خیر عطا فرماوے آب قرآن شریف کی سورتونکی
ترتیب کا حال سُنا چاہیئے کہ یہ ترتیب سورتون کی جو عثمان رضی اللہ
عنہ کے زمانہ مین ہوئی ہے اور اب موجود ہے اگرچہ حضرت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ثابت نہین ہوئی ہین اور نہ خود
آپنے اسطرح ان سورتون کو جمع فرمایا ہے لیکن یہ ترتیب نری اجتہادی

بھی نہین ہے کہ کسی نے اپنے اجتہاد اور اپنی رائے سے یہ ترتیب مقرر کر لی ہے بلکہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے اونہون نے اس ترتیب کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے اخذ کیا ہے یعنی جسطرح آپ فرض نمازون مین اور تہجد مین ان سورتون کو ترتیب وار پڑہتے تھے اوسیطرح ترتیب دیا ہے حدیث کی کتابون مین آپکی قراءت کا جو حال لکھا ہے اگر اوسمین تامل کیا جاوے اور غور سے دیکھا جاوے تو اوس سے بھی ترتیب صاف صاف ظاہر ہوتی ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ آپ سورہ بقر و آل عمران و نساء پڑہتے تھے اس حدیث سے ان سورتون کی ترتیب معلوم ہوئی اسیطرح ایک حدیث کل مفصلات سورتون کی ترتیب کی خبر دیتی ہے اور ایک حدیث سے شعراء و نمل و قصص کی ترتیب پیدا ہوتی ہے اور ایک حدیث ساتون حامیمون کی ترتیب پر دلالت کرتی ہے پس اگر حدیث کی کتابون کو اچھی طرح دیکھا جاوے اور اس قسم کی حدیثون مین غور و تامل کیا جاوے تو قرآن مجید کی ساری سورتون کی یہی ترتیب جو اسوقت موجود ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت سے صاف صاف ظاہر ہوتی ہے لیکن بعضی جگہ شاذ و نادر جیسے قرآن کے حفظ کرنے کا عمل کہ اوسمین جو سورتون کی ترتیب ہے وہ قرآن کی ترتیب کے خلاف ہے پس اوسکو اوس عمل کی خصوصیات مین سے گنتا ہے مگر آپ کی تلاوت کی ترتیب اسی ترتیب کے موافق ہے اور یہ امر علم حدیث کے جاننے والون پر چھپا ہوا نہین ہے اس تحریر کی رو سے معلوم ہوا کہ قرآن کی سورتون کی ترتیب توقیفی

معنوی ہے اگرچہ توقیفی ظاہری نہین ہے اور اہل ہوا کے بہت سے
اعتراضات بھی اس تقریر سے دفع ہو گئے اور ناواقفون کے اکثر شبہے
جو قرآن شریف کے تواتر و جمع و ترتیب مین اونکو پڑے تھے سب
رفع ہو گئے جو شخص علم حدیث سے واقفیت رکھتے ہین وہ تو اس
تحریر کی تصدیق کرین گے گو بعضے ناواقف انکار کرین پس جب احتیاط
و اہتمام کلام اللہ کے لکھنے کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے زمانہ سے اور خلفائے راشدین کے وقت سے ثابت ہو چکا ہے
تو یہ بھی روشن ہو گیا کہ مصحف عثمانی جو ساتون قراتون کو شامل ہے
اوسکی رسم کے خلاف لکھنا ہرگز درست نہین ہے اور قرآن کی رسم مین قرآن کے
معنی کی طرح بے نہایت باریکیان اور بھید ہین اسیواسطے ان چار چیزون
کو علم قرأت کا موضوع قرار دیا ہے تجوید و وقوف و رسم و
فرش الحروف پس ضمناً تہوڑا سا رسم کا حال بھی لکھا جاتا ہے امام عاصم
رحمہ اللہ علیہ وقف مین رسم کا تابع ہے یعنی مصحف عثمانی مین جسطرح جو
حرف لکھا ہے اوسی حرف کے ساتھ اوس حرف پر وقف کرتا ہے
سب کی تفصیل تو بہت بڑی ہے پر اون مین سے بعض کا ذکر کیا جاتا
ہے مثلاً تانیث کی تا متحرک بعضے مقامون مین لمبی لکھی ہے پس امام
عاصم رح اوسی تا کے ساتھ اوسپر وقف کرتا ہے جیسے رحمت و نعمت و سنت
و معصیت اور ابن کثیر و ابو عمرو و کسائی اوسپر ہا کے ساتھ وقف کرتے ہین
اختیاری ہو یا اختباری بائے موحدہ کے ساتھ ہو اور سوائے ان کے
جو تا ہائے ہوز کی ساتھ لکھی ہے اوسپر ہا کے ساتھ وقف کرتے ہین اور
لات و مرضات و ذات و ہیہات و آیات کہ تا کے ساتھ لکھی جاتی

ہین انپر تا کے ساتہ وقف کرتے ہین اور لفظ کاین مین کہ اوسکی تنوین
نون کے ساتہ لکھی ہے وقف بھی نون ہی پر کرتے ہین اور ابوعمر تنوین کو
حذف کرکے وقف کرتا ہے اور قرآن مین لام جارہ اپنے مجرور سے چار
جگہ جدا لکھا ہوا ہے پس اگر وقف اضطراری یا اختیاری کی حاجت پڑیگی
تو حرف لام پر وقف کرین گے نہ حرف ما پر بخلاف ابوعمر وکسائی کے
اور چارون مقام مذکور یہ ہین اول سورہ نسا مین فمال ہولاء القوم
دوسری سورہ کہف مین مال ہذا الکتاب تیسرے سورہ فرقان مین
مال ہذا الرسول چوتھے سورہ معارج مین فمال الذین کفروا اور ایہا کے
ہا تین جگہ بغیر الف کے لکھی ہے ایک سورہ نور مین ایہ المومنون دوسری
سورہ زخرف مین یا ایہ الساحر تیسری سورہ رحمن مین ایہ الثقلان اور
ویکان ویکانہ ان دونون کلمون مین سے پہلے مین نون پر وقف کرتے
ہین اور دوسرے مین ہا پر برخلاف کسائی کے کہ وہ یا پر وقف کرتا ہے
اور ابوعمر و کاف پر اور کلمہ ایا ما تدعوا مین حرف ما پر وقف کرتے ہین اور
حمزہ وکسائی لفظ ایا پر وقف کرتے ہین اور سورہ نمل مین یہ مقام کلمہ وادالنمل
یا پر وقف کرتے ہین اور کسائی دال پر اور ان پانچون کلمون یعنی فیم و
مم وعم ولم وبم مین میم پر وقف کرتے ہین اور سکتہ کی ہا بھی زیادہ
نہین کرتی پر بزی دو طرح سے وقف کرتا ہے ایک تو عاصم کی مانند جو ذکر
ہوا دوسری سکتہ کی ہا زیادہ کرکے وقف کرتا ہے جیسے ممہ وفیمہ اور لفظ
انا الف کے ساتہ لکھا ہے اور تلفظ مین اوسکو بغیر الف کے پڑہتے ہین
مگر نافع بعض مقامون پر الف کے ساتہ پڑہتا ہے لیکن وقف کی حالت
مین سب الف کے ساتہ وقف کرتے ہین اور ایسا ہی سورہ کہف مین

کلمہ لکنّا ہو اللہ کو سارے قاری بدون الف کے پڑہتے ہین سوائے ابن عامر کے کہ وہ الف کے ساتہ پڑہتا ہے اِس لئے کہ وہ لفظ اصل مین لیکن آنا تہا اور وقف کی حالت مین سب الف کے ساتہ وقف کرتے ہین اتفاقاً اور کلمات اولئک واولی والو واولات مین ہمزہ کے بعد واو زائدہ لکہی ہے اور یہ سب کلمے بدون واو کے پڑہے جاتے ہین اور واوٗ فرق کرتی ہے کلمہ اولئک والیک مین اور کلمہ اولی والے مین اور اِسی طرح سے اور کلمون مین اور سورہ کہف مین کلمہ لاتقولن لشائ شین اور یا کے درمیان الف کی رز زیادتی سے لکہا ہے اور سورہ اسری مین کلمہ یدع الانسان اور سورہ شوریٰ مین کلمہ یمح اللہ الباطل اور سورہ قمر مین کلمہ یدع الداع اور سورہ علق مین کلمہ سندع الزبانیۃ اور سورہ یونس مین کلمہ ننج المومنین اور سورہ ہود مین کلمہ یوم یات لاتکلم ان سب کلمون مین سے فعل کا لام حذف کرکے انکو لکہا ہے باوجودیکہ انمین اجتماع ساکنین بہی نہین تہا اور سورہ آل عمران مین کلمہ ملء الارض مین اور سورہ نحل مین کلمہ لکم فیہا دفء مین اور سورہ نمل مین کلمہ یخرج الخبء مین ہمزہ اکیلا لکہا ہوا ہے اور سورہ فجر مین کلمہ جائے مین جیم کے بعد اور یا سے پہلے ایک الف زیادہ لکہا ہوا ہے اور سورۂ قریش مین کلمہ الفہم بغیر یا کے لکہا ہوا ہے اور اوسمین ہمزہ کے بعد ایک یا زیادہ کرکے پڑہتے ہین آگے رسوم کا ذکر بہت ہے مگر ہمنے اوسکو اس لئے ترک کردیا اور چھوڑ دیا کہ اور رسالون مین وہ تمام وکمال لکہا ہوا ہے اور اس مقام پر اوس سبب کے لکہنے سے یہ رسالہ بہت ہی طویل

یعنی ہمزہ بغیر صورت کے لکہا ہے اور بعض نسخون مین یا کی صورت سے اشارہ اور ا کا صورہ پر کرتے ہین و اسد

ہو جاتا پس تہوڑا سا اس رسالہ کی شان کے موافق لکھکر اسی پر
اکتفا کیا واللہ اعلم بالصواب **خاتمہ** بعضے اون امور متفرقہ
کے بیان مین کہ بابون مین اونکا ذکر نہین ہوا جاننا چاہئے کہ نون
ساکن و نون تنوین کا ادغام لام و را مین بغیر غنہ کے اوپر بیان
ہوچکا ہے یہ ادغام غنہ کے ساتہ بہی منقول ہوا ہے صحیح روایت کے
ساتہ حفص و قالون وغیرہ سے **مسئلہ** میم ساکن کے بعد اگر بار
موحدہ آوے تو اخفا و اظہار دونون منقول ہوئی ہین اور جو نون
ساکن و تنوین بار موحدہ سے پہلے آئی ہون تو وہ میم سے بدلجائینگی
قلب کے قاعدہ کے تقاضی سے پس اصلی میم ساکن کا تلفظ جو بار
سے پہلے ہے اور اوس میم کا تلفظ جو نون ساکن یا تنوین سے قبل
بار کے بدلا گیا ہے برابر ہوگا لیکن جو میم تنوین یا نون ساکن سے
بدلا گیا ہے اوس کے اظہار اور اخفا کرنے مین کچہ اختلاف نہین
ہے بلکہ اتفاقاً یعنی سبکے نزدیک اخفا ہی منقول ہے اور میم ساکن
اصلی مین ہمارے نزدیک اظہار و اخفا دونون صحیح ہین **مسئلہ** نون
اور میم کو غنہ کی صفت لازم ہے مظہر ہون یا مخفی مشدد ہون یا مخفف
متحرک ہون یا ساکن لیکن اخفا کی حالت مین غنہ کا ظہور بہت ہے
کامل ہوگا اور تشدید کی صورت مین غنہ کا کامل ظہور ہوگا اور
حرکت کے وقت غنہ ناقص ہوگا اور جو سکون وقف کے سبب
سے ہو جیسے نستعین و علیم و حکیم یا مظہر ہون جیسے ہم فیہا و من
اٰمن و غفور حلیم پس ان دونون حالتون کا حکم برابر اظہار کرتا ہے
اور میم و نون ساکن وقفی کے پڑہنے مین غنہ کی کمی مین بہت ہی

کوشش کرین یہان تک کہ اسبات کا قصد کرین کہ غنہ کا بالکل اثر
باقی نرہے اگرچہ غنہ کا بالکل نہونا محال ہے پر اس تقلیل مین
سعی نکرنے اور اسمین بے التفاتی کرنے سے تطنین کا عیب پیدا
ہوجاتا ہے پس اپنے مقدور بہر میم و نون پر وقف کرتے وقت
بہت ہی سعی کرین کہ سوائے غنہ لازمتہ الوجود کے زیادہ غنہ ہرگز نہونے پاوے اور غنہ
لازمتہ الوجود بہت ہے تہوڑا اور لطیف ہے کہ تلفظ صحیح کیوقت
ہر شخص اوسکو نہین دریافت کرسکتا اور ایسا ہی حرکت اور اظہار
کے وقت بھی غنہ کی کمی مین بہت ہی کوشش کرین کہ اوستادون
نے ان مقامون پر ان حرفون کے غنہ کی کمی مین بہت ہی مبالغہ
کیا ہے مسئلہ قاریون کی اصطلاح مین الف کی یا کی طرف مائل
کرنے کو امالہ کہتے ہین اور اوسکی یہ حد ہے کہ الف کو اسقدر میل
دین کہ خالص یا تو نہوجاوے پر یہ میل ایسی حد کو پہنچ جاوے کہ تہوڑا
سا میل اور دیتے تو خالص یا بنجاتی اور اسکو امالہ محض کہتے ہین
اور امالہ بین بین یعنی متوسط وہ ہے کہ الف کو امالہ محضہ کی طرف
میل دین پس حفص تمام قرآن مین ایک جگہ امالہ کرتا ہے اور
کہین نہین کرتا اور وہ سورہ ہود مین لفظ بسم اللہ مجریہا کا ہے کہ الف
کا جو را کے بعد واقع ہے امالہ محض کرتا ہے اور بس مسئلہ سنت
ہے کہ سورہ والضحی کے آخر سے قرآن مجید کے آخر تک ہر سورہ
کے آخر مین تکبیر کہین اگرچہ یہ تکبیر کہنی صرف بزی کی روایت سے
منقول ہے لیکن اب تمام قاریون کا اسپر عمل ہے کہ ہر سورہ کے
آخر مین اللہ اکبر کہتے ہین اور بعضی سورتون کے آخر مین کلمہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر

بھی منقول ہوا ہے اور سورہ ناس کے آخر مین کلمہ لاالہ الا اللہ واللہ
اکبر وللہ الحمد منقول ہوا ہے **مسئلہ** سورہ واقعہ و سورہ حاقہ کے
بعد کلمہ سبحان ربی العظیم آواز کے اختلاف کے ساتھ کہے اور سورہ
ملک کے تمامی پر کلمہ اللہ یاتینا بہ ربنا ورب العالمین کہے اور سورہ
قیمہ و سورہ تین کے آخر مین کلمہ سبحانک اللہم بلی اور سورہ مرسلات
کے ختم ہونے کے بعد کلمہ امنا باللہ اور سورہ فاتحہ کے آخر مین کلمہ
آمین اور سورہ اسرا کے انتہا پر تکبیر کہے **مسئلہ** قرأت کے یہ آداب
ہین کلام اللہ کو ہمیشہ بلا ناغہ پڑہتا رہے با وضو پڑہنا مستحب ہے
اور بلا وضو مصحف کو چہونا اور ہاتہ لگانا حرام ہے مسجد مین بیٹھ کر پڑہے
یا کسی پاک مکان مین ناپاک جگہ پہ نہ پڑہے اور پڑہنے کے وقت قبلہ کی
طرف منہ رکہے اور نہایت عاجزی سے سر نیچا کرکے آہستہ آہستہ
پڑہے اور اعوذ و بسم اللہ کہکر ترتیل کے ساتھ پڑہے اور ایسی جلدی
نہ پڑہے کہ حرف ایکدوسرے مین داخل ہو جاوین اور جدا جدا سمجہ
مین نہ آوین اور پڑہنے مین روتا جاوے خود بخود رونا آوے تو بہتر ہے
نہین تو بہ تکلف روے یا رونے کی صورت بنا دے اور خوش آواز
سے عرب کے لحن اور مردون کے لہجے کے موافق پڑہے عورتون کی
طرح سے نہ پڑہے اور جہان ریا اور دکہانے سنانے کا خوف ہو وہان
چپکے چپکے پڑہے نہین تو متوسط یعنی درمیان کی آواز سے پڑہے ایسا
چلا کر نہ پڑہے کہ گردن کی رگین کہڑی ہو جاوین اور آنکہین اور چہرہ
سرخ ہو جاوے اور تہوڑا پڑہنے سے تہک جاوے اور زیادہ قرآن
نہ پڑہ سکے اور اگر زیادہ قرآن اسطرح چلا کر پڑہے تو بدآوازی سے

غیر فرض نمازون مین کہ اور بہ آہستہ کہے ۱۲ منہ

نکرو ہ معلوم دے اور حفظ پڑہنے سے قرآن مین دیکھہ کر پڑہنا زیادہ فضیلت
رکھتا ہے اور قرآن مجید کی قرأت کو باتین کرنے کے لئے موقوف نکرے
اور پڑہتے وقت کھیل اور تماشے کی چیزون کی طرف نظر نکرے اور
ہنسے نہین اور شاذ یعنی نادر قرأت مین قرآن کو نہ پڑہے اگرچہ اوسکو
بعضون نے نماز کے باہر جائز رکھا ہے اور قرآن مجید کی ترتیب کو نہ
بگاڑے اور اوس ترتیب کو اولٹا نکرے تہوڑا تغیر اور بہت تغیر اور
اولٹا تغیر یعنی سورۃ کو آخیر کی آیات سے اول کی طرف پڑہتے ہوے
چلے آنا یہ بھی نکرے اور ایک سورہ کو دوسری سورہ کے ساتھہ مخلوط
نکرے یعنی ایک آیت اس سورہ کی او ایک آیت اوس سورہ کی ملاکر
نہ پڑہے اور کسی دوسرے قاری کی قرأت مین بھی اپنی قرأت کو نملاوے
اور سُننے والے کو بھی چاہئے کہ متوجہ ہو کر سُنے اور شور وغوغا نکرے
اور اپنی آواز کو قرآن پڑہنے والے کی آواز سے بلند نکرے اور جہان
سجدے کی آیت آوے پڑہنے والا اور سُننے والا دونون سجدہ کرین
اور قرآن مجید مین ایسی چودہ آیتین ہین کہ اون کے پڑہنے یا سُننے
سے سجدہ واجب ہوتا ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ قرآن مجید کے
بعضے سجدے فرض ہین بعضے واجب ہین بعضے سُنت ہین یہ سب
غلط ہے اور وہ چودہ[14] سجدے ان چودہ[14] سورتون مین ہین سورہ اعراف[1]
وسورہ رعد[2] وسورہ نحل[3] وسورہ اسرٰی[4] وسورہ مریم[5] وسورہ حج[6] کے
اول مین وسورہ فرقان[7] وسورہ نمل[8] وسورہ الم تنزیل[9] وسورہ ص[10]
وسورہ فصلت[11] وسورہ نجم[12] وسورہ انشقاق[13] وسورہ علق[14] اور قرأت کا
افضل وقت پچھلی رات ہے اگر نہ ہو سکے تو رات کو جب ہو سکے

بہتر ہے اور ہر وقت جائز ہے اور جمعہ کی رات مین قرآن شریف
شروع کرنا اور جمعرات کی رات کو ختم کرنا بہتر ہے نہین تو جتنا اور
جسوقت پڑہنا میسر ہو خوب ہے اور ختم کے دن روزہ رکہنا اور ختم
کے وقت دوستون اور رشتے دارون کو جمع کرنا بہتر ہے کہ وہ قبولیت
کا وقت ہے اور سورہ ضحیٰ سے آخر تک ہر سورہ کے آخر مین تکبیر کہنی
چاہئے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور تکبیر پر وقف اور اوس کا
بسم اللہ کے ساتہ ملانا اور سورہ کے آخر مین بہی اوسکا وصل کرنا اور
سورہ کے آخر پر وقف کرنا یہ سب باتین درست ہین لیکن ان سب کو
وصل کرکے نرا بسم اللہ پر وقف نکرے اور قرآن ختم کرنے کے بعد دعا
کرے کہ قبولیت کا وقت ہے اور جب قرآن شریف کو ختم کرے اسیوقت دوسرا قرآن اور شروع
کردے کہ یہ سنت ہے اور اسکی بڑی تعریف آئی ہے اگر زیادہ نہوسکے تو مفلحون تک پڑہ لے اور
بعضے آدمی قرآن مجید مین سے دعا رکی آیتین چہانٹ کر جن کے سرے
پر ربنا واللہم وغیرہ ہے بعد ختم کے پڑہتے ہین اسکی کچہ اصل نہین
ہے اسطرح پڑہنا نہ چاہئے اور قرآن کے آخر مین جو تین بار سورۂ اخلاص
کو پڑہتے ہین ملا علی قاری نے شرح شاطبی مین اوسکو مستحسن لکہا ہے
اور سیوطی نے تفسیر اتقان مین پہلے امام احمد رح سے نقل کیا ہے کہ
ختم قرآن کے وقت سورہ اخلاص کا کئی دفع پڑہنا منع ہے پہر لکہا ہے
کہ عمل اس کے تین دفع پڑہنے ہی پر ہے غرض اوس کے کلام سے
بہی استحسان سمجہا جاتا ہے واللہ اعلم اور جو لوگ ہر سورہ کے سرے
پر بسم اللہ نہین پڑہتے ہین اونکو بہی چاہئے کہ جب تراویح مین قرآن
پڑہین تو ایک سورہ کے سرے پر وہ بہی بسم اللہ کو پکار کر پڑہین

سورہ اخلاص یا سورہ فاتحہ یا جس سورہ کے سرے پر چاہین اور جو
بسم اللہ پڑہنے والے ہین وہ ہر سورہ کے سرے پر بسم اللہ کو پکار
کر پڑہین اور قرآن کو اپنی معیشت نہ ٹہیرالین اور دل بہلانے کے لئے
اور کسی مجلس کی زیب وزینت کے واسطے اور خلقت کی تعریف اور قبولیت
کے باعث اور اپنی خوش آوازی اور اچہا پڑہنے کے ظاہر کرنیکو
اور مدح و مرتبے و نام آوری کی غرض سے قرآن کو نہ پڑہے کہ انمین
سے بعض امر حرام مین اور بعضے مکروہ ہین اور قرأت کے عیبون سے
بہی دور اور بچا رہے کہ وہ بیس سے زیادہ قرأت کی کتابون مین
لکہی ہین اون مین سے بعضے حرام ہین بعضے مکروہ ہین اور وہ عیب
یہ ہین تطنین وتہمیز وتبہ ورکزہ وتہمہ وزمزمہ وتمطیط وترعید
وتعویق وترجیع وتطویل وتنفیش وعنعنہ وتعجیل وغیرہ تطنین یعنی
ہر جگہ غنہ کرنا تہمیز ہر حرف مین ہمزہ کو ملا دینا وبتہ پہلے حرف کے
تلفظ کو پورا نکرنا اور اوسکو ناتمام چہوڑکر دوسرے حرف کو شروع
کر دینا رکزہ ادغام بے جا کرنا تہمہ کسی مخفف حرف کو مشدد پڑہنا
زمزمہ قرآن کو راگ مین پڑہنا تمطیط بیجا کہینچنا کہ اوس کے سبب سے
ایک حرف دوسرے حرف کے ساتہ یا ایک حرکت دوسرے
حرکت کے ساتہ ملجاوے ترعید مدون اور حرکتون مین آواز کو کپنانا
اور اوسمین لرزہ پیدا کرنا تعویق کسی کلمہ کے بیچ مین وقف کرنا اور باقی
رہے ہوے کلمہ سے پہر شروع کرنا تطویل مدون اور حرکتون مین
آواز کو حد سے زیادہ کہینچنا تنفیش حرکتون کو پوری نہ پڑہنا عنعنہ ہر
ایک ہمزہ کو عین کے ساتہ ملا کر پڑہنا تعجیل جلد جلد پڑہنا یہانتک

قرآن کے سب حرف جدا جدا سمجھ مین نہ آوین مگر بعضے اور فقط
آواز ہی سنائی دے ۱۲ سوائے اِن کے اور بھی عیب ہین کہ وہ سب
بُرے اور منع ہین اور سب سے اجتناب واجب ہے اور سُنت
ہے کہ قرآن مجید کے ختم کرنے کے بعد اوس دعا کو پڑہین کہ حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کئے گئے۔ اور ابن
سنی نے اوسکو اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ مین نقل کیا ہے اور
جاننا چاہئے کہ سورہ روم کی اِس آیت مین اللہ الذی خلقکم کلمہ ضعف
کو اور دونون جگہہ اور تینون جگہہ حفص نے دونون طرح پڑہا ہے
ضاد کے زبر سے اور اوس کے پیش سے زبر کو تو اوس نے عاصم سے
روایت کیا ہے اور پیش کو فضیل ابن مرزوق سے روایت کیا ہے
اور اسکی تفصیل کنز المعانی مین جو شاطبی کی شرح ہے اور نشر اور
اور کتابون مین اچھی طرح لکھی ہے اور حفص نے سورطور مین لفظ
المسیطرون کو بھی دو طرح سے پڑہا ہے ایک صاد سے دوسری
سین سے اور سورہ دہر مین دونون لفظون قواریرا قواریرا کو
حفص نے بغیر تنوین کے پڑہا ہے اور پہلے کلمہ مین الف پر وقف
کرتا ہے اور دوسرے کلمہ مین بغیر الف کے وقف کرتا ہے فقط واللہ
اعلم بالصواب واٰخر دعوٰینا ان الحمد للہ رب العالمین اور آخر کلام
ہمارا یہی ہے کہ سب تعریفین اللہ ہی کے لئے ہین جو کل جہانون کا
پالنے والا ہے یہ کتاب آٹھوین تاریخ ربیع الثانی ۱۲۸۲ سنہ ایکہزار دوسو
بیاسی مین تمام ہوئی کہ یہ سنہ ہمارے نبی کی ہجری کے ہین اوس
نبی ہجرت کرنے والے پہ ہزار ہزار یعنی دس لاکہہ بار تحیت وسلام

ان گنت اور بیحد شکر و احسان اوس پروردگار کا جس نے محض
اپنے فضل و کرم سے اس ترجمہ کو تمام کروایا بتاریخ نوین ماہ شوال
سنہ ۱۳۰۸ ہجری پیر کے روز کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی پیدایش مبارک کا دن ہے ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

قطعہ تاریخ سنہ ہجری کی تعداد سے خبردار کرتا ہوا

تحفہ نذریہ ہوگیا اردو ✤ عام فہم و دلپسند ہر عام فہم
تاریخ یہ طرب نے لکھی ✤ (سنہ ۱۳۰۸ ہجری) تحفہ کا ترجمہ ہے سالم

اور اس بیت مین سنہ عیسوی مندرج ہین بیت

تاریخ ہے یہ عیسوی سنہ کے بیانین ✤ ہوگیا اب تحفہ نذریہ بھی اردو زبانمین
(سنہ ۱۸۹۱ء)

اور اس بیت سے بھی سنہ ہجری عیان ہین بیت

تاریخ سنتے ہی کیا ہاتف نے اسپہ صاد ✤ لکھی طرب نے سال جو رو داد حرف ضاد
سنہ ۱۳۰۸ ہجری

اللّٰہم صل وسلم علی سیدنا ونبینا محمد و علی وآلہ واصحابہ وازواجہ
اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تمت

یہ نسخہ نایاب تبئین الضاد باہتمام منشی محمود میرزا خان مطبع
خادم الاسلام دہلی مین طبع ہوا۔

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری بنام مولوی
ابو الشفا صاحب بانی پتی مصنف کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت مشفق مولوی سید نذیر حسین صاحب اقل الخلیفہ عبدالرحمان
عفی اللہ عنہ کی طرف سے بعد سلام مسنون تحریر مطالب یہ ہے کہ
بموجب فرمانے آپ کے اپنے علم کے موافق عاصی نے ضاد
کے مقدمہ مین لکھا مگر اپنے اپنی وعدہ کے موافق تسلیم والتفات نفرمایا
اور اوس کے جواب مین پرچہ استفتا راور جھوٹون کے سردار مولوی
حبیب اللہ کا خط بھیجدیا جو مجھے پہلے سے گمان تھا آخر کو وہی پیش آیا
اور معلوم ہوا کہ دروغ بندی مین بے مثال ہے فتوی مین جو کچھ
لکھا تھا صحیح تھا لیکن تشابہ ضاد وظا کا اوران دونون کا ایک دوسرے
سے بدلنا رائے ناقص کے خلاف تھا اور اس تحریر سے کہ ضاد کا
ادا ہونا محال ومتعذر ہے کمال تعجب ہوا اور یہ جو لکھا ہے کہ ذال
وزا معجمتین مین مشارکت صوتی ہے اس سے اوس تعجب پر اور بھی
تعجب زیادہ ہوا کہ جو حروف ہر شخص کی زبان پر آسان ہین انمین
بھی فساد پیدا ہو گیا کہان ذال کہان زا ان دونون مین مخرجون
اور صفتون اور آواز کی مخالفت موجود ہے باوجود اس مباینت
اور جدائی کی اوس فتوے مین مشابہ فی الصوت لکھا ہے صرف
اپنے خیالات کے مطابق اٹکل پچو جزئی مشابہت کے سبب سے
جس حرف کو چاہا جس حرف کو چاہا جس حرف کے مشابہ لکھدیا اپنا
قلم اپنا ہی ہاتھ یہ نہ سمجھے کہ تشابہ وتمائز حروف کا مخرجون اور
صفتون ہی کے مشترک ہونے سے نہین ہوتا بلکہ تمام حروف کے

اگر ایک ہی حقیقت و ماہیت ہے تو انکا اختلاف زید و عمر و بکر کی
مانند ہے اور سب حرفون کی حقیقت و ماہیت مختلف ہے تو
انکا اختلاف آدمی اور گھوڑے اور بیل کی مانند ہے اگرچہ ان مین
آپس مین اوصاف و تشخصیات و ذاتیات مین شرکت و مشابہت
ہے لیکن اصل تمیز و جدائی مین فتور نہین ہے اور چونکہ یہ لوگ
حروف کی حقیقت و ماہیت و اصوات سے بالکل ناواقف تھے
نہ کسی سے سُنا تھا نہ سیکھا تھا اور علم قرأت سے محض اجنبی اور
بالکل انجان تھے ضاد کی تلاش مین قرائن و تشبیہات کو ڈھونڈھ
نے لگے اور صفات کو دیکھکر تشابہ مین پڑے پھر غنہ کے قائل ہو گئے
ورنہ ہر حرف کی تمیز و جُدائی و جدائی مشاہدی ہے کچھ مخفی و نظری
نہین ہے کہ دلیل کے محتاج ہو لیکن اس کے دریافت کرنے کو
عقل کی سلامتی اور سمجھ کی درستی درکار ہے قرائن و دلائل سے
ہر جگہ کام نہین چل سکتا مولوی روم نے فرمایا ہے ع
پائے استدلالیان چوبین بود ٭ پائے چوبین سخت بی تمکین بود
سب قاریون اور استادونکا اسپر اجماع ہے کہ حروف کا ادا
کرنا علم کی قسم سے نہین ہے بلکہ کیفیت کی قسم سے ہے کہ اوستاد
سے سیکھے بغیر نہین حاصل ہو سکتا پھر اسکو قرائن و دلایل پر
موقوف رکھنا اور بیان کرنا محض نادانی ہے اور مولوی
حبیب اللہ کے خط بھیجنے کی غرض کچھ معلوم نہوئی ظاہرا یہی
معلوم ہوتا ہے کہ شاید مجکو اپنے عیبون اور جہل پر متنبہ کرنے کو
بھیجا ہے سو مین اپنی علمیت کا کب مدعی ہوا تھا اور فوق کل

ذی علم علیم مگر آپ پر ظاہر ہوگا کہ بندے کے والد ماجد علم قرأت
مین شاہ عبدالمجید صاحب مرحوم کے شاگرد رشید تھے اور جو مناظرے
و مباحثے میرے والد ماجد اور حضرت شاہ صاحب کے درمیان
دہلی مین واقع ہوئے تھے شاید آپ نے سُنے ہون یا کوئی بڈھا آدمی
اوس مجلس کے حاضرین سے ابتک زندہ ہو اور مین نے اپنے
والد ماجد سے کلام اللہ سیکھا ہے اور غالبًا میرے والد ماجد
کی قرأت کا علم و عمل آپ کے نزدیک بھی مسلم ہو باقی رہا
حال احقر کا پس اوستادون کی سندون کا موجود ہونا احقر
کے پاس سوا لوسے حبیب اللہ کے نزدیک
بھی مسلم ہے اور مجھکو میرے اوستادون نے خاصکر حضرت مولانا
اسحاق صاحب و مولانا امام الدین صاحب خلیفہ شاہ غلام علی صاحب نے
باوجود میری جہل و ناواقفی اس فن کی سندین عطا کین اور
اجازت دی اس صورت مین یہ عیب اوستادون کی طرف
عائد ہوتا ہے نہ احقر کی طرف اور احقر کو اپنی چچا بزرگوار قاری
قادر بخش صاحب مرحوم و قاری لالہ صاحب اور اور عرب کے
قاریون سے دور کرنے کا اتفاق ہوا ہے کسی نے مجھکو ایک
غلطی پر بھی مطلع نکیا اور ایک مسئلہ بھی علم قرأت کا نہ بتایا کہ
ایسے جھوٹے شخص کی تعلیم کی اب حاجت ہوئی لطیفہ یہ ہے
کہ وہ جھوٹا اپنے گمان مین میری ضاد کے ادا کرنے کی صحت کا
قائل ہے [illegible] ور سند سے اقرار کرتا ہے اور پھر لکھتا ہے کہ عبدالرحمن
علم [illegible] بالکل بے بہرہ ہے شاید کمال بغض کے سبب سے

من جملہ ایسی بہت سی غلطیان قرأت کی ان فتوون مین دیکھی گئین مین جو دہلی سے لکھی گئی ہین کہ آپ نے اون غلطیون کو لکھ کر علمائے دہلی بلکہ دار العلم دہلی کو بدنام اور فضیحت کیا ہے جس سے ظاہر ہوا کہ دہلی مین اب کوئی قرأت کا جاننے والا نہین

صحت نامہ تنبیہ الضّاد ترجمہ تحفہ نذریہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۷	۱۶	الغادر اعوذ	الغادر یا اعوذ
۱۰	۱	تا احزاب	یا احزاب
۱۲	۱۹	وہ بھی	وہ ہی
۱۴	۹	ایناب	انیاب
۲۱	۱۲	صادق	حاذق
〃	۱۹	محدود کو محدود کو	ممدود کو ممدود کو
۲۴	۵	اور طریقہ	اور یہ طریقہ
〃	۷	ٹھیرنا	پڑھنا
۲۷	۱۵	جبراً	خیراً
۳۰	۱۳	وجہ	وجہہ
۳۱	۱۷	مفخیم	مفخم
۳۳	۱۸	تمیز	متمیز
۳۴	۱۶	الحاقتہ	الحافتہ
۳۵	۶	الحد	المد
〃	۱۴	فلم الاستطالت	فلم خصت الاستطالت
〃	۲۱	تکسر	یکسر
〃	〃	اصلاح بہ	اصطلاح بہ
۳۹	۱۳	یحزن	تحزن
〃	۲۱	جاہئے	چاہئے
۴۰	۱۴	مرض ل ن	مرض ظ ل ن

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۴	۱۹	بنیا دل	بنیاً دل
۴۵	۲۱	برج	بذیج
۴۵	۲۱	سن جاہ	سن حماہ
۴۶	۱۷	صبجو	جنبجو
۴۸	۱۹	تا	ثا
۵۱	۱۹	فم	حم
۵۳	۱۸	قسم سے	قسم بھی
۵۴	۲	جوڑ دیا	چھوڑ دیا
〃	۳	قرارت مد	قرارت کے مد
〃	۱۶	پڑھنا ہی	پڑھنا بھی
۵۶	۱۴	پڑھاتے ہین	بڑھاتے ہین
۵۸	۱۰	یرضا	یرضاہ
〃	۱۲	سورہ مین	سورہ ال عمران مین
۶۰	۷	اور مذکور	اوپر مذکور
۶۱	۳	بنذر	ننذر
۶۵	۱۶	حروف کو	حرف کو
۶۷	۱۰	توجہات	توجیہات
۶۹	۲۱	حمزرہ	حمزہ
۷۹	۱۷	تاکہ ساتہ	تاکے ساتہ
۸۴	۱۵	روے	رووے

غلط نامہ محو الفساد

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۶	۷	جائز برست	جا بزبر حرمت
۴	۱۲	عطا	عطار
۸	۱۲	علبہ	عینیہ
۲۰	۱۰	وغیرہ و	وغیرہ
۳۶	۲	خواندہ بو	خواہد بود
۳۹	۱۵	فی الصیح	فی التصحیح
〃	۱۹	حدودۃ	حدودہ
۳۹	۲۰	الفاظ	الفاظ
۴۱	۱۲	واضح	واصح
۴۴	۲۰	اذا الامر	اذا دار الامر
۵۲	۹	الشاعین	الشامیین
۵۸	۸	الحدر	الحذر
۶۶	۱۰	یلیدان	پلیدان

تمّت

اشتہار قرآن مجید معہ قرأت

یون تو آج کل ہندوستان مین صدہا قسم کے کلام مجید قلم جلی خفی مترجم محشٰے طبع ہو رہے ہین اور ہو چکے ہین مگر مثل اس قرآن مجید ہفت قرارت کا آج تک ہندوستان مین طبع نہین ہوا تھا۔ طالبان کلام ربانی اشتیاق مین تھے اور نام ہی نام سُنا کرتے تھے اول تو ہفت قرأت دوم مترجم۔ سویم تصحیح اوس درجہ کی کہ جسقدر قوت انسانی سے ہونا ممکن ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ حضرت قبلہ مخدومی مولانا مولوی حاجی **قاری عبدالرحمٰن صاحب** محدث **پانی پتی** کے حُسن انتظام و تصحیح تمام سے شائع کیا جائے گا۔

اعلان

ہان یہ کہنا ضرور ہے کہ جو صاحب اس قرآن مجید کے متن مین غلطی برآمد کرین اونکو از طرف جماعت علمار و منتظمان قرآن حمید ایک اشرفی انعام یا ۵ روپیہ نقد دیا جاوے گا۔ جن صاحبونکو خریداری منظور ہو وہ اس پتے سے یاد فرماوین۔ پانی پت ضلع کرنال پاس مولوی عبدالسلام اور قاری عبدالعلیم یا مہتمم مطبع **خادم الاسلام دہلی** سے طلب فرماوین۔

قیمت ۸ر فی سی پارہ کاغذ ولایتی چکنا عمدہ معہ محصول ڈاک۔ ماہواری پارہ شائع کیا جاے گا۔

المشتہر محمود میرزا خان مہتمم مطبع خادم الاسلام دہلی

قال اللہ تبارک و تعالیٰ و رتل القرآن ترتیلا

مصنفہ مولانا قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی انصاری

بحسن سعی محمد حسین بخش تاجر کتب و اسلام کمپنی دربھنگہ

رسالہ محو الفساد فی تلفظ الضاد

سنہ ۱۳۰۷ھ

حسب فرمایش جناب حافظ عبدالخالق صاحب و حافظ امیر الدین صاحب

ساکن محلہ مہراج گنج منحلات قصبہ دربھنگہ من مضافات صوبہ بہار

مطبع نامی مونس الہند باہتمام حاجی خان اکبر علی سوداگر مالک مطبع کے چھپا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی رسوله محمد وآله وصحابه اجمعین اما بعد میگوید بنده عبدالرحمن عفی عنه که بعض احباب نے ترجمہ رسالہ محو الفساد فی تلفظ الضاد کا چاہا۔ اور اپنے اصرار سے مجھے مجبور کیا پس ترجمہ اس رسالہ کا بندہ نے کردیا جو عبارت عربی سند کی ضروری جانی وہ عبارت بجنسہ نقل کردی ورنہ اختصاراً ترجمہ پر کفایت کردی کہ رسالہ اصل میں سے عبارات کو ہر شخص دیکھ سکتا ہے ترجمہ مین تطویل بے فائدہ جانی اور ترجمہ مین بعض بعض جگہہ کچھہ تفصیل زیادہ کردی ہے کہ اصل رسالہ مین نہتی خداتعالی مسلمانونکو اختلاف سے نجات دیکر اتفاق نصیب کرے اور ہر معجب کو اپنی اعجاب رای سے نجات دے اور اتباع اپنی کتاب و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب کرے

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العلمین وصلی الله علی رسوله محمد وآله وصحابه اجمعین اما بعد میگوید بنده عبدالرحمن بن محمد ... معلمات و مغالطات ... محمد ... صاحب ... مولوی کریم بخش صاحب ابن مولانا ...

اور ایک قد لکتہ الرسالہ آخرمین اور ملحق کردیا ۱۲ کتبہ تاریخ ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۶ ہجری پس کہتا ہے بندہ عبد الرحمٰن بن محمد پانی پتی انصاری کہ پہلی تحقیق و تفتیش اس امر سے کہ قرآن شریف مین حرف **ضاد** معجمہ عربی کو دال مہملہ کے مشابہ پڑہنا چاہئے یا ظا معجمہ کے مشابہ یا عین ظا معجمہ پڑہنا چاہیے جاننا چند مقدمات کا ضرور ہے اول اونکو ذہن نشین کرنا چاہئے تا حقیقت امر خود بخود منکشف ہو جاوے ۱۲

مقدمہ اول

اول یہ کہ پوچھنا کیفیت اور حال ادائے **ضاد** معجمہ کا اپنے مخرج اور صفات کے ساتھ یہ مسئلہ قرارت کا ہے اور اسیطرح استفسار اس امر کا کہ ادا کرنا **ضاد** معجمہ کا غیر مخرج **ضاد** سے جائز ہے یا نہین یا ادا کرنا **ضاد** کا مشابہ اور حرف کے اسطرح پر کہ **ضاد** کو بالکل تمیز غیر حرف سے نرہے جائز ہے یا نہین یہ بھی مسئلہ قرارت کا ہے پس تحقیق و استفسار اس کیفیت ادا کی آئمہ قرارت و صرف و نحو سے کرنا چاہیے نہ اماموں اور علوم سے یا ادا کرنا **ضاد** کا مشابہ دوسرے حروف کے اسطرح پر کہ بالکل **ضاد** کو تمیز و فرق دوسرے حرف سے نرہے جائز ہے یا نہین اسکا استفسار بہی آئمہ قرارت اور صرف و نحو سے کرنا چاہیے اسواسطے کہ امام ہر فن اوس فن کا حق پورا پورا ادا کریگا دوسرے فن کا امام پہلے فن کی مسئلہ کا حق

پورا پورا ادا نہیں کرسکتا بلکہ دوسرے فن کا امام پہلے فن و علم کے مسئلوں میں
تقلید و اتباع امام اپنے فن کا کریگا جیسا کہ مسئلہ نحو کا امام نحو سے تحقیق کرنا چاہیے
جو سیبویہ اور خلیل وغیرہ ہیں نہ فقیہ و محدث سے جو بخاری و سفیان ثوری و مالک
وغیرہ ہیں و مسئلہ فقہ کا محدث سے تحقیق نکرنا چاہیے کہ مرتبہ فقیہ بہت بلند اور
عالی اور دور ہے اسواسطے کہ موضوع علم حدیث کا فقط تصحیح روایت ہے کہ یہ
روایت حدیث کی باثر کس مروی عنہ سے صحیح ہے یا نہیں اور محدث کو کچھ غرض
تاریخ حدیث سے یا ناسخ منسوخ سے یا تعارض و مخالفت حدیث سے ساتھ دوسرے
حدیث یا آیت کے یا کونسی حدیث مقدم ہے اور کونسی موخر نہیں ہے مگر اسطرادًا و اتفاقًا
کبھی اس سے بھی تعرض کرتا ہے اور فقیہ بعد تصحیح حدیث کے ان امور سے غرض
رکھتا ہے اور فقیہ بعد تحقیق ناسخ و منسوخ و تاریخ و عدم مخالفت اور حدیث اور آیت کے
پھر اوس حدیث سے مسئلہ نکالتا ہے پس تصحیح حدیث کی محدث سے چاہیے کرنا
اور عمل بالحدیث فقیہ سے چاہیے پوچھنا کہ بعد تصحیح حدیث کے تحقیق و تفتیش ان
امور میں کرکے مسئلہ نکالتا ہے مثل طبیب و عطار کے کہ اچھی و جید ہونا دوا کا عطار سے
پوچھا چاہیے کہ وہ مثل طبیب خوب نہیں جانتا اور محل دوا کا طبیب سے پوچھنا چاہیے
والا طبیب بسبب عدم شناخت دوا کی بعید نہیں کہ عوض دوا کے دوسری دوا مضر

۳

حدیث از محدث باید کرد و عمل بحدیث از فقیه باید کرد به نظر مذکوره در امور تحقیق مانند حکیم عطار

استعمال غلط کرده دوا و عطار در عمل والا مسلم در امر دوا از حکیم باید پرسید فائده استعمال عمل باید پرسید از حکیم که وجود دوا از عطار

مرض کے یا زہر استعمال کرکے مریض کو ہلاک کرے یا عطار کہ بسبب نہین
جاننے محل استعمال دوا و عدم تشخیص مرض کے دوا مخالف برتی اور مریض کو
ہلاک کرے اور جو طب و عطاریہ دونون علم رکھتا ہے تو وہ جامع ہے دونون کا اسیطرح
مسئلہ طب کا محدث یا فقیہ سے اور مسئلہ فقہ کا طبیب سے پوچھنا بیجا ہے و الا ہلاک
ہوجاویگا اور یہ سب مذکور بدیہی و مشاہد ہین۔

مقدمہ دوسرا

یہ ہے حکم مسئلہ ایک علم کو قیاس کرنا اوپر حکم مسئلہ دوسرے علم کے یہ بھی باطل ہے
اگرچہ نظیر لانا جائز ہے اسواسطے کہ مختلف اور جدا ہونا علوم کا بسبب جدا اور مختلف
ہونے موضوع کے ہے اور اختلاف موضوع کا بسبب مختلف ہونے حیثیت اور
اعتبار کے بھی حاصل ہوجاتا ہے یہ ضرور نہین ہے کہ ذات موضوع دو علمون کے
بھی مختلف ہو اگرچہ دو علمون مین ذات موضوع کی ایک ہی ہو پھر بسبب اختلاف حیثیت
و اعتبار کے موضوع دونون علمونکے جدے ہوجاتے ہین۔ اور یہ امر علم میزان مین دلیلو
ثابت ہے سو موضوع علم قرارت کا اور ہے مرکب چار چیزون سے تجوید و اختلاف
جزئیات قران اور وقوف قرآن اور رسم قرآنی ہے اور موضوع علم فقہ کا افعال
مکلفین ہے من حیث الجواز و عدم الجواز جواز کے بھی دو صورت ہین ایک
جواز مطلق یعنی ضرورت کے وقت اور بلا ضرورت دونون وقت جائز ہے

دوسرا جواز ضروری کہ بوقت ضرورت شدیدہ کے وہ امر جائز ہے اور بلا
ضرورت وہ امر حرام ہے اوپر حرمت اصلی کے پس جواز ضروری سے جواز مطلق
ثابت ولازم نہیں ہوتا یعنی بضرورت وبلا ضرورت ہر طرح جائز ہو جاوے اور عدم
استلزام اوسکا بدیہی ہے جیسا کہ شراب حرام مطلق ہے اور بوقت لقمہ گلے مین
اٹکنے کے شراب سے لقمہ اوتارنا جائز ہے اور بلا ضرورت ہمیشہ حرام ہے ایسا ہی
مردار کا گوشت کہانا مخمصہ کے حالت مین جائز ہے یعنی جان بہوک کے مارے
جانیکا اندیشہ ہو تو مردار کہانا درست ہے والا بلا ضرورت حرام اصلی ہے اور اسیطرح
جواز وعدم جواز کے معنی بلکہ وجوب ومنع وحرمت وفرضیت کے معنی ہر علم مین
جدے ہین اور ثمرہ معانی ان الفاظ کا ہر علم مین جدا ہے معانی ان الفاظ کے
اور ثمرہ اوسکا صرف مین اور ہین اور فقہ مین اور ہے کہ فقہ مین اسکے معنی مستحق
ثواب وعقاب کا ہونا ہے اور علم قرارت مین اور معنی ہین - کہ حاصل اور ثمرہ اوسکا
صحت قرآن یا غلطی قرآن ہے اور اسیطرح یہ الفاظ ہر علم مین جدے جدے
معنون مین مستعمل ہین - پس جبکہ معنی جواز وحرمت وغیرہ کے ہر علم مین جدے
ہین تب جواز ایک علم کو قیاس کرنا اوپر جواز علم دوسرے کے یا فرضیت اور
حرمت ایک علم کا قیاس اوپر فرضیت یا حرمت علم دوسرے کے مشکل یا غلط ہے

5

یہ امر بھی نزدیک عقل سلیم کے بدیہی ہے پس جو جاہل بسبب اپنی جہل کے
جب دو علمون مین لفظ جواز یا عدم جواز کا یا حرمت وغیرہ کا دیکھتا ہے
تب ایک علم کے جواز کو دوسرے علم کے جواز پر قیاس کرکے اپنی جہالت سے
ایک عالم کو گمراہ ہلاک کرتا ہے اور اصلاً لحاظ اختلاف موضوع اور محمول دونون
مسئلہ دونون علمون کا نہین کرتا پس لفظ جواز و حرمت ہر علم کا موافق معنی
اوسی علم کے اوسی علم مین مستعمل ہوگا اور معنی دوسرے علم کے اوس علم مین
مستعمل نہونگے اس قاعدہ کو خوب لحاظ رکھنا چاہیے ہرگز ہاتھ سے نچھوڑنا چاہیے

مقدمہ تیسرا یہ ہے کہ حقائق موجودہ دو قسم ہین ایک وہ کہ نیچ وجود
اپنے کے وہ حقیقت محتاج اعتبار معتبر کے نہو یعنی کوئی شخص اوس
حقیقت کو جانے یا نجانے یا کچھ تصرف عقلی کرے یا نکرے یا چند چیزونکو
ملاکر ایک چیز ٹھہرادے یا ایک چیز کو عقل مین چند چیزین جدے جدے
بزور بناوٹ عقل کے قرار دیوے یا یہ امر نکرے پر وہ چیز اپنے ذات مین موجود
ہے یعنی کسی کے جاننے اور گرہنے سے جدا موجود ہے اونکو حقیقۃ عینیۃ
کہتے ہین۔ دوسرے وہ کہ نیچ وجود اوس شے کے اعتبار کسی معتبر کا یا گہرت
کسی گرہنے والے کے ذہن مین یا ملانا یا کھولنا دو چیزون کا کسی

اصطلاح مین اعتبار کیا گیا ہو اونکو حقایق اعتباریہ کہتے ہین اور علم میزان
مین مسلم ہے کہ حد و تعریف حقایق عینیہ کے مشکل بلکہ محال ہے اسواسطے کہ
اجناس حقایق عینیہ کی عرض عام سے مشتبہ و ملتبس ہین کہ دونون مین
تمیز واقعی نہین ہوتی اور فصول خاص سے مشتبہ ہین کہ تمیز واقعی انمین بھی
محال ہے پس اطلاع اوپر کنہ حقایق عینیہ کے بطور یقین کے محال ہے مگر بطور
تخمین یا تمثیل یا تشبیہ کے البتہ ہوسکتی ہے بلکہ واقع ہے پر حد و تعریف حقایق
اعتباریہ کے ہوسکتی ہے بطور یقین کے بلکہ واقع ہے اسواسطے کہ وجود حقایق
اعتباریہ کا مدار اوپر اعتبار اعتبار کرنیوالے کے ہے پس اوس اعتبار کرنیوالے
نے جس چیز کو بیچ مفہوم اور حقیقت اوس ماہیت کے اعتبار کیا ہے و داخل
رکہا ہے پس وہ چیز ذاتی اوس ماہیت کی ہے اگر وہ چیز عام اوس شی سے ہی
تو وہ ذاتی جنس ہے اگر وہ خاص ساتہہ اوسی محدود کے ہے تو وہ فصل ہے
اور جو چیز خارج اوس مفہوم معتبر سے رہا وہ عرضی ہے خاصّہ ہو یا عرض عام
پس تحدید و تعریف حقایق اعتباریہ کی بہت آسان ہے کہ وہی مفہوم
جسکو اعتبار کرنیوالے نے داخل اوس حقیقت کے رکہا ہے وہی ذاتی
اور موضوع لہٗ اوسکا ہے عام ہے تو جنس اور خاص ہے تو فصل ہے

لیعنی جو چیز اوس مفہوم داخل حقیقت سے خارج ہے وہ سب عرضی ہین
خاصہ ہو یا عرض عام اور ظاہر ہے کہ بیچ تحدید و تعریف کے جبتک لانا او
وار ذکر نا ذاتیات کا ممکن ہو قصد لانے عرضیات کا نہین کرتے حد کے ہوتی
رسم لانیکا ارادہ نہین کرتے یعنی کامل کے ہوتے ناقص کو اختیار نہین کرتے اور جب
اطلاع اوپر ماہیت محدودہ کے متعذر ہوتی ہے تب اوسوقت ارادہ رسم کا ساتھ لانے
عرضیات کے تشبیہات اور تمثیلات اور خاصہ وغیرہ سے کرتے ہین۔ واللا بمقدور خود
وار ذکر نا ذاتیات کا تعریف مین کرتے ہین۔ **مقدمہ چوتھا** یہ ہے
کہ حروف ہجا کے جوہر نہین ہین بلکہ مقولہ عرض سے ہین اور عرض مین بھی
مقولہ کیف سے ہین کہ آپسمین دو جسمونکے ٹکرانے اور ٹھہرنے سے ہوا ایک
طرحکی کیفیت اور حالت حاصل کرکے نکلتی ہے اور آواز محسوس ہوتی ہے اور
سنائی دیتی ہے اور وہ آواز ہے آواز اور صوت جنس قریب حروف ہجا کے
معلوم ہوتی ہے اور جنس کہ وجود اوسکا بدون وجود فصل کے معدوم ہے
یعنی وجود جنس مرہون وجود فصل ہے پس وہ آواز اور صوت بسبب
اتصال و اعتماد باہمی دو جسمونکے بیچ مخرج ہر حرف کی صورت نوعی اوس
حرف کے پکڑتے ہی اور باعتبار دہن و کام و زبان ہر متکلم کے اشخاص

وافراد معینہ ہر حرف کے پیدا ہوتے ہین پس نیچ حقیقت ہر حرف کے
مخرج اوس حرف کا داخل و معتبر ہے اگر اوس مخرج سے کوئی اور حرف نہین
نکلتا تو یہی مخرج فصل اوس حرف کی ہے اور اگر اسی مخرج سے دوسرا حرف بہی
نکلتا ہے تو یہ مخرج ساتھہ بعض صفات اوس حرف کے فصل اوس حرف
کی ہو گئی یعنی اگر وہ حرف مخرج مین سب حرفون سے مغایر اور جدا ہے تو یہہ
مخرج ہی اوسکی فصل ہے والا مخرج مع الصفت فصل اوس حرف کی ہو گی سوا ئے
کہ بعض مخرج سے دو دو بہن تین تین حروف نکلتے ہین۔ تو نرا مخرج فقط فصل نہ ہوئے
بلکہ مخرج مع بعض صفت خاصہ اوس حرف کی فصل اوس حرف کی ہو گی یعنی ساتھہ
اوس صفت کے کہ مخالف صفت ہم مخرج اوسکی کے ہے حاصل یہ ہے کہ فصل ہر حرف
کی یا فقط مخرج ہے یا فقط صفت یا مخرج مع الصفت ہے پس اس فصل و جنس سے
مرکب ہو کر حقیقت و ماہیت حرف کی حاصل ہوتی ہے پس اگر اس جنس اور فصل
مین خلل و نقصان پڑا تو ماہیت اور حقیقت اوس حرف کی باطل ہو گئی پہر کسی
اور حرف کے مخرج سے اگر ادا ہوا تو وہ دوسرا حرف ہو گیا۔ اور اگر کسی حرف
کے مخرج سے حروف ہجا سے نہین نکلا تو شمار حروف سے بالکل خارج
ہو گیا یعنی کوئی حرف حروف ہجا ئے معتبرہ سے نہ رہا بلکہ بالکل غلط مہمل

ہوگیا اس تفصیل سے قول بعضے شیعہ کا باطل ہوا۔ جو اوس نے
اپنے بعض رسائل مین لکھا ہے) کہ مخرج کو حقیقت حروف مین دخل
نہین ہے انسان مکلف ہے ساتھ نکالنے حقیقت حرف کے نہ ساتھ
مخرج اوس حرف کے حقیقت حرف کے ادا کرنے چاہئے مخرج مشہور سے ہو یا نہو۔
انتہی مضمونہ) یہ عجب کلام غیر مفہوم ہے کہ بدون ذاتی کے کس طرح ذات متحقق ہوتی ہے
پس اس تفصیل سے واضح ہوا کہ ماہیت و حقیقت ہر حرف کے صوت مع المخرج
ہے یا صوت مع المخرج والصفت ہے یعنی دو حرف کہ آپسمین مخرج جدا رکہتے ہین
وہ دونون مختلف الہیئت ہین جیسا کہ ضاد معجمہ کہ سب حروف ہجا سے
مخرج جدا رکہتا ہے اگر اپنے مخرج سے نہ نکلا اور کسی حرف کے مخرج سے نکلا مثلاً ظا
یا دال یا ذال وغیرہ سے تو ظا معجمہ یا دال مہملہ یا ذال معجمہ ہوگیا ضاد
معجمہ نرہا اور اگر کسی حروف معتبرہ سے نہ نکلا تو شمار حروف سے نرہا بلکہ مہمل
ہوگیا جیسے رضی وغیرہ علما نے لکھا ہے کہ یہ غیرہ کلام بالکل مہمل ہوگئے
اور جو دو حروف کہ آپسمین اختلاف مخرج نہین رکہتے مانند تا مثلثہ او ذال منقوطہ
کے پس فصل اوسکی صفت اوسکی ہوگی یعنی ہر حرف اپنے صفت کے
ساتھ دوسرے حرف سے جدا و ممتاز ہوگا اور جس حرف کے

صفت مین خلل پیدا ہوگا تو ایسی غلطی پیدا ہوگی کہ اس سے معنی قرآن کے
فاسد ہو جاوینگے اسی سبب سے قرآن شریف مین وارد ہوا وَرَتِّلِ القُرآنَ
تَرتِیلًا موافق تفسیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمایا ہے الترتیل اداء
الحروف وحفظ الوقوف اور حدیث مین بھی آیا ہے اقرؤا القرآن
بلحون العرب اور ایسا نہین ہے کہ ہر شخص بطور خود جس طرح چاہے قرآن پڑھے
ادا حروف کا اپنے اپنے مخارج سے اور رعایت صفات حروف اور رعایت محل
وقوف ہو یا نہو۔ اسباب مین بہت احادیث وارد ہین۔ اختصار کے غرض سے
ذکر نہین کیے گئے۔ حضرت علی رضہ سے کسی نے پوچھا کہ ہم قرآن کو اپنے اپنے
زبان مین ترجمہ کرلین کہ ہمکو پڑھنا آسان ہوجائیگا فرمایا ہرگز نہین بلکہ قرآن
پاک ان ہی حرفون منزل پر رہے ہان تفسیر اپنے زبانون مین کرلو تو جب
حضرت علی رضہ نے ترجمہ جائز نہ کہا۔ پھر تبدیل حرف قرآن شریف کے ساتھہ
حرف دوسرے کے کہ موجب تبدیل معنی کے ہے کب جائز ہوگی کہ
تحریف صریح قرآن شریف کی ہے جب ہدایت قرآن وحدیث سے ممانعت
پڑھنا لہجہ عجم کا معلوم ہوا تب پیچ مقابلہ اوسکے اقوال بعض مفسرین مثل
تفسیر کبیر وغیرہ کے کہ انسان مکلف ساتھہ تمیز حرف ضلو کے غیر اپنے سے نہین

سنا سنجائیگا بلکہ اس جگہہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ وامام ابو عمرو
دانی کا کہ امام قرارت ونحو دونون کے ہین اور قول صحابہ ومجتہدین کا
مقبول ہوگا کہ ان بزرگون نے کس طرح تاکید تصحیح وتجوید قرآن کے فرمائی
ہے اس جگہہ کتب حدیث وقرارت کو دیکھنا چاہیے کہ قرآن پڑہنے کے
باب مین ہین البتہ بیچ فن تفسیر کے قول صاحب تفسیر کبیر وغیرہ مفسرین کا ہوئے
کہ امام تفسیر کے ہین اور مفسرین امام قرارت وتلاوت قرآن کے نہین ہین
پس انکا قول فن قرارت مین ماخوذ نہوگا۔ بلکہ قرارت کے امامون کا
قول ماخوذ ہوگا اسواسطے کہ فن قرارت جدا ایک فن ہے کہ مدار اوسکا
محض نقل اور روایت پر ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے درایت
اور سمجھہ اور قیاس کو اوسمین بالکل دخل نہین ہے اور یہ جو بعض مفسرین نے
لکھا ہے کہ زمانہ صحابہ مین اہتمام تجوید کا نتھا۔ اوسکا جواب یہ ہے کہ سب
صحابی عربی زبان اپنے زبان کے قاعدہ اور محاورات کے موافق بولتے
تھے اونکے زبان اور محاورہ کے موافق قرآن پاک نازل ہوا اونکو حاجت
اہتمام کی نتھی۔ اور بعض صحابہ جو عجمی تھے تعلیم آنحضرت صلعم سے
قرآن شریف کو صحیح کر لیا تہا اور جس عجمی صحابی کو باوجود اون کے

سعی سے اور تعلیم آنحضرت کے اونکے زبان نے اونکی مطاوعت نکی اور قابو مین
نہ آئے اونکا حال قابل سند پکڑنے اور حجت لانیکے نہین ہے وہ صحابہ
اس زمانہ کے معذورون کے مانند ہین کہ بعد سعی و کوشش کے مقدور کے موافق
اگر زبان قابو مین نہ آوے پہر ارادہ ادائے حرف **ضاد** کا اپنے مخرج و صفات سے
کرین یا کسی اور حرف کے مسمی کا ارادہ کرین باوجود قصد کے مقصود کو نہ
پہونچین۔ اور غلط ادا ہو جائے تو جائز ہو جایگا پہر بہہ جواز ضروری ہوگا نہ اختیاری
اور تحقیق اس مضمون کے جزری کے کتابون مین اور امام ابو عمرو دانی کے
کتابون مین اور ملا علی قاری کے کتابون مین دیکہو کہ یہ لوگ قرارت کے
امام تہے اور محدث اور مفسر بہی تہے اور فقیہ بہی تہے تو جامع سب فنون کے
تہے انکا قول اور تحقیق اور تاکید کو دیکہو اور جو شخص فقط ایک ہی فن تفسیر یا فقہ
کو جانتا ہو اوسکے قول کو نہ دیکہو کہ دوسرے فن کے تاکید اور حق
سے بالکل بے خبر ہے اور جو رسائل تصنیف ہوئے اس زمانہ کے
ہین اور اونکے مصنف ایک فن مین بہی دخل نہین رکہتے ہین ۱ اور واسطے
رد کرنے اور باطل کرنے احکام دین کے زید و عمرو کا قول پکڑ کر کے اپنے
رسالون مین احکام دین کے باطل کرکے عوام کو بے قیدی مین ڈالتے ہین

۱۳

ابو عمرو دانی و ملا علی قاری باید دید که ایشان هم محدث بودند و هم قاری و هم مفسر و هم فقیه جامع الفنون بودند [illegible] کلام یک فنه [illegible] دیده که از دیگر فن بیخبر [illegible]

۱ یعنی بجز یک فن [illegible] احکام دین کلمات [illegible] وقوف ندارند [illegible] که در یک فن هم [illegible] مصنف این زمانه نزد او هیچ جا [illegible] رسائل

یہہ سب رسائل قابل التفات کے نہین ہین کلام اللہ مین فاسئلوا اہل الجہل نہین آیا بلکہ فاسئلوا اہل الذکر آیا ہے انکے تعصب غلط کا حساب خدا پر ہے **تنبیہ** آدمی تین قسم کے ہین ایک علمار کہ علم قرآن و حدیث کو معتبر اوستادونسے پڑہا و سیکہا ہے اور سند اپنے محدثین اور فقہا تک پہونچائی ہے پہر فقہا اور محدثین سے صحابہ کرام تک پہر آنحضرت صلعم تک اپنی سند متصل رکہتے ہین۔ **دوسرے** جہال علمار نما کہ تہوڑیسی مہارت عبارت خوانی اور حروف شناسی کی پیدا کرکے رسالہ اردو و فارسی و عربی تازہ تصنیف اہل ہوا کے دیکہکر اپنی نفس کو عالم جانتے ہین باوجودیکہ لیاقت و طاقت کتب فہمی کی نہین رکہتے اور نہ سند متصل رکہتے ہین بلکہ سند اور شاگردی کو عیب جانتے ہین اور حال سچا یہ ہے کہ معانی کتب دین کے بدون تعلیم اوستاد کے ہر جگہہ صحیح صحیح حاصل نہین ہوتی اور واسطے رجوع شروح و حواشی کے عمر تو م چاہئے سو اختلاف اور فساد اور رواج غلط و خرافات سلف کا ظاہر و پیدا ہوتا ہے انہین جہال علما نما سے نکلتا ہے **تیسری** قسم مردم عوام ہین کہ ان جہال علمار نمانے عوام کو اپنے غلط فہمی و تعصب و کجروی کے طرف کہینچ کہینچ کر گمراہ کرتے ہین

اور دین عوام برباد کرتے ہین پس منصف کو چاہیے کہ قول علماء متدین دیندار کے طرف نظر رکھے مانند علامہ جزری اور ابو عمرو دانی وملا علی قاری وغیرہم کے کہ کس طرح ان اماموں نے تجوید کو واجب جانا ہے اور عام وخاص کو ساتھ ادا ہر حرف کے اپنے مخرج وصفت سے مکلف فرمایا ہے اور اس تجوید وادا کی سند متصل آنحضرت تک پہونچائی ہے انشاء اللہ تعالی بطور نمونہ کے کچھ عبارات ان اماموں کی نقل کردیجائیگی یہ جاہل علماء نما جو خوگر بے قیدی کے ہوگئے ہین اور احکام شرع کے ادا کرنیکے خوگر ومعتاد نہین ہین اور تصحیح قرآن بغیر اختیار مشقت وتلمذ کے نہین حاصل ہوتی سو واسطے مٹانے اپنی ندامت وجہالت کے رسائل مین ایسی ایسی آسانیان اور بی قیدیان اور تکلیف شرع کا انکار تحریر کرکے عوام کو بہکاتے ہین تا عوام ہمکو بے علمی اور ناواقفی وغلط قرآن خوانی کے ساتھ عیب نہ لگاوین نعوذ باللہ من شرور انفسنا

مقدمہ پانچوان یہہ ہے کہ مقبول اور مسلم علم میزان کا ہے کہ تعریف بالمثال اور تشبیہ کے ساتھ رسم ہے یعنی تعریف بالخاصہ ہے کہ مشترک ہے درمیان مشبہ اور مشبہ بہ کے اور مشابہت شرکت خبری کو کہتے ہین کہ کوئی ایک چیز درمیان مشبہ ومشبہ بہ کے

موجود ہو اور تفصیل تشبیہ کے علم بیان مین مذکور ہے اور مشارکت
جزئی ذاتی ہو یا عرضی پس درمیان ضاد معجمہ کے اور سب حرفون
ہجا کی مشارکت جزئی موجود ہے اور اوسکو تشابہ کہتے ہین تہوڑی ہو
یا بہت جو حقیقت **ضاد** کی اور حرفون کے حقیقتون سے
جدا و مخالف ہے پس شرکت اور تشابہ وصاف و عوارض کا سبب التباس
و عدم امتیاز باہمی کا نہوگا کہ اختلاف دونون حقیقتونکا واسطے تمیز اور امتیاز
کے کافی ہے مانند گھوڑے اور گدہے کے مگر جسکی آنکہہ اور کان مین
خلل ہو یا حس مشترک و خیال و وہم مین نقصان ہو تو اوسکو ایک دوسرے
تمیز نہین ہوتی۔ سو آفت رسیدہ حواس کے پہچان و عدم پہچان
کا اعتبار نہین ہے دو چیزین مختلف الحقیقت ہر ایک بر ملا ایک دوسرے سے
جدے و ممتاز ہوتے ہین اور جدا و ممتاز نہونا نزدیک ضعیف البصر
یا بہرے کے اعتبار نہین ہے و ضاد معجمہ کہ خاص حرف عرب کا ہے
اور یہہ حرف سوائے عرب کے کسی زبان مین نہین ہے اسیواسطے عجم
نے جو آواز اس حرف کی کسی استاد ماہر سے سنی نہین ہوتی تو اوسکی آواز
بالکل ناواقف ہوتے ہین اور ضاد صحیح فصیح کو لفظ قبیحہ سے تمیز

نہین کرسکے فقط استعلا وتفخیم واطباق دیدہ کاری کو انکا ادراک ہوجاتا ہے
اور وہ آواز خاص جو اوسکے مخرج کے سبب ادا ہو وہی کہ
ضاد کے ہے اوسکو عجمیون کا ادراک نہین ہوتا اسواسطے کہ کبہی آواز
ضاد کے عرب سے نہین سُنی اور نہ کسی استاد ماہر سے سیکھی
اور جو اوسکے سننے کی عادت نہین ہے تو اگر کبہی استاد ماہر سے
سنتے ہین تو یہ نہین پہچانتے کہ ضاد صحیح نکلا یا نہین بلکہ حیران وساکت رہجاتے
ہین یا اپنے جہالت سے انکار کرجاتے ہین یا ورطہ تشبیہ مین غوطہ کہا کر حقیقت
ضاد سے بالکل محروم رہجاتے ہین پس عجم نے کبہی صوت
ضاد کے نہین سنے اور سننے کی عادت نہین ہے تو صوت ضاد کو
مثل عنقا کے غیر موجود جانکر ضاد کو استعلا و تفخیم مین محصور جانتے
ہین ظاہر ہے کہ ہر زبان پر بعض حروف مخصوصہ اوس زبان کے
غلبہ رکہتے ہین ۔ یعنی وہ حروف اوس زبان والے سے بے تکلف
نکلتے ہین کہ دوسرے زبان والے سے بے تکلف نہین نکلتے جیسے ڈال
ہندی اور ڑا ہندی یہ ہندوستانیون سے اچہے نکلتے ہین فارس
والونسے اور عرب سے نہین نکلتے اور ضاد معجمہ عرب سے خوب

17

نکلتا ہے عجم سے آسان نہین نکلتا ہے اسیطرح ہر زبان کو ساتھہ بعض
حروف اپنے کے مناسبت زیادہ ہوتی ہے تو جب اونکو غیر زبان کے
حرف کو بدلنا ہوتا ہے تو اوس حرف کو اپنے زبان کے غالب فقہ کیطرف کہینچ
لیجاتے ہین یہ بات کلمات معرب سے ظاہر ہے پس جب یہ حرف **ضاد** خاص
عرب کا ہے تو یہ حرف زبان عجم پر دشوار تہا لہذا ہر قوم نے بسبب نہ سیکہنے
اوستاد سے اور دشواری اس حرف کے اور بسبب مطلع نہونے کے کنہ صوت
صحیحہ اوسکی پر اس **ضاد** کو اپنے پڑہنے مین طرت حرف مناسب
مخصوص اپنے کے کہینچ لیگئے جسکی زبان پر لام غالب تہا اوسنے
لام مفخم کرلیا جسکی زبان پر ذال معجمہ غالب تہی اوسنے ذال معجمہ مفخمہ کرلیا
اور اکثر بعضون نے **ظا** معجمہ کرلیا اور کسی نے سین اور کسی نے طا مہملہ کرلیا اسیواسطے
ضاد معجمہ مین زبانین اقوام کی مختلف ہوگئین جو کہ حرمین شریفین مین
سب اقوام جاتے ہین اور جمع ہین اور عرب **خاص** بجز ایک ایک دو دو گہر کے
باقی نہین رہا۔ تمام ساکنان حرمین شریفین کے یا اکثر مولدین یا واردین
ہوگئے۔ اسیواسطے یہی غلطی اختلاف السنہ کے سکان حرمین شریفین
مین پہیل گئے پر **ضاد** معجمہ صحیحہ نزدیک **عرب** خالص کے

19

ابتک اوسیطرح محفوظ ہے کیون محفوظ نہو کہ یہ حرف خاص وخاصة

اونکی زبان کا ہے پس کوئی جاہل غلط خوانی مولدین حرمین شریفین

سے استدلال نکرے کہ بسبب اجتماع واختلاط اقوام مختلفہ کے اگر یہ غلط خوانی

وہان پائی جائے تو بعید نہین ہے اور وہ قابل تمسک کے نہین ہے

مقدمہ چھٹا یہ ہے کہ جبتک ذاتیات شی کی ملین تعریف عرضیات

کے ساتھہ نہین کرتے کہ کامل کے ہوتی ناقص کو پسند نہین کرتے لیکن جب

اطلاع ذاتیات پر نہین ہوتی اور حد ممکن نہین ہوتی تو خواہ مخواہ محتاج ہوتی

ہین طرف تعریف کے عرضیات کے ساتھہ اور قناعت کرتے ہین اوپر رسم کے

جو ذاتیات **ضاد** معجمہ کے ظاہر ہین کہ صوت مع المخرج ہین جیسا گذر چکا ہے

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ **ضاد** سب حرفونسے مخالف بالذات والماہیت ہے

تو واسطے تمیز **ضاد** کے سب حرفونسے یہ اختلاف کافی ہے باقی رہی تمیز

فی السمع اور فرق بیچ **ضاد** صحیحہ اور مستھجنہ کے سو جب تک **ضاد**

صحیحہ کو عرب سے یا اوستاد ماہر سے نہین سنا اور سُنتے سُنتے

اوسکو کان اور ذہن مین نہین رچا تب تک سامع کو تمیز درمیان

ضاد صحیحہ اور مستھجنہ کے مشکل ہے کہ زبان عرب کے بھی تلفظ **ضاد** مین

وقت تلفظ کے بہ تکلف طرف داہنے یا بائین نہین پلٹتے اور زبان عجم کو
زبان کی گردش اور پھرانے مین زیادہ تکلف ہوتا ہے اور عرب کو کم ہوتا ہے
کہ ایام صبا سے عادت پکڑتے ہین اور یہی وجہ ہے دشواری کے تلفظ
مین اور سبب اختلاف اقوام کا کہ جس قوم کی زبان جسطرف آسان پھرتی
ہوے اوسیطرف ضاد معجمہ کو کھینچ لیگیا پس جب ذاتیات ضاد کے
ظاہر ہین تو تعریف ضاد معجمہ کے ساتھ مشابہت ظاء معجمہ کے یا ساتھ
مشابہت دال مہملہ کے محض جہالت ہے کہ باوجود ظاہر ہونے حد تام
کے رسم کی توجہ کرتے ہین اور حد تام کا نام بھی نہین لیتے ہین اور طرفہ یہ ہے
کہ زیادہ تیس سال سے گذرے کہ ہم اوپر ذاتیات ضاد کے خبردار کرتے
ہین اور نہین خیال کرتے اور ماہیت ضاد سے صم بکم ہوگئے اور وہی
تشابہ تشابہ اپنا گا رہے ہین اور پکار رہے ہین اور بڑا تعجب یہ ہے
کہ جب دہلی مین مولوی نذیر حسین صاحب واسطے مناظرہ کے
مع جماعت کثیر اپنے تلامذہ و توابع کے میرے پاس آئے تو بعض
توابع ممتاز اونکے مع اپنے اوستاد کے بار بار یہی حرف کہتے تھے کہ درمیان
ضاد اور ظاء کے وہی نسبت ہے جو نسبت درمیان سین اور صاد کے ہے

اور پھر اب تک دعوی ایسی نسبت پر جما ہوا ہے سال گذشتہ مین
ایک شاگرد مولوی نذیر حسین کا انکا شکو فتحپورے مین وقت کوچ میرے کے
آیا اور یہی دعوی اتحاد دونون نسبتونکا کیا جہالت اور نافہمی اس فرقہ
کے انکے اس دعوی سے خوب ظاہر ہوگئی اسواسطے کہ شاطبی اور
فصول اکبری اور شافیہ مین مخارج مع صفات انکے لکھے ہین کہ سین
و صاد متحد المخرج اور مختلف الصفت ہین اور ضاد و ظا مختلف المخرج
اور مشترک الصفت ہین باوجود اختلاف ماہیت ضاد و ظا کے دونون
مختلف المخرج ہین اور باوجود اتحاد مخرج سین و صاد کے کہ مختلف الصفت
ہین پھر دعوی اتحاد دونون نسبتونکا کس وجہ سے کہا جاوے جہالت اور
نافہمی اس فرقہ کے شمار سے باہر ہین ذکر انکا طول کریگا انشاء اللہ
تعالے بطور اشارہ کے بعض بعض مقام پر ذکر ہوگا حقیقت اور ماہیت
ضاد کو چھوڑ کر لفظ تشابہ تشابہ کا اوپر زبان ہر شخص اس فرقہ کے
کس غرض سے ہے سوا اس امر کے اور کچھ معلوم نہین ہوتا کہ
عوام کو حرف صحیح مخصوص عرب سے منحرف کرکے بیچ پردہ تشابہ کے
پیشتر مین ظا کے ڈالکر تحریف قرآن مجید کی کرین اور حال یہہ ہے

۲۴

تو جانکو غلط اختیار کیا ہے پھر دو چند گناہ اوسپر لازم ہوا اور بعد سیکھنے
کے پھر بھی اگر صحیح نہوا اور زبان قابو مین نہ آئے اور صحیح نہ پڑھ
سکا تو یہہ شخص معذور ہے اور بیچ حق پڑھنے اس حرف کے یہہ
شخص اُمّی شمار ہوگا مانند صحابہ عجمیون کے جیسے بلال وغیرہ کہ یہہ لوگ
معذور تھے اور بیچ حق ایسے صحابہ کے البتہ تاکید اہتمام تجوید کی نتھی کہ
بعد سیکھنے اور صحبت فیض رسول اللہ کی زبان انکی مطاوعت نکی اور بیچ
حق صحابہ عرب کے بھی اہتمام تجوید کا نتھا کہ صاحب زبان تھے تجوید انکی
زبان تھی اور انہی کے زبان پر قرآن شریف نازل ہوا تھا انکے لہجہ اور
قاعدہ وطرز پر پڑھنیکا نام تجوید ہے اور صحابہ کے زمانہ مین اہتمام
تجوید کا اسیواسطے نتھا کہ آدمی یا اہل لسان مجود تھے یا معذور تھے
نافرمان نتھے) تو صحابہ کے زمانہ مین تجوید کا اہتمام نہونے سے وجوب
تجوید باطل نہوگا کہ وجوب تجوید قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور بطریق
تواتر کے آجتک آنحضرت صلعم سے چلا آیا ہے اور جاری ہے گو دشمنان
اس فن کو یہہ تواتر نہ پہونچا ہو کہ منکر کام کا اوس کا کچھ نہین کرتا ہے
صحابہ کے زمانہ مین حاجت اہتمام تجوید کے نتھی نہ صحابہ عرب کو نہ

عجم معذور۔ ونکولیس قول صاحب تفسیر کبیر کا اور استدلال وسکا ساتھہ
عدم اہتمام کے دونون ساقط ہوئے ب سند. اس جواب کی سنا چاہئے جو سند
ہمارے تحفہ نذریہ مین جزری تک لکھی ہے اوسی سند سے ہم یہان بے
لکھتے ہین ۔ قال الجزری اخبرنا الشیخ الامام المجود ابو اسحٰق
ابراہیم بن احمد بقراءۃ ابن ابی الفتح انا الامام العلامہ
شیخ التجوید ابو حیان محمد یوسف سماعا اخبرنا الشیخ
المقری المجود ابو سہل الیسر بن عبد اللہ الغرناطی قراءۃ
منی علیہ اخبرنا الشیخ المقری ابو الحسن علی بن محمد
بقراءتی علیہ انا الشیخ المقری ابو بکر محمد بن ابراہیم الزنجانی
ح واعلی من ہذا قراءۃ علی شیخنا المقری ابی حفص عمر بن
الحسن الحلبی ابنانا علی بن احمد المقدسی عن الشیوخ
الشیخ عبد الوہاب بن علی البغدادی وغیرہ قالوا انا الامام
شیخ القراءۃ والتجوید ابو الکرم بن الحسن البغدادی
حدثنا احمد بن بندار بن ابراہیم حدثنا
ابو الحسن محمد عبد الواحد

٢٥

قال قال عبد الله بن مسعود جودوا القرآن وزينوه بالحسن الأصوات وأعربوه فإنه عربي والله يحب أن يعرب به التجويد مصدر من جود تجويدا والاسم منه الجودة ضد الرداءة يقال جود فلان في كذا إذا فعل ذلك جيدا فهو عبارة عن الإتيان بالقراءة مجودة الألفاظ بريئة من الرداءة في النطق ومعناه انتهاء الغاية في التصحيح وبلوغ النهاية

حدثنا ابو الحسن علي بن محمد بن المعلى الشونيزي
حدثنا محمد بن يحيى المروزي حدثنا محمد بن سعدان
حدثنا ابو معاوية الضرير عن جوين عن الضحاك قال
قال ابن مسعود رض جودوا القران وزينوه باحسن
الاصوات واعربوه فانه عربي والله يحب ان يعرب
به والتجويد مصدر من جود تجويدا والاسم منه
الجودة ضد الرداءة يقال جود فلان في كذا اذا فعل
ذلك جيدا فهو عندهم عبارة عن الاتيان بالقراءة
مجودة الالفاظ منزهة عن الرداءة في النطق ومعناه
انتهاء الغاية في التصحيح وبلوغ النهاية في التحسين
ولا شك ان الامة كما هم متعبدون بفهم معاني
القران واقامة حدوده هم متعبدون بتصحيح الفاظه
واقامة حروفه عن الصفة المتلقاة من ائمة القراءة
المتصلة بالحضرة النبوية الافصحية العربية
التي لا يجوز مخالفتها ولا العدول

عنها الى غيرها والناس في ذلك بين محسن ماجور و
مسيئ اثم او معذور فمن قدر على تصحيح كلام الله
تعالى باللفظ الصحيح العربي الفصيح وعدل الى اللفظ الفاسد
العجمي او النبطي القبيح استغناءً بنفسه واستبدادًا
برأيه وحدسه واتكالاً على ما الف من حفظه و
استكبارًا عن الرجوع الى عالم يوقفه على صحيح لفظه
فانه مقصر بلا شك واثم بلا ريب وغاش بلا مرية
فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدين
النصيحة لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم
اما من كان لا يطاوعه لسانه ولا يجد من يهديه
الى الصواب بيانه فان الله لا يكلف نفسا الا وسعها
ولهذا اجمع من نعلمه من العلماء على انه لا يصح صلوة
قاري خلف امي وهو من لا يحسن القراءة وا
ختلفوا في صلوة من يبدل حرفا بغيره سواء
تجانسا او تقاربا واصح القولين عدم الصحة

كمن قرأ الحمد بالعين والذين بالتاء والمغضوب ب
بالخاء او الظاء ولذلك عد العلماء القراءة بغير تجويد
لحنا وعد القاری بها لحانا انتهی از نشر بقدر ضرورت

اور نشر مین اس بحث کو پورے پورے دیکھنے سے بہت فایدے اور بڑے
مطلب حاصل ہوتے ہین ترجمہ بعد بیان سند کے کہ وہ ظاہر ہے
کہا عبد اللہ بن مسعود رض نے جید اور صحیح کر کے پڑہو تم قران کو اور سنو
اور دل پسند کرو تم ساتھ اچھی آوازکے اور عرب کے طور پر پڑہو تم اوسکو
کہ وہ عربی ہے اور اللہ پسند کرتا ہے کہ خالص کیا جاوے قرآن شریف
سب نقصانون سے اور تجوید مصدر ہے جود تجویدا کا اور اسم اوس سے
جودۃ ہے جو مقابل ہے ردائت اور ناقص کے بولتی ہین جوّد فلان
کذا جب کرے اوس چیز کو اچھی پوری پس تجوید نزدیک اما مون قرأۃ کے
مراد ہی اچھی پڑہنے قران سے جسکی الفاظ جید پوری اپنے مخارج اور
صفات مین ہون خالص پاک و صاف ہون زبان سے نکلتی ہین
اور معنون کے سمجہانے مین نہایت درجہ کی ہون صحیح پڑہنا اور خوش
آوازی سے پڑہنا بہی ایسا ہو کہ اوس سے زیادہ نہو سکے

اور بلاشک امت محمدیہ جیسے وہ عبادت جانتے ہین سمجھنے معانی قرآن
کو اور قائم کرنے احکام اوسکی کو اوسیطرح عبادت جانتے ہین صحیح کرنی
الفاظ اوسکے کو اور سید ہا کرنے حرفون اوسکی کو اوپر اوس طور طریقہ
کے جو لیا گیا اور سیکہا گیا ہے اماموں قراۃ سے وہ طریقہ جو متصل
برابر پہونچا ہے ساتھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور وہ طریقہ ایسا ہے
کہ اوس سے زیادہ کوئی فصیح عربی نہین ہے اور اوس طریقہ کی مخالف ہرگز
جایز نہین ہے اور اوسکو چہوڑکر دوسرا طریقہ پکڑنا جایز نہین ہے یہ مطلب
احادیث سے نکلا ہے اور اس سے فرضیت اور وجوب تجوید ثابت ہے اور
آدمی تجوید مین بعضے اچھی تجوید ادا کرنے والے ہین اور ثواب پانیوالے اور
بعضے گنہگار کے پڑہنیوالے ہین پہر وہ گنہگار ہین یا معذور ہیں جو شخص قادر
ہوا اوپر صحیح پڑہنے قرآن کے ساتھہ لفظ عربی فصیح کے اور اوسی چہوڑکر لفظ
فاسد عجمی یا نبطی پڑہی اور بے پروائی کرے سیکہنے سے اور اپنی سمجہہ پر ہی جانے
اور اپنے ذہن کو ٹہا جانے اور بہروسا کرے اپنے عادت اور یاد پر اور
تکبر سے عالم قرآن سے نہ پوچہے جو اوسکو واقف اور خبردار کردے
اوپر صحیح پڑہنے قرآن کے تو وہ شخص قصیر دار ہی بلاشک

۲۹

اور گنہگار ہے بلاریب اور چپ رہے بلاتردد دیس تحقیق فرمایا ہے رسول
علیہ السلام نے دین خیرخواہی ہے واسطے اللہ کے اور واسطے کتاب کے
اور واسطے رسول کے اور واسطے اماموں مسلمین کے اور واسطے عوام مومنین
کے لیکن جو شخص کہ نہ قابو مین ہو زبان اوسکی اور نہ میسر ہو ایسا استاد
کہ صحیح سکھادے اوسکو تعلیم اوسکی تو تحقیق نہین تکلیف دیتا ہے اللہ
تعالی کسی نفس کو مگر بقدر طاقت اوسکی کے اسیواسطے اجماع کیا ہے
اون علماؤن نے جنکو ہم جانتے ہین اوپر اس بات کے کہ نہین صحیح
ہے نماز قاری کے پیچھے امی کے اور امی وہ ہے جو قرآن شریف کو
اچھی طرح صحیح تجوید سے پڑھنا نجانتا ہو اور اختلاف کیا ہے علما نے
بیچ نماز اوس شخص کے جو بدل ڈالے کسی حرف کو ساتھہ دوسرے
حرف کے برابر ہے کہ ہمجنس سے بدلی یا قریب المخرج سے اور صحیح ترین دونوں
قولوں کا عدم جواز ہی جیسا کہ الحمد کو عین سے اور الدین کو تاء سے اور
المغضوب کو ساتھہ خاء کے یا ظاء معجمہ کے پڑہے اسیواسطے شمار کیا ہے
علما نے قراءۃ بغیر تجوید کو لحن اور قاری بے تجوید کو لحان انتہی
تمام ہوا ترجمہ عبارت نشر کا ۱۲ ۱۲

جاننا چاہیئے کہ معذور وہ ہے جسکی زبان بعد سعی وکوشش کے
قابو مین نہ آوے جیسے بلال و دیگر عجم کے صحابہ اور جو شخص بہرے
سے سیکھتا ہی نہین تو وہ بلاشک گنہگار ہو کیا حال اوسکا ہوگا جو منکر ہے
وجوب تجوید کا اور عوام کو بالادی طرف ترک تجوید کے رسالہ تصنیف
کر کرکے اور اون رسالون مین اپنی بذلیات اور افترات اور
سہو تحریفات وغیرہ بہر کر عوام کو روکرنا واجب شرعی کا جو تجوید ہی تعلیم کرنا ہے
اور عبارۃ استبداد اسی بہی ظاہر ہوا کہ معذور بعد تعلیم سیکہنے سے ہوگا
اور پہلے سیکہنے سے معذور نہین ہے اور روایات فقہ جواز نماز کے
معذور کے حق مین ہین اوس شخص کے حق مین نہین ہین جو اول سے
منکر تجوید ہو کر نہ سیکہے پس عبارت لنشرہ کے ہر ہر لفظ مین تامل کرنا
چاہیے تو حقیقت کام کے اوس سے ظاہر ہو جاوے اب جاننا چاہیے
کہ حرمت وجواز غلط خوانی قرآن کے ساتھ لحن جلی یا لحن خفی کے جسطرح
ہو پہر ساتھ خلل اور نقصان علم یعنی مخرج حرف کے ہو یا خلل صفت کے ہو
یا تبدیل حرف کے ساتھ حرف دوسرے کے ہو یا ساتھ تبدیل حرکت
کے حرکت سے ہو کسیطرح ہو یہ مسئلہ علم قرأت کا ہے اسکو کتب

۳۱

قرارت یا تجا رویون سے ڈہونڈہنا چاہیے نہ کتب فقہ اور فقہاسے سوالئے
کہ مسئلہ ہر علم اور ہر فن کا اوسی فن اور علم سے اور اوس فن والے سے ڈہونڈہنا
چاہیے پس اس مسئلہ کے حکم مین روایات فقہیکو لانا جہالت سایل اور
مجیب دونون کے ہے اسواسطے کہ موضوع دونون علمون کے جدی مین
قرارت مین بحث تجوید واختلاف وغیرہ سے ہوتی ہے اونہین کے احوال
بیان ہوتی ہین اور فقہ مین بحث اعمال مکلفین سے کے دجواز وعدم جواز وصحت
اعمال کی بحث ہوتی ہے گو محمول ظاہر مین متحد ہوجاوے جیسا جواز کے
معنی فقہ مین برارت ذمہ مکلف کے دنیا مین ہے اور ثواب غیرہ فضل ہے
اور جواز کی معنی قراءۃ مین صحت اداء قرآن کا موافق لہجہ عرب یا متوہباکے ہے
اور ثواب وحصول جزمیۃ تمامہ وقبولیت بہ فضل ہے یہ دونون جواز کے
معنی مختلف ہوئی تو جواز فقہ اور چیز ہی اور جواز قراءۃ اور چیز ہی ایک جواز دوسرے
جواز کو مستلزم نہین ہے جواز فقہ سے جواز قراءۃ لازم نہین آتا اور جواز قراءۃ
سے جواز فقہ بہی لازم نہین آتا عدم لزوم ایک کا دوسری کو بدیہی وظاہر
تو محمول بہی دونون کے جدی ہوے اور موضوع بہی جُدی ہین کہ قراءۃ
اعمال ہین حسب دو قضیہ سے کے موضوع بہی مختلف ہوی اور محمول بہی

مختلف ہوی تو کس طرح بدون اوسط مشترک کے ترتیب شکل دلیل کے
ہوسکتی ہی یہہ کلام اہل میزان پر ظاہر ہی ایک سالہ مسمی قول فیصل کا
ایک لا مذہب نے بلا نام مرسل و مقام کے بہیج کر طالب ہوا کہ اس پر عمل کر دیا
جواب دوا ور خود اپنی مرضی کے سوال اور جواب بنا کر لکھے تھے اور نقل عبارت مین
مفید مطلب کا اضافہ اور مُخل مطلب کا حذف کیا تھا۔ اور روایات فقہیہ جو
جواز نماز معذورون مین وارد تھے اونکو جواز پڑہنے ظاء کے
بدلے **ضاد** پر لایا تھا جب موضوع اور محمول دونون علم قرارة اور فقہ کے
مختلف ہوئی تو روایات فقہیہ کا جواز ظاء کا **ضاد** کے جگہہ مین
لانا بالکل بے محل اور غلط ہوا کہ بدون شرکت اوسط کے کسطرح دعوی کا
نتیجہ نکلیگا اور پڑہنے ظاء پر جگہہ **ضاد** کے اجماع کا دعوی کیا ہی
اور تمام سلف پر بہتان باندہا ہی بلکہ علامہ جزری نے ساتھ اپنے قول
ولہذا اجمع من نعلمہ الخ حرمت لحن پر و عدم جواز نماز قاری کے
پیچھے غلط خوان کے اوپر اجماع کا دعوی کیا ہی کہ معذور غلط
خوان امی ہی اس حرف مین جیسا پہلے گذرا اور سند اجماع کے احادیث
مذکورہ بالا ہین پس مدعی جواز ظاء کا جگہہ **ضاد** کے

۳۴

مخالف اس اجماع کا ہی او سکو چاہئے کہ کوئی روایت فقہیہ جواز
لحن جلی یا خفی کے قران مین بیان کرے بغیر اسکے حرط قنادادر سے کے
بل چلنا ہی **جواب استدلال مدعی** اور جو مدعی جواز ظا کا بدلے
ضاد کے روایت فقہیہ لایا ہی اوس سے جواز نماز اوس شخص کا
ثابت ہوتا ہی جسنے بدلے **ضاد** کے نماز مین ظا پڑہے سو وہ لانا اوسکا
اور نہ وہ روایت فقہیہ اور نہ وہ جواز اوسکے مفید مطلب ہی بلکہ یہہ
دعوی اتقریب کا مخدوش و مردود ہی چند وجہونسے **اوّل** یہہ
کہ جواز صلوۃ غلط خوان کی فقہا مین مختلف فیہ ہی اور اصح عدم جواز
ہین اور یہہ عدم جواز موافق اس قاعدہ اصولیہ کے ہی اذا دار
الامر بین الخطر والاباحۃ فالفتوی علی الخطر یعنی
جس شئے کی حرمت و اباحت مین تردد ہو اور دلیل حرمت او حلت دونون کی ہو
تو اوس جگہ فتوی حرمت پر ہی **دوسرے** یہہ کہ سند او قیاس مسئلہ قرارت کے
ساتھہ مسئلہ فقہ کے درست نہین جیسا مقدمات مین گذرا **تیسرے** یہہ کہ جواز
وعدم جواز قرارت کے معنی او ہین کہ صحت قران ہی اور جواز و عدم
جواز صلوۃ کے معنی اور ہین کہ برارۃ الذمہ ہی پس جب محمول مختلف ہوا

٣٤

تو قیاس مع الفارق ہوا وہ باطل ہی چوتھے یہہ ہی کہ جواز و عدم
جواز بیچ روایات فقہیہ کے نماز پر محمول ہی نہ قرارت ظا پر جگہ **ضاد**
کے یا مشابہ ظا پر جگہ **ضاد** معجمہ کے پس جواز صلوۃ سے جواز پڑھنے
ظا یا مانند دال جگہ **ضاد** معجمہ کے ثابت نہین ہوتا فقہ مین موضوع
نماز ہی قرارت مین موضوع قرارۃ ہی جواز نماز سے جواز مطلقاً ظا پڑھنے کا
جگہ **ضاد** کے کسیطرح ثابت نہین ہوگا اسواسطے کہ درمیان دونون
جواز کے استلزام نہین ہی نہ استلزام علیۃ نہ استلزام معلولیہ کا نہ استلزام
معلولیہ ثالث کا پس مدعی نے دعوی ایک عجب استلزام کا کیا کہ مبتدی
ایسا غوچی پڑھنے والا بھی اسکو جائز کہیگا مگر یہہ بڈھے نابالغ کہ اپنی
آرزو و امید کو ہر موجود و معدوم موافق و مخالف پر لزوم کا دعوی کرکے
عوام کو مغالطہ دیتے ہین۔ اور گمراہ کرتے ہین **پانچوین** یہہ کہ ہم
سب سے درگذرے اور قطع نظر کرتے ہین اور کہتے ہین یہہ سب
روایات فقہیہ جو یہہ مدعی اپنے ثبوت ظا پر لایا ہی قاضی خان
اور شامی اور اور سب کتب فقہ سے ان سب روایات کو فقہا
زلۃ القاری اور غلط خوان کے ذکر مین لاتے ہین قرارت قران کے

ذکر مین نہین لاے اسیواسطے اس جواز کی دلیل مین فقہا لکھتے ہین
کہ بسبب عدم مطاوعت زبان اور واسطے عموم بلوی کے جواز کا حکم
دیا گیا ہی پس مرجع اور محل ان سب روایات کا غلطی قرآن پر ہی پس یہہ
روایات خود بڑی گواہی دیتے ہین اوپر غلطی ظا جگہ ضاد کے اور
اوپر حرمت اس غلطی کے اور اجماع حرمت اسکے کے اور اگر یہہ
پڑہنا ظا کا جگہ ضاد کے جائز شرعی ہوتا تو یہہ فقہا اس سے تعرض
نکرتے اور مفسدات نماز مین ذکر کرتے یہہ ذکر فقہا کا لغو و بیجا ہوتا اور اپنی
مرغوب اور آرزو انکو ہر شخص بہتر و اچھا جانتا ہی اسمین کلام نہین ہی اور
صاحب اثبات اور بلا شک دیون کے طرف اپنی گمان و خیال کے نہین تھے
اول تو ایسے غلط خوان کی نماز کے صحت مین اختلاف ہی اور پھر جسنے
صحت کا فتوی دیا اور جائز کہا تو یہہ جواز نماز کا اوس شخص کے
حق مین ہی جس شخص کی زبان قابو مین نہو اور بعد سیکھنے کے بھی قدرت
صحت خوانی پر نہو تو یہہ جواز ضروری مانند جواز اوتارنے لقمہ کے شراب سے
یا کہانے مردار کے وقت جان جانے کے بھوک سے ہو اکہ وقت ضرورت کے
جائز ہی اور پھر اوسی حرمت اصلی پر ہی پس اگر کوئی شخص اس جواز

شراب کو وقت غصہ کے نوالہ اٹکتا گلے مین اور مردار کو وقت جان جانیکے
حجت و دلیل پکڑ کے فتوی دیوے کہ شراب اور مُردار مطلقاً جایز ہی سو وہ
سوائے ملحد کے نہوگا جبکہ غلط پڑہنا قران شریف کا الحان جلی یا خفی سے
اجماعاً حرام جیسا شراب و میتہ اجماعاً حرام ہین اور معذور کیواسطے بعض
عُلماء نے نماز جایز ہونیکا فتوی دیا ہی واسطے ضرورت کے سیکھنے تک پس
اگر اس جواز ضروری سے کوئی شخص استدلال پکڑ کے مطلق شراب پینا اور مردار
کہانا ہر وقت جایز جانے اور عوام کو گمراہ اور حرام کے طرف بلانیوالا ہو تو
ایسے شخص کا قول سُنا نہین جایگا کہ واسطے تحریف قران اور کہونے
نماز عوام کی عوام کو غلط پڑہنے قران پر اور چھوڑنے تجوید پر اور تصحیح
نکرنے قران پر دلیر کرتا ہی اور فرض ہونا تصحیح قران کا آیت ورتل
القران ترتیلاً سے اور احادیث مذکورہ بالا اور اجماع اور توارث
مسلسل قران سے ساتھہ تصحیح اور تجوید قران کے انحضرت صلعم سے
اجتک ثابت اور قایم ہی باطل کرنے چند جہال ہند سے یہہ توارث
اور تواتر باطل نہوگا کہ بحکم من جہل شیئاً عاداہ کے دشمن قران و حدیث
اور فقہ کے ہوکر فرضیت صحیح پڑہنے قران کو باطل کرتے ہین اور خداتعالی نے

اٰیت نحن نزلنا الذکر وانا له لحٰفظون مین وعدہ محافظت
قران کا فرمایا ہی اپنے کتاب کا خود وہ حافظ ہی احباب کو اطلاع ہو
کہ ہر سال مین بار بار اس مسئلہ کا ہندوستان کے شہرونسے طرح طرحکے
تقریرونسے سوال آتے تھے ہر ایک کا جواب مطابق مذاق سوٰل کے لکھا
جاتا تھا اور ایتین کم مایہ جانکر امیدوار توجہ علماء ہند کا تھا کہ کوئی عالم متوجہ
ہوکر جواب تفصیلی اس مسئلہ کا لکھکر فتنہ اس فرقہ کا قران پاک کے باب مین
موقوف کردے جو یہہ فتنہ نہ بیٹھا بلکہ روز بروز ترقی پر دیکھا اور ان دنونمین
ایک جاہل نے رسالہ قول فیصل لکھکر بہیجا اور طالب عمل کا یا جواب کا ہوا
جوکہ وہ رسالہ لعن و تبرا و مفتریات و ہذیانات سے بہرا تھا
قابل التفات و جواب کے نہ جانکر ڈالدیا تھا کہ فحش گوی کا طالب علمونکا
نہین ہی بسبب متوجہ نہونے علماء ہند کے اور جہیڑ چہاڑ دائمی ان لا مذہبونکے
اس جواب مین قدرے طول ہوگیا علماء کے نظر مین اگر قبول ہو
فبہا والا اصلاح سے دریغ نفرمائین کہ یہہ تطویل ضرورت سے
ہوی ہی اور واسطے مطلع کرنے اوپر ہذلیات قول فیصل کے اور
سرقات اوسکے کے بطور نمونہ کے چند فقرے لکھے جاتے ہین تا صاحب

۳۸

رسالہ اس جواب کو جواب اپنے رسالہ کا جانے ظاہر ہو کہ علامہ جزری نے
اوپر عدم جواز لحن کے اجماع نقل کیا ہی اور رسالہ مذکور مین اجماع اوپر
جواز ظا کے بجگہ **ضاد** کے لکھا ہی پس یہہ لحن جلی جو حرام اجماعی ہی
کسطرح جایز و مجمع علیہ ہوگا **ان هو الا افك** دوسرے یہہ کہ رسالہ
مذکور مین عبارت نشر و تمہید وغیرہ کے اسطرح پر نقل کری ہی ۱۲ والضاد
انفرد باستطالة وليس في الحروف ما يعسر على اللسان
مثله والسنة الناس فيه مختلف وقل من يحسنه
فمنهم من يخرجه ظاء معجمة وهم اكثر الشاميين ومنهم
من يخرجه دالا مهملة او معجمة ومنهم من يخرجه طاء
كالبصريين ومنهم من يخرجه لاما مفخما وهم الدباغ ۱۲
انتہی اور اصل عبارت نشر کے یہہ ہی الضاد انفرد باستطالة
وليس في الحروف ما يعسر على اللسان مثله فان السنة
الناس فيه مختلفه وقل من يحسنه فمنهم من يخرجه
ظاء معجمة ومنهم من يخرجه بالذال ومنهم من يجعله
لاما ومنهم من يخرجه طاء ومنهم من يشبه بالزاء

وکل ذلک لایجوز الخ پس ان دونون عبارتون مین دیکھو قطع نظر تبدیل عبارت سے فقرہ وکل ذلک لایجوز کا کیسا صاف حذف کر دیا کہ مطلب کے نقیض تھا کیسا خائن بیباک ہی کہ چوری کر کے عبارت نثر کے نقیض کو عبارۃ نثر سے ثابت کرتا ہی ابتک رسم الفاظ کے نہین جانتا اور دعوی اجتہاد کا کرتا ہی جب یہہ شخص لامذہب وغیر مقلد ہی اور تقلید کو حرام جانتا ہی پہر کسلوسطے استدلال کتابون سے کرتا ہی پس ساری کتابین بخاری ومسلم وغیرہ قابل استدلال کے نہین رہین والا کیا دلیل رکہتا ہی اسپر کہ جو ان کتب مین لکہا ہی وہ حدیث یا قول رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور کس آیت وحدیث مین مذکور ہی کہ جو بخاری یا مسلم مین ہی مثلاً وہ صحیح ہی باوجودیکہ ان کتابون مین رطب یابس سب بہرا ہوا ہی غایتہ ما فی الباب یہہ ہی کہ بعض کتب حدیث مین رطب کو یابس سے ظاہر وجدا کر دیا ہی اور اور کتابون مین یہہ نہین کیا حالانکہ ان کتب کے راویون مین روافض وخوارج وجہمیہ وقدریہ صدہا موجود ہین اور خدا نے اور رسولؐ نے نہین فرمایا ہی کہ باوجود ایسے خرابی حال راویون کے انکا قول سچا ہی قابل اعتبار کے پس باوجود غیر مقلدی انکی اور اختلاط راویان ان کتب کے

اور نہوے سند کہ قرآن وحدیث سے انکی پاس۔ توکوئی سند اور دلیل
اس فرقہ کے کسی دعوی پر اور کسی مطلب اور حدیث وکتاب درست نہین ہی
یہہ فرقہ مانند فرقہ عندیہ کے ہی انسے بے غرض رہنا چاہئے اس زمانہ مین انکے
واسطے آیۃ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم کافی ہی

تکملۃ

پیدا ہجو مینے اصل سوال کے جواب مین کہا ہی بعینہ وہی تقریر بعض تصانیف
ملا علی قاری مین ہمنے دیکھے تائید سے دل خوش ہوا اور جاننا چاہئے
کہ ایک اور عبارت نشر کے جو مفید اہل علم کے ہی اور عبارت منقولہ سابقہ
کے بعد ہی وہ بھی یہان لکھے جاتی ہی اور وہ یہہ ہی وقسموا اللحن
الی الجلی الخ ترجمہ اور تقسیم کیا اماموں نے لحن کو طرف لحن جلی اور لحن
خفی کے اور اختلاف کیا ہی اونھون نے بیچ حد اور تعریف لحن کے
اور صحیح یہہ ہی کہ تحقیق لحن بیچ جلی اور خفی کے وہ خلل ہی جو عارض
ہوتا ہی الفاظ پر پس مختل اور خراب ہوجاتے ہین الفاظ
لیکن لحن جلی مین ایسا خلل اور فساد ہوجاتا ہی کہ اوسکو علماء قرارت
اور غیر اونکے سب پہچان لیتے ہین اور لحن خفی مین ایسا خلل ہوتا ہی کہ
اوسکو نہین پہچانتے ہین مگر علماء قرارت اور امام اداکے جنھون نے

کتب ملا علی قاری بعینہ دیدہ شد ونیز یک عبارۃ نشر کہ مفید اہل علم است وبعد عبارۃ منقولہ سابقہ نوشتہ میشود وآن اینست وقسموا اللحن الی الجلی

لیا ہی قران کو دہان اور زبان علما سے اور خوب ضبط کیا ہی اونہون نے
لفظ اور پڑہنا اون اوستادونکا جنکا پڑہنا پسند کیا گیا ہی اور اعتماد لوس
بہروسا کیا گیا ہی معرفت اونکی کا قرارت مین اور نہین نکلے وہ قواعد صحیحہ
قران سے اور تصریحات روایات ظاہرہ سے اور دیا اونہون نے ہر حرف کو حق
ادا اوس حرف کا اور رکہا ہی اوس حرف کو اپنی جگہ اور مرتبہ مین اور پہونچایا
اوس حرف کو اوسکی تجوید اور درستی اور ترتیل تک جو اوس حرف کا حق تہا
کہا شیخ امام ابو عبداللہ نصر بن علی بن محمد الشیرازی نے بیچ کتاب اپنے
موضح فی وجوہ القراءۃ کے اوسکی فصل تجوید مین بعد ذکر کرنے اوسکے کے
ترتیل اور حدر کو اور واجب لازم ہونے تجوید کو بیچ حدر اور ترتیل
دونون کے کہا ہی پس حسن ادا کا فرض ہی بیچ قرارت کے اور واجب ہی
اوپر قاری کے کہ پڑہے قران کو حق پڑہنے اوسکے کا واسطے بچانے قران کے
اس بات سے کہ راہ پاوے اوسمین لحن اور تغییر بنا کرنے اوپر اس بات کے کہ
علما نے اختلاف کیا ہی بیچ واجب ہونے تجوید وحسن ادا کے قران مین
پس بعض علما کا یہ مذہب ہی کہ تجوید وحسن ادا فقط قراءۃ منفرد مین
فرض ہی پس تحقیق تجوید لفظ کے اور سیدہا کرنا حروف کا اور اچہا ادا کرنا

٤٣

واجب ہی بیچ قراءۃ مفروضہ کے یعنے قراءۃ نفل مین تجوید فرض نہین ہی
پس یہہ مذہب اوسکا یہہ ہی کہ فرض ہونا تجوید کا یعنے وجوب تجوید مطلقاً
اوپر ہر ادمی شخص کے ہی جو پڑہتا ہی کچھ بھی قرآن سے کسی حالت مین ہو
اسواسطے کہ نہین رخصت ہی بیچ تغییر لفظ اور پڑہنے قرآن کے اوپر ہر کسی کے
لفظ قرآن کے اور بیچ راہ پانے لحن کے قرآن مین مگر نزدیک ضرورت کے
قال اللہ تعالی قرآنا عربیا غیر ذی عوج یعنے تجوید قرات
مفروضہ مین واجب ہی اور نفل مین واجب نہین ہی سو یہہ قول تفصیل کا
شاذ و مخالف جمہور کے ہوا جمہور کے نزدیک وجوب تجوید قرات نفل
و واجب دونون مین ہی بلکہ ہر جگہہ تجوید واجب ہی انتہی اور یہہ خلاف
اوپر اس طور کے جیسا ذکر کیا امام نصر بن علی نے وہ غریب و نادر ہی
اور مذہب دوسرا صحیح بلکہ سچ و صواب ہی جیسا ہمنے پہلے ذکر کیا ہے
او ہمارے ہی موافق مطلق الوجوب کو ذکر کیا امام حجۃ ابو الفضل رازی نے
بیچ اپنی تجوید کے اور صواب کہا اوسکو جسکو ہمنے صواب کہا واللہ اعلم
تمام ہوے عبارت نشر کے ابو عمرو الدانی سے بعد لکھے اون حروف قرآن کے
جنمین ضاد و ظا برابر پاس پاس آئے ہین لکھا ہی بیچ مقنع کے

اوراایسا ہی وہ الفاظ جو مشابہ ہون الفاظ مختلف المعنی اپنے کو اودرستھے فقہا
یارون ہمارے ایسے کہ نہین پڑہتے تھے نماز پیچھے اوس شخص کے جو جدا او ممیز نہ پڑہے
ضاد کو ظاسے اور نہین پڑہنا نماز کا پیچھے ایسے شخص کے
درست وصحیح ہی بسبب بدل جانے معنون کے او فساد مراد کے اور پہر بعد ایک
صفحہ کے امام دانی نے لکھا ہی پس قصد کر تو او اہتمام کر تو جدا و ممیز پڑہنے
ضاد کے ظاسے اور خوب یعنی بالکل جدا کر تو **ضاد** کو ظاسے
اور یہہ تاکید ہی بیچ مانند قول حق سبحانہ تعالی کے ثم اضطرہ اور فمن اضطر
والا ما اضطررتم اور ملا علی قاری نے شرح شاطبی مین لکھا ہی اگر نہوتا
اطباق تو البتہ ہوجاتا طا، دال اور ہوجاتا ظا، ذال اور صاد سین اور البتہ
نکل جاتا **ضاد** کلام سے اسواسطے کہ نہین ہی مخرج اوسکے سے کوئی
حرف سوا اوسکے او مخرج اوسکا مخرج اطباق کا ہی او جب جاتا رہا اطباق
توجاتا رہا **ضاد** اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ **ضاد** کے مخرج سے دوسرا
حرف نہین ہی اور **ضاد** نہین پایا گیا ہی بیچ کلام کسی قوم کے سوائے
عرب کے الخ اور جزری نے بیچ مقدمہ کے یہہ شعر لکھا ہی **شعر**
والضاد باستطالة ومخرج ✦ میز من الظاء وکلها تجی

۴۴

[illegible] الذي ذكره [illegible] هو الصحيح [illegible] الصواب [illegible] ما قدمناه وكذا ذكر الامام الجليل ابو الفضل الرازي

قال الله تعالى [illegible] الا عند الضرورة [illegible] في تفسير اللفظ بالقرآن

[illegible]

۴۵

اور اسیطرح اکثر عبارات قوم مین تاکید آئی ہے بیچ تمیز اور جدا کرکے
پڑہنے ضاد کو غیر اپنے سے خصوصاً تمیز کرنے مین ضاد کے
ظاء سے زیادہ تر تاکید آئی ہی پیدا باوجودیکہ مخرج ضاد معجمہ کا
اول گروٹ اور کنارہ زبان سے آخر کنارہ زبان تک نزدیک نوک اور
سر زبان کے ہی جو ملی جڑ داڑہون دہنے یا بائین سے پس بیچ مخرج
ضاد کے طول واقع ہی پس جبتک تمام مخرج طویل او لمبی اپنی سے
ادا نہوگا ضاد معجمہ نہوگا اور ظاء معجمہ سر زبان اور سر ثنایا علیا سے
ہی اور یہہ دونون استعلا و اطباق وغیرہ صفات مین مشترک ہین پس
مخرج ضاد کا قریب بلکہ متصل مخرج ظاء کے تمام ونیتی ہوتا ہی
پس درمیان ان دونون کے قرب مخرج و اشتراک فی اکثر الصفات
واقع ہی پس جو عادت نکالنے ضاد کے اپنی مخرج طویل سے نہوگی
تو اندیشہ یہہ تھا کہ ضاد قصیر ہو جاوے اور مخرج طویل ضاد کا
کہ جو دشوار التلفظ ہی جاتا رہی اور تمام مخرج ظاء سے کہ قصیر اور سر زبان کا ہی
ادا ہو جاوے تو خالص ظاء ہو جائیگی یا مخرج ظاء سے بھی ادا نہو تو
شمار حرف سے خارج ہو جاوے اور دونون صورتون مین

یعنی فاسد ہو جاتینگے اور خلاف مراد ہو جائیگا اور یہہ جایز نہین ہی کہ
اگر تعلّم اور سیکھنے کے اوستاد سے اور مشق چندر روز قابل مشق کے پہر بھی اگر
ضاد مخرج طویل اپنے سے نہ نکلا اور ادا نہوا اور زبان بھی موافقت کرکے
مخرج کو نہ لگے تو وہ شخص معذور ہی اور قران پڑہنا اوسکا بلا شک غلط ہوا
اور نماز اوسکی بضرورت بے قابو ہونے زبان کے جایز ہوگی جسکو فقہا نے اپنی
کتب مین جواز نماز کا فتوی دیا ہی لیکن جواز قراءۃ کا فتوی نہین دیا ہی یہہ
جواز نماز کا فتوی ایسا ہی جیسا فتوی لقمہ اوتارنیکا ساتھہ شراب کے
وقت نہونے پانی وغیرہ کے یا فتوی کھانے مردار کا وقت مرنیکے بہوک سے
اور میسر آنے اور جینکے اور اس جواز ضروری سے استدلال پکڑکے مطلق
شراب پینے کو مطلقاً ضرورت و بلا ضرورت مین یا مردار کھانیکو ضرورت بلا ضرورت
جایز کہنا باطل ہی اسیطرح جواز نماز ضروریسے استدلال پکڑکے
فتوی دینا اوپر جواز مطلق ظا پڑہنے کے **ضاد** کے جگہہ مین معذور و
غیر معذور کو تحریف دینا اور تضلیل عوام ہی یا مانند دعوی کرنے جواز شراب
پینے اور مردار کہانے کے اس دلیل سے کہ مرنے کے وقت
بہوک سے یا نوالہ اٹکنے کیوقت گلے مین مردار اور شراب جایز ہی

تو ہر وقت شراب اور مردار کہانا جائز ہی پس سمجھہ لو تم اہل عقل کامل کے اور
یہہ واجب التنبیہ ہی کہ اس جگہہ فہم عبارات آئمہ مین جہال زمانہ نے بڑا دہوکا
کہایا ہی یا عوام کو عمداً پردہ تشبیہ مین فریب دیا ہی کہ تحذیر کو تحریف بنا دیا ہی
تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ عبارت اماموں قرارہ مین لفظ مشابہت کا مقام
تحذیر مین واقع ہوا ہی پس اس زمانہ کے کو دنوں اور نافہموں نے اسکو تحریف اوبہانا
سمجہا اور خلق کو گمراہ کیا مثلاً علامہ جزری نے مقدمہ مین یہہ شعر والضاد باستطالۃ
ومخرج الخ فرمایا ہی تو مطلب اوسکا یہہ ہی کہ ضاد ساتھ ظا کے اکثر صفات مین
شرکت رکہتا ہی اسیواسطے یہہ دونوں صوت استعلا و تفخیم مین مشابہ ایک دوسرے کے
ہین اور مخرج ضاد کا زبان پر دشوار ہی اور وہ محل التباس کے ہی پس واجب ہی کہ پڑہنے والا
ضاد کو اوسکے مخرج طویل سے ادا کرے تا متمیز اور جدا ظا سے ادا ہو
ورنہ لحن محرم ہو جائیگا اور گنہگار ہوگا اور واسطے اہتمام اس تحذیر کے
جو جو لفظ قرآن مین ساتھ ظا کے واقع تہے شمار کر دیئے کہ سوا ان الفاظ
معدودہ کے سب جگہہ جو ہی وہ ضاد معجمہ ہی اسکو اپنے مخرج طویل سے
ظا سے متمیز و جدا ادا کرے ورنہ گرفتار لحن حرام کا ہوگا پس جزری نے یہہ
طول کلام واسطے تحذیر اور ڈرانے کے تشبیہ و عدم تمیز کرنے سے کیا

۸۷

ان غبیون اور کج فہمون نے اوسکو تحریف اور اوپہار نے پر حمل کرکے خلق کو
یہہ بھی ایک دہوکہا دیا اللّٰھم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین تمت

دعوی لامذہبان غیر مقلد

دعوی اول کہ بنیاد و اصل دعوی دوم است تقلید بالکل حرام و شرک است **جواب** این دعوی درین رسالہ اولاً مذکور نیست بلکہ در ضمن تحریر دعوی دوم مذکور است و مبطل بنفسہ است و باطل است چراکہ جز این مقدمہ مفید نیست و کلیہ اش مبطل بنفسہ است چہ معنی کلیہ آنکہ تقلید قاطبۃً در قران باشد یا حدیث یا فقہ و اعمال باشد یا اعتقاد بالکل حرام و شرک است و ظاہر است کہ صحت قرانی از ختمات مصاحف مکتوبی بکتابتہ عثمانیہ اجماعتہ بدون اسناد و روایت محال است و ہمچنین حدیث است و سماع از انحضرت صلعم مفقود است مدار جمیع امور بر تقلید است پس اصول دینی کلیتہً باطل شد و ہم تقلید این لامذہبان در مسایل منتشرہ ایشان ہم باطل شد کہ این تقلید ہم در کلیہ داخل بود

مگر آنکه مقصد الشان این باشد که تقلید کا یہ سوا ے تقلید ما در رسایل ما

حرام و شرک است و تقلید ما در رسایل ما جایز و واجب است و ہو کما تری فقط

دعوی دوم متفرع بر دعوی اول

در قرآن بجاے **ضاد** معجمہ خواندن ظاے معجمہ باجماع از کتب قراءة و فقہ جایز بلکہ

واجب است ۱۲ **جوابش آنکه** از کتب قراءة قاطبۃً ثابت است و مدلل است کہ لحن

مطلقاً بہ تبدیل حرف بحرف باشد یا حرکت بحرکت یا بازالۂ مخرج و صفت باشد

ہمہ حرام است اجماعاً اگر مدعی را دعوی باشد از یک کتاب معتبر جوازش بنماید

و کتب و رسائل جدید جہال معتبر نخواہند بود و درین حرمت جزری اجماع است نقل

کرده و در کتب فقہ در جواز نماز غلط خوان حسب قرار و تحریر ایشان اختلاف است

و مفتی بہ جواز است پس بعد تحریر اختلاف فقہا باز دعوی اجماع از ہذلیات ذکوی

بصیر است و قتیکہ اختلاف فقط فقہا شد و قرار بالکل ازین اختلاف محفوظ اند

پس جواز نماز کہ بنسبت عدم جواز بسیار اقل شد کہ قرار قاطبۃً و

بعض فقہا قائل عدم جواز اند پس در جواز نماز ہم اخذ قول

اقل و ترک قول اکثر شد باز فقہا این روایات جواز و عدم

جواز نماز کہ می آرند در باب زلۃ القاری و غلط خوانی می آرند

پس معلوم شد که نزد فقها هم این زلة القاری و غلط خوانی اجماعاً حرام است
موافق مذهب قرّاء و کلامیکه هست در جواز نماز است که از ذمه ساقط شد یا نه
پس در جواز نماز و سقوط نماز از ذمه اختلاف واقع شد بعض فقها نماز را
فاسد گفتند که اعاده اش واجب است و بعض گفتند که نماز جائز و از ذمه ساقط
شد مانند دیگر محرمات غیر مفسد نماز با وجود حرام و مکروه بودن آن افعال
حکم جواز نماز و براءة الذمه میدهند پس نزد ایشان این جواز نماز مانند
جواز نماز با وجود اشتمال نماز بر امور محرمه و مکروهه غیر قراءة شد
پس وقتیکه از جواز همچو نماز غلط خوانی قرآن و تبدیل **ضاد**
بظاء جائز بلکه واجب شد باید که جمیع محرمات نماز هم بعد نماز جائز و واجب
باشند و ما هو الا هذیان و این هم نزد فتوی جواز نماز است و برا تعین جواز
نماز هیچ لازم نیست پس استدلال از کتب قراءة بالکل باطل است که اجماع
دارند بر عدم صحت قراءت و استدلال از کتب فقه موافق بعض فتوی ماند و
حاصلش اینست که ازین فتوی هم بعد اقرار غلطی قرآن است که این
غلطی را غلطی فاحش دانسته مخالفت اکثر فقها و ما تعین کرده بعضے
فقها فتوی جواز نماز داده نه فتوی صحت قرآن پس دعوة

۵۰

مردم وایجاب تبدیل **ضاد** بظا بجز غرض فاسد و اضلال دیگر نیست

باز تفریع و نتیجه برآوردن الشان از کتب قراره و فقه باید شنید

مقدمه اول حاصل از کتب قراره	مقدمه دوم حاصل از کتب فقه
القراءة بتبدیل الحرف بالحرف لا یجوز	صلوٰة المعذور الضرورة یجوز

ازین دو مقدمه مختلف الایجاب والسلب نتیجه برآورده اند قراءة الضاد بالظاء او شبیه الظاء جایز بل واجب و مخالفه موضع هر دو مقدمه ظاهر است و مخالفت محمول هر دو مقدمه معنیً موجود است سلمنا موافقة المحمول باز هر دو مقدمه در ایجاب و سلب مختلف هستند لیس نتیجه سالبه آید نه موجبه باز اضافه جهت در نتیجه از کدام مقدمه افزودند و نتیجه برآوردند که قراءة ظا بعوض **ضاد** در تمام قرآن جایز بل واجب است در پهلو و جوانب این انتاج اهل علم خود فکر خواهند فرمود مقام تفصیل نبود فقط اشاره مقصود بود تمام شد

تمت

اطلاع

کوئی صاحب اس کتاب کو بلا اجازت بندہ و صاحب
فرمایش کے قصد چھاپنے و چھپوانے کا نفرماوین ورنہ ماخوذ
ہونگے اور بلا ثبت مہر میری او صاحب فرمایش کے کوئی
صاحب نہ خریدین ورنہ چوری کی تقصور ہوگی —

الراقم
محمد حسین بخش کتب فروش و اسلام کمپنی دہنگہ

کل حقوق محفوظ ہین۔

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ جرمانہ لیا جائے گا۔